سلسلة المناهج التربوية

قرآن مجید کے حقوق

www.KitaboSunnat.com

قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے حقوق

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قرآن مجید کے حقوق

تالیف ــــــ قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ

صفحات ــــــ 256

اشاعت ــــــ 2021ء

ناشر ــــــ الوقف الادارة الخيرى
كلية القرآن الكريم والتربية الاسلامية

مکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹ ... جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
نمبر ....

ملنے کا پتہ
الوقف الادارة الخيرى
كلية القرآن الكريم والتربية الاسلامية

Phone: 049-4513116 Mob: 0333-4358421, 0333-4434193
049-4513115 Mob: 0333-4084583, 0300-4710319
www.quraancollege.com Email. info@quraancollege.com

دار السلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

لاہور: 36-لوئر مال 373 24 034 | اردو بازار 371 20 054 | لبرٹی 357 73 850 | ڈیفنس Y-بلاک 042 356 92 610
اسلام آباد 051 228 15 13 | ملتان 061 622 00 24 | فیصل آباد 041 2611 944 | کراچی: طارق روڈ 021 343 939 | گلشن چورنگی 021 349 939 38

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے حقوق

قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

کلیۃ القرآن الکریم والتربیۃ الاسلامیۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

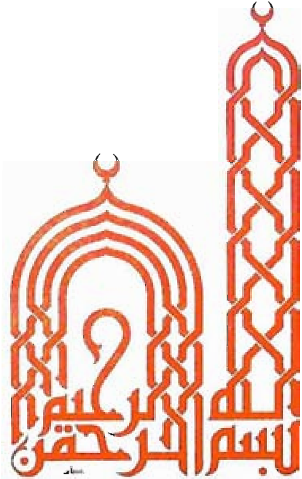

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

- عرضِ مصنف — 13
- کتاب لکھنے کا مقصد — 17
- قرآن کی لغوی و اصطلاحی تعریف — 19
  - ※ لغوی تعریف — 19
  - ※ اصطلاحی تعریف — 21
- قرآن مجید کے فضائل — 23
  - ※ قرآن مجید حبل اللہ (اللہ کی رسی) ہے — 23
  - ※ قرآن مجید سابقہ کتب کی صداقت کی ضامن کتاب ہے — 24
  - ※ قرآن مجید حفاظت الٰہی کی ضامن کتاب ہے — 25
  - ※ قرآن مجید پُر تاثیر نوشتۂ ہدایت ہے — 25
  - ※ قرآن مجید نور اور ہدایت کا منبع و مصدر ہے — 25
  - ※ قرآن مجید بہترین سفارشی ہے — 26
  - ※ قرآن بہترین صدقہ جاریہ ہے — 30
- قرآن مجید کی تلاوت کے فضائل — 32
  - ※ قرآن مجید کی تلاوت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی دلیل ہے — 32
  - ※ قرآن مجید کی تلاوت سننا بھی باعث اجر وثواب ہے — 34
  - ※ قرآن مجید کے ایک حرف کی تلاوت دس نیکیوں کا باعث ہے — 36

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

※ تلاوت قرآن خیر و برکت کا باعث اور شیطانوں کے تسلط سے نجات کا ذریعہ ہے 37
※ قرآن مجید کی تلاوت زمین و آسمان میں عزت کا باعث ہے 38
※ تلاوتِ قرآن انتہائی نفع مند تجارت ہے 39
قرآن پڑھنے والوں کے فضائل 40
※ اہلِ قرآن ہی حقیقی عزت و تکریم کے مستحق ہیں 40
※ اہلِ قرآن پوری کائنات سے افضل شخصیات ہیں 41
※ اہلِ قرآن قابلِ رشک لوگ ہیں 44
※ اہل قرآن قیامت کے دن فرشتوں کی صف میں کھڑے ہوں گے 46
※ اہل قرآن اللہ کی رضا اور تاجِ کرامت کے مستحق ہیں 49
※ اہلِ قرآن کا احترام، خالق کائنات کی تعظیم کی علامت ہے 50
حفظ قرآن کے فضائل 55
※ قرآن زیادہ یاد رکھنے والا ہی مصلی امامت کا زیادہ مستحق ہے 55
※ پہلی سات سورتیں یاد کرنے والا عالم ہے 56
※ سورۃ الکہف کا حفظ اور تلاوت دجال کے فتنے سے حفاظت کا باعث ہے 56
※ حافظِ قرآن قبر میں بھی مقدم ہے 56
※ حافظ قرآن قیامت کے دن بلند درجات پر فائز ہوں گے 57
※ حافظِ قرآن جہنم کی آگ سے محفوظ ہوں گے 59
قرآن مجید اور اس کی تلاوت کے آداب 61
قرآن مجید کے عمومی آداب 61
※ قرآن مجید کو واضح خط میں لکھا اور پرنٹ کیا جائے 61
※ قرآن مجید کو احترام سے کسی کو پیش کیا جائے، اس کو پھینکا نہ جائے 62
※ قرآن مجید کو دائیں ہاتھ سے پیش کیا جائے اور دائیں ہاتھ ہی سے لیا جائے 63

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

※ قرآن مجید کو زمین پر نہ رکھا جائے بلکہ رحل یا تکیے پر رکھا جائے 64
※ قرآن مجید کے اوراق کو لعاب زدہ انگلیوں کے ساتھ نہ پلٹا جائے 65
※ قرآن مجید کو نیک یا بری فال لینے کے لیے استعمال نہ کیا جائے 65
※ قرآن مجید کو تکیہ نہ بنایا جائے اور نہ اس پر ٹیک لگائی جائے 65
※ قرآن مجید کی طرف پاؤں کا رخ نہ کیا جائے 66
※ قرآن مجید کے اوپر کوئی کتاب یا کوئی اور چیز نہ رکھی جائے 67
※ قرآن مجید کو ضائع ہونے سے بچایا جائے 68
※ قرآن مجید کو واش روم میں لے جانے سے پرہیز کیا جائے 68
※ قرآن مجید کو پڑھنے کے بعد احترام سے بند کر دیا جائے، کھلا نہ چھوڑا جائے 69
※ قرآن مجید کے خصوصی آداب 69
※ قرآن مجید پڑھنے کے لیے پاکیزگی اور طہارت کا خصوصی اہتمام کیا جائے 69
※ قراءت قرآن کے وقت اچھے لباس کا اہتمام کرے 70
※ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت مسواک کا اہتمام کیا جائے 71
※ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت نیت کو خالص کیا جائے 72
※ قرآن مجید کی تلاوت پر اللہ رب العزت سے ثواب کی امید رکھی جائے 73
※ قراءت قرآن کے وقت قبلہ رخ ہو کر بیٹھے 73
※ تلاوت قرآن سے پہلے «تَعَوُّذ» پڑھا جائے 73
※ قرآن مجید کو زبانی اور دیکھ کر بھی پڑھا جائے 74
※ قرآن مجید کو ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھا جائے 75
※ قرآن مجید کو صاحب قرآن کے طریقے کے مطابق پڑھا جائے 76
※ تلاوت کرتے ہوئے معانی کے مطابق آواز کو بلند اور پست کیا جائے 77
※ قرآن مجید کو خوش الحانی اور خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھا جائے 78

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

※ قرآن مجید کو موسیقی اور گانے کی طرز پر نہ پڑھا جائے 80
※ قرآن کی تلاوت خشوع اور خشیت کے ساتھ کی جائے 81
※ مخصوص آیات کے ساتھ قیام اللیل کا اہتمام کیا جائے 82
※ ہر آیت پر عمدگی سے وقف کیا جائے 83
※ قرآن مجید کو تدبر اور غور و فکر کے ساتھ پڑھا جائے 83
※ قرآن مجید کے اخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہوئے اس پر عمل کیا جائے 84
※ سستی اور کاہلی کے وقت قرآن نہ پڑھا جائے 85
※ قرآن کے ذریعے سے دنیا طلب نہ کی جائے 85
قرآن مجید کے اہداف و مقاصد 87
※ حصول علم کے لیے پڑھنا 87
※ ثواب کی نیت سے قراءت قرآن 88
※ عمل کی غرض سے قرآن پڑھنا 90
※ اللہ تعالیٰ سے مناجات کے لیے تلاوت کرنا 93
※ شفا حاصل کرنے کی نیت سے تلاوت کرنا 97

قرآن مجید کے حقوق

پہلا حق

قرآن مجید پر ایمان لایا جائے 104
※ ہم نے اس کو نازل کیا 109
※ قرآن مجید کی حفاظت بھی ہم ہی کرنے والے ہیں 114

دوسرا حق

قرآن مجید کو پڑھا جائے 124

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

※ قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھا جائے 125

※ تجوید کے مخالف کی تین حالتیں 134

※ قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھا جائے 137

※ قرآن مجید کو یاد کیا جائے اور اس کی روزانہ تلاوت کو معمول بنایا جائے 144

※ قرآن مجید کو جب تک چاہو، دل لگی سے پڑھو لیکن اختلاف نہ کرو 152

※ تلاوت قرآن سے کسی کو بیزار کریں، نہ رکوع اور سجدے میں اسے پڑھیں 155

تیسرا حق

قرآن مجید کو سمجھا جائے 158

※ تعلیم و تعلم کی راہیں 172

※ ہدایت کی راہ 174

※ سکون واطمینان کی راہیں 175

※ رب تعالیٰ سے مناجات وسرگوشیوں کی راہ 176

※ روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفا کی راہیں 177

※ دل کو نرم کرنے کی راہیں 177

※ تذکیر ونصیحت حاصل کرنے کی راہیں 179

※ دعوت الی اللہ کی راہیں 180

※ رحمتِ الٰہی کی راہ 181

※ برکت کی راہیں 181

※ تلاوت قرآن پر مرتب ہونے والے اجر وثواب کی راہیں 182

※ فرشتوں کی معیت کی راہیں 183

※ عمل کی راہیں 184

※ قرآن کے ذریعے سے حاصل ہونے والی شفاعت وسفارش کی راہیں 186

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

※ قیامت کے روز رفعت و بلند مقام کے حصول کی راہیں 187

چوتھا حق

قرآن مجید پر عمل کیا جائے 189

پانچواں حق

قرآن مجید کو آگے پہنچایا جائے 199

※ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا 202

※ قول و فعل میں موافقت 212

※ زبان کا صحیح استعمال 217

※ کلام کی وضاحت 217

※ زبان میں نرمی 218

※ زبان کی مٹھاس 226

※ دنیاوی مال و اسباب کی محبت چھوڑ دو 231

مقامات اور ان کا حکم 233

※ مقامات کی لغوی تعریف 233

※ مقامات کی اصطلاحی تعریف 233

※ مقامات کی تعداد اور ان کا تعارف 234

※ مَقَامُ الْبَیَات 234

※ مَقَامُ الرَّسْت 234

※ مَقَامُ النَّهَاوَنْد 235

※ مَقَامُ السِّيكَا 235

※ مَقَامُ الصَّبَا 236

※ مَقَامُ الْحِجَاز 237

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

※ مَقَامُ الْعَجَمْ 238

※ مَقَامُ الْجَاهَرْكَاهْ 238

※ فنِ مقامات کی تاریخ 239

※ مقامات کی تعلیم وتعلم اور ان کے مطابق قرآن پڑھنے کا شرعی حکم 239

※ خلاصہ کلام 246

※ فطری اور طبعی تلحسین 246

※ مصنوعی اور بناوٹی تلحسین 247

خلاصہ وخاتمہ 248

فہرس المراجع والمصادر 256

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ

"اللہ نے بہترین کلام نازل کیا، جو ایک کتاب ہے باہم ملتی جلتی، بار بار دہرائی جانے والی، جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کی جلدیں اور ان کے دل اللہ کی یاد کی طرف نرم (ہو کر مائل) ہو جاتے ہیں، یہی اللہ کی ہدایت ہے، وہ اس کے ذریعے سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔"

(الزمر 39:23)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی أَشْرَفِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ،
أَمَّا بَعْدُ!

دین اسلام، قرآن مجید کا نام ہے جس کی توضیح وتکمیل سنتِ رسول ﷺ نے کی۔ قرآن مجید ایک ایسا لائحہ عمل، نصب العین اور نوشتہ بے مثال ہے کہ جس نے بھی اسے سینے سے لگایا، اس کی جہالت دور ہوگئی، وہ پریشانیوں اور مصائب وآلام سے نجات پا گیا، بندوں کی غلامی سے چھٹکارا اس کا مقدر بنا اور وہ اس کی صداقت اور جامعیت واکملیت کے گیت الاپتا ہوا یوں گویا ہوا:

صداقت ہو تو دل سینوں سے کھنچنے لگتے ہیں واعظ
حقیقت خود کو منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی

اس عالم فانی میں ہر شخص اپنے حقوق کا متلاشی اور متقاضی ہے حتیٰ کہ حیوانات کے حقوق کے حصول کے لیے دسیوں پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لیے ہر شخص ممکن وغیر ممکن کاوشیں کرتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ دوسروں کے حقوق اور اپنے فرائض سے یکسر غافل ہے حتیٰ کہ اپنے خالق سے بھی اپنے حقوق کا شکوہ کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ مسلمان ہونے کے ناتے سے اس پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان حقوق واجبہ میں سے جو ہر مسلمان پر لاگو ہوتے ہیں، قرآن کریم کے حقوق بھی ہیں۔ اسے یہ سوچنے کی فرصت نہیں کہ میں اُن کو بھی ادا کر رہا ہوں یا صرف اپنے بناوٹی حقوق کا رونا ہی رو رہا ہوں، چنانچہ اس کتاب میں قرآنی حقوق کو یاد کرانے اور ان کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے تقریباً 1230 احادیثِ مبارکہ کو سامنے رکھ کر اپنے جذبات کو حوالۂ قرطاس کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاید مولائے رحیم و کریم ان جذبات کو ان بھولے بھٹکے بھائیوں کے لیے مشعل راہ بنادے جو اسلام کے نام لیوا اور قرآنِ مجید کے محب ہونے کے دعویدار تو ہیں لیکن اس کے حقوق سے یا تو بے خبر ہیں یا ان کی حقیقت سے دور ہیں اور بشری غلط فہمیوں کا شکار ہو کر انھیں فراموش کر چکے ہیں، نیز دنیائے فانی میں محو و مگن ہو کر جنت کی ان لذتوں کو بھول چکے ہیں جو لذتیں حدیث کے مطابق نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان ہی نے ان کے بارے میں سنا ہے اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال ہی آیا ہے۔[1]

اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ ذیل اُمور کا خیال رکھا گیا ہے:

- اس کی اساس قرآن و سنت کو بنایا گیا ہے، چنانچہ ہر قسم کے تعصب و جانبداری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دلائل کو ''غیرتِ قرآنی'' کی زبان میں پیش کیا گیا ہے۔
- اَحادیثِ مبارکہ کی مفصل تخریج سے طوالت کے خوف سے گریز کرتے ہوئے صرف حدیث کا نمبر دیا گیا ہے، مثلاً: (صحيح البخاري، حديث:3072) لیکن اگر ترقیم میسر نہ آسکی ہو تو پھر جلد نمبر اور صفحہ نمبر دیا گیا ہے، مثلاً: (فتح الباري:122/9)
- اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلوب سادہ اور عام فہم ہو اور اختصار کے ساتھ تمام جزئیات کا إحاطہ کیے ہوئے ہو، نیز کوشش کی گئی ہے کہ تمام ذکر کردہ احادیث صحیح ہوں۔
- مدعا کو متعین کرنے کے لیے لغوی تشریح اور اشعار ذکر کیے گئے ہیں اور آخر میں جو مراجع سامنے تھے، ان میں سے اکثر ذکر کر دیے ہیں اور ''خلاصہ و خاتمہ'' میں ساری گفتگو کا لب لباب ذکر کرنے کے بعد برادرانِ اسلام سے محبت بھری اپیل کی گئی ہے۔

اللہ مالک ارض و سما کا انتہائی شکر گزار ہوں جس نے مجھ پر اپنی خاص رحمت فرمائی کہ مجھ جیسا ناکارہ اور عاجز بھی اپنے قلم کو قرآن مجید کے متعلق حرکت دینے کے قابل ہوا اور اب اسی سے عاجزانہ التماس اور دعا ہے: اے باری تعالیٰ! تو اس حقیری کوشش کو اپنی رضا کے لیے خاص فرما لے اور اسے شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے میرے لیے توشۂ آخرت بنا دے۔ آمین!

رب ذوالجلال سے یہ بھی عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ میرے والد کو اعلیٰ علّیین میں سکونت دے جنھوں نے

[1] صحيح البخاري، حديث:3244، وصحيح مسلم، حديث:2824.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس قرآن کو خود بھی اپنے سینے میں محفوظ کیا، اپنی آلِ اولاد کو بھی اس راہ پر لگایا اور قرآن مجید کی نعمت سے محروم بیسیوں گھروں اور ادھیڑ عمر بزرگوں کو قرآن مجید پڑھایا اور میری والدہ محترمہ کو صحت و عافیت سے نوازے جو اپنی پوری زندگی قرآن مجید کی تعلیم و تربیت اور اس کی فکر میں بسر کر رہی ہیں۔ میرے جن بہن بھائیوں نے میری تعلیم کے سلسلے میں ہر ممکن مدد اور تعاون کیا، خصوصاً میرے استاد و برادر کبیر قاری محمد ابراہیم صاحب جنھوں نے ''غیرتِ قرآنی'' کو والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے میرے سینے میں بتوفیق الٰہی پیوست کرنے کی حتی المقدور کوشش کی، میری دعا ہے کہ رب العزت انھیں توفیق دے کہ وہ اس عظمت قرآنی کے تاج کو پوری شان و شوکت کے ساتھ اپنی اولاد کے سروں پر سجائیں۔ اپنی اہلیہ کے لیے بھی دعا گو ہوں جس نے میری تدریسی، تالیفی اور دیگر مصروفیات کا خیال رکھتے ہوئے ہر ممکن خدمت و مساعدت کی کہ اللہ تعالیٰ اسے دین حنیف اور قرآنی غیرت کی علم بردار بنائے اور میرے بیٹے، بھانجے اور بھتیجوں کو اس غیرت قرآنی کا امام بنائے۔ آمین!

آخر میں مولائے رحیم و کریم سے التجا کرتا ہوں کہ اس کتاب کو میرے والدین، بہن بھائیوں اور اقرباء و اساتذہ کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔

﴿ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○﴾

اہل علم و عرفان سے انتہائی ادب سے گزارش ہے کہ وہ شاعر کے شعروں......

وَإِنْ تَجِدْ عَيْبًا فَسُدَّ الْخَلَلَا ‏ قَدْ جَلَّ مَنْ لَّا عَيْبَ فِيهِ وَعَلَا

مَنْ عَابَ عَيْبًا لَهُ عُذْرٌ فَلَا وَزَرَا ‏ يُنْجِيهِ مِنْ عَزَمَاتِ اللَّوْمِ مُتَّزَرَا

وَإِنَّمَا هِيَ أَعْمَالٌ بِنِيَّتِهَا ‏ خُذْ مَا صَفَا وَاحْتَمِلْ بِالْعَفْوِ مَا كَدَرَا

کو سامنے رکھتے ہوئے ہر قسم کی غلطی، جو کہ میری اور شیطان کی طرف سے ہوگی، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس سے بری ہیں، کی اصلاح کریں اور آگاہ بھی کریں، میں انتہائی ممنون ہوں گا جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

«رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ أَهْدٰى إِلَيْنَا عُيُوبَنَا»

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو ہماری غلطیاں ہمیں ہدیے کے طور پر دیتا ہے (تاکہ ہم اپنی اصلاح کرسکیں۔)"[1]

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

أخوكم في الله

قاری محب اختر مشتاق میر محمدی

مدیر

كلية القرآن الكريم والتربية الإسلامية

[1] صيد الخاطر، ص:95.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب لکھنے کا مقصد

قرآن مجید ہدایت و نور کا سرچشمہ ہے اور زندگی کے جملہ معاملات کا حل ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب اس کے حقوق پورے کیے جائیں۔ آج کل کے مادہ پرستی کے دور میں ہر شخص افراط وتفریط کا شکار نظر آتا ہے۔ کوئی اس کی تلاوت ہی پر سالہا سال لگا کر اسی پر قانع ہو جاتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرنے اور اس کے مختلف لہجوں کے حصول کو کافی سمجھتا ہے۔ دوسرا قرآن کی تلاوت سے اپنی کم علمی و جہالت کی وجہ سے دور ہے، پھر اس محرومی کی آگ وہ مخالفت کر کے اُگلتا ہے۔ تیسرا تلاوتِ قرآن کا سرے سے ہی منکر جو! ایمان لانا بس اسی کو سمجھتا ہے کہ قرآن کو قرآن پاک کہہ دیا اور غلاف میں بند کر کے اونچی جگہ پر سجا دیا۔ چوتھا قرآن کو پڑھتا ہے نہ عمل کرتا ہے بلکہ اس کا ایمان اور اس کی کاوشیں اپنے من پسند گھڑے ہوئے اُصولوں کے لیے قرآن مجید سے دلائل تلاش کرنا ہے اور عقل وخرد کی گتھیاں سلجھاتا ہے جبکہ پانچواں صرف دعوت یا جہاد کا لفظ ہی جانتا ہے اور پوری زندگی اسی میں کھپانے کا عزم کیے ہوئے ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر اس کا ایمان ہی نہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ بحفاظت وصیانت اپنے تمام تر اوصاف (متن و مدعا کے تمام گوشوں) کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے تو پھر اس کا تعلیم دینا، دعوت دینا، جہاد کرنا کہاں ثمر آور ہو سکتا ہے کیونکہ اس تعلیم، دعوت اور جہاد کی اصل تو قرآن مجید ہے۔ اگر اصل ہی ناقص سمجھی جائے (نعوذ باللہ) تو پھر فرع کا کیا اعتبار!؟ اسی طرح ایمان کے بعد وہ خود اسے پڑھتا اور سمجھتا نہیں تو پھر وہ کسی اور کو کیسے تبلیغ کر سکتا ہے۔ اسی طرح تلاوت ہی پر زور دیتا رہے اور نمازوں کا چور رہے، داڑھی کا چور رہے، دھوکے بھی دے، ناحق مال بھی کھائے تو عمل کے بغیر تو اس کا ایمان ہی متحقق نہیں ہوگا، چہ جائیکہ وہ تلاوت ہی کو اصل سمجھ کر بس اسی پر قانع رہے۔ جب تک وہ دعوتی میدان میں قرآنی اور نبوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلوب سامنے نہیں رکھے گا، اسے کامیابی نصیب ہونا ممکن نہیں۔ یہ کتاب اسی غرض سے ترتیب دی گئی ہے کہ افراط وتفریط سے بچتے ہوئے توازن اور حقیقت کا دامن تھام کر قرآن مجید پر بتدریج اس طرح ایمان لایا جائے جس طرح صحابہ لے کر آئے، پھر اسے ایسے پڑھا جائے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے پڑھا، پھر اسے اسی طرح سمجھا جائے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا اور اس پر کماحقہ مکمل عمل کیا جائے، پھر اس امانت کو احسن انداز واسلوب میں آگے پہنچایا جائے۔ یہی وہ خاکہ اور ڈھانچہ ہے جو ہمارے اَسلاف کے پاس تھا تو ان کی فولادی قوتیں شاعروں کے کلام کی زینت بنیں اور ایک شاعر بول اُٹھا:

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

اور پھر پورے عالم میں اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا، بقول شاعر:

کتاب ہدیٰ میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اور اسلام کا آوازہ شرک و جہالت کے پردے پھاڑتے ہوئے کلیساؤں میں بلند ہوا، اس لیے کہ:

کیوں نہ ہو ممتاز اسلام دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں

آج بھی وقت ہے کہ ہم انھی خطوط پر چلیں جن پر ہمارے اسلاف چلے تھے اور یہ آواز بلند کریں:

گلی گلی نکھاریں گے نگر نگر سنواریں گے
اگر قرآن طلب کرے گا تو خون دل بھی بہادیں گے

اور ارادے پختہ کرلیں کیونکہ:

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

اور اپنی بساط واستطاعت کے مطابق قرآن مجید کی خدمت کا فرض ادا کرتے جائیں، بقول شاعر:

مانا کہ اس جہاں کو گلستاں نہ کر سکے ہم کانٹے تو کچھ ہٹا دیے، گزرے جدھر سے ہم

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کے احکام اپنی زندگی میں اتارنے کی توفیق دے۔ آمین!

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْهَادِي إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی لغوی و اصطلاحی تعریف

قرآن مجید کے حقوق پر بحث کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ اس کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کی جائے۔

لغوی تعریف

قرآنِ مجید لغوی اِعتبار سے اسم ہے، فعل و حرف نہیں، پھر اس کے اِسم ہونے کے بارے میں علماء کے دو گروہ ہیں:

- علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ لفظ قرآن اسم جامد وغیر مہموز (بغیر ہمزہ کے) ہے اور اسی کو سامنے رکھ کر ابن کثیر مکی نے اسے قُرَان پڑھا ہے، چنانچہ جس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب کا نام تورات ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب کا نام انجیل ہے، اسی طرح جو کتاب محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی، اس کا نام قرآن مجید ہے۔ ان علماء میں سے امام شافعی رحمہ اللہ بھی ہیں جو قرآن کو اِسم جامد تصور کرتے ہیں۔
- علماء کی دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ لفظ ''قرآن'' اسم جامد نہیں بلکہ اسم مشتق ہے۔

پھر لفظِ قرآن کس مادے سے مشتق ہے، اس کے بارے میں علماء کے چار گروہ ہیں:

1. علماء کی ایک جماعت، جن میں امام اشعری رحمہ اللہ بھی ہیں، کا قول ہے کہ لفظ قرآن قَرِنَتِ الشَّيْءُ بِالشَّيْءِ (ایک چیز کا دوسری کے ساتھ مل جانا) سے مشتق ہے، چنانچہ قَرْنُ الثَّوْرَيْنِ اس وقت بولا جاتا ہے جب جوئے میں دو بیلوں کو جوتا جائے اور قَرْنُ الْبَعِيْرَيْنِ اس وقت بولا جاتا ہے جب دو اونٹوں کو ایک رسی میں باندھ دیا جائے اور أَقْرَنَتِ الثُّرَيَّا اس وقت بولا جاتا ہے جب مخاطب بلندی میں ثریا کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متصل ہو۔ اسی لیے جب حج وعمرہ کا اکٹھا احرام باندھا جائے تو اس کو حج قران کہتے ہیں، چنانچہ قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں آیات و سور، کلمات و الفاظ اور حروف کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا گیا ہے۔

علماء کی دوسری جماعت، جن میں امام فراء رحمہ اللہ بھی ہیں، کا کہنا ہے کہ لفظ قرآن قرائن سے مشتق ہے اور قرائن، قرینہ کی جمع ہے جس کے معنی دلیل و برہان کے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے: یہ بات قرائن (دلائل) سے ثابت ہے، چنانچہ قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی آیات دلائل و براہین اور صدق وحقانیت میں ایک دوسری کے مشابہ ہیں۔

علماء کی تیسری جماعت، جن میں امام لحیانی رحمہ اللہ بھی ہیں، کا کہنا ہے کہ لفظ قرآن قَرَأَ بمعنی تَلَا سے مصدر ہے اور غُفران کے وزن پر ہے جس کے معنی پڑھنا یا تلاوت کرنا اور ملانا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ ''اس (قرآن مجید) کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھوانا ہمارے ذمے ہے''۔ ... چنانچہ قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ اس کو پڑھا جاتا ہے، اس کی تلاوت کی جاتی ہے اور اس کی پیروی کی جاتی ہے، نیز اس سے محبت کرنے سے انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔

علماء کی چوتھی جماعت، جن میں امام زجاج رحمہ اللہ بھی ہیں، کا کہنا ہے کہ لفظ قرآن القرء سے مشتق ہے اور فعلان کے وزن پر وصف ہے جس کے معنی اَلْجَمْعُ وَالضَّمُّ وَالْاِجْتِمَاعُ (جمع کرنا اور ملانا) ہیں، چنانچہ قَرْءُ الْمَاءِ فِي الْحَوْضِ اس وقت بولا جاتا ہے جب پانی حوض میں جمع ہو جائے اور قَرْءُ الْمَرْأَةِ اس وقت بولا جاتا ہے جب عورت کے رحم میں خون جمع ہوجائے اور اسی سے لفظ قَرْيَةٌ (بستی) ہے جو مختلف لوگوں کو جمع کرنے والی جگہ کو کہتے ہیں اور اسی لیے أَقْرَاءُ الشِّعْرِ (القرء کی جمع) شعر کے قافیوں، انواع اور بحروں کو کہا جاتا ہے کیونکہ قافیے میں ہر شعر کے آخر میں ایک طرح کے لفظ جمع ہوجاتے ہیں جن سے ایک طرح کا ترنم پیدا ہو جاتا ہے، چنانچہ قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سابقہ اُمم کے قصص اور اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی، وعد وعید، ترغیب وترہیب کو جمع کرنے والی کتاب ہے یا پھر سابقہ کتب کے علوم وفنون اور فوائد وثمرات کو جمع کرنے والی کتاب ہے جیسا کہ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَتِبْيَانًا لِّكُلِّ

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اوصاف قرآن اس بات کی غمازی کرتے ہیں یا پھر قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ عصر حاضر میں دنیا میں پھیلے تمام مسلمانوں کو ایک اسٹیج پر جمع کرنے والی اگر کوئی کتاب ہے تو وہ قرآن مجید ہے کیونکہ قرآن مجید میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں ہو سکتا اور جو قرآن مجید میں اختلاف کرتا ہے، اس کا ایمان بھی مختلف فیہ ہو جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف

اصطلاحی زبان میں قرآن مجید کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

«هو كلام الله تعالى المنزل على محمد ﷺ بواسطة جبريل المبدوء بسورة الفاتحة والمختوم بسورة الناس والمكتوب في المصاحف والمتعبد بتلاوته»

''قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو جبریل علیہ السلام کے واسطے سے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔ جس کی ابتدا سورۂ فاتحہ سے ہوتی ہے اور انتہا سورۂ ناس پر ہوتی ہے۔ جو (12 ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع سے) مصاحف میں (سات حروف پر مشتمل) لکھا گیا اور اس کی تلاوت کرنا عبادت ہے۔''

چنانچہ جب ہم نے كَلَامُ اللهِ (اللہ کا کلام) کہا تو اس سے پتہ چلا کہ یہ جن وانس اور فرشتوں کا کلام نہیں بلکہ یہ صرف اللہ جل شانہ کا کلام حقیقی ہے اور جب ہم نے اَلْمُنَزَّلُ (نازل شدہ) کہا تو اس سے اللہ تعالیٰ کا وہ کلام مراد ہوا جو نازل کیا گیا نہ کہ وہ کلام مراد ہے جو فرشتوں کے ساتھ کیا گیا یا جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور جب ہم نے عَلٰى مُحَمَّدٍ (محمد ﷺ پر) کہا تو پتہ چلا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا نہ کہ وہ جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر تورات کی شکل میں اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کی شکل میں اور سیدنا داود علیہ السلام پر زبور کی صورت میں اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر صحائف کی صورت میں نازل کیا گیا اور جب ہم نے بِوَاسِطَةِ جِبْرِيلَ (جبریل علیہ السلام کے واسطے سے) کہا تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام سیدنا جبریل علیہ السلام کے واسطے سے نبی ﷺ تک پہنچا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وضاحت ہے:

﴿ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ ﴾

''اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ آپ کے دل پر اُترا ہے تا کہ آپ ڈرانے والوں میں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں گے۔"[1]

اللہ کے رسول ﷺ نے (نعوذ باللہ) اپنے پاس سے گھڑا ہے، نہ سابقہ کتب سے اقتباس کیا ہے اور نہ کسی بشر ہی سے اسے سیکھا ہے جیسا کہ بعض مستشرقین کا تخیل ہے اور جب اَلْمَبْدُوءُ بِسُورَةِ الْفَاتِحَةِ وَالْمَخْتُومُ بِسُورَةِ النَّاسِ (یہ سورۂ فاتحہ سے شروع ہو کر سورۂ ناس پر ختم ہوتا ہے) کہا تو پتہ چلا کہ یہی ترتیب و مقدار صحابہ رضی اللہ عنہم کو یاد تھی، اس میں کمی نہیں کی گئی اور یہ کہنا بہتان ہے کہ اس قرآن کی 17000 آیتیں تھیں۔ اور جب اَلْمَكْتُوبُ فِي الْمَصَاحِفِ (مصاحف میں لکھا ہوا) کہا تو پتہ چلا کہ جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے یاد کیا وہاں اسے مصاحف میں لکھا، وہ مصاحف جن کو مصاحف عثمانیہ کے نام سے مسلمان یاد کرتے ہیں۔ اور جب ہم نے اَلْمُتَعَبَّدُ بِتِلَاوَتِهِ (اس کی تلاوت کرنا عبادت ہے) کہا تو پتہ چلا کہ کائنات میں ایسی کوئی کتاب نہیں جس کی تلاوت، عبادت متصور کی جائے اور اس کو نماز میں پڑھا جائے سوائے اس قرآن مجید کے جس کا ایک حرف پڑھنے سے انسان کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔[2] اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نیکیاں کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

[1] الشعرآء 26:193، 194. [2] البرهان في علوم القرآن: 1/278، والإتقان: 1/87، والنهاية في غريب الحديث والأثر: 4/30، والمعجم الوسيط: 1، 2/722 و 730، 731، ودراسات في علوم القرآن الكريم، ص: 18-22، والمنجد، ص: 788، 789 و 798، 799.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے فضائل

قرآن مجید ایک ایسی بے نظیر و بے مثال کتاب ہے جس کی قدر و منزلت کا ادراک عام انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس کے فضائل جاننے کے لیے خود قرآن مجید اور رسول اکرم ﷺ کے فرمودات پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ قرآن مجید کی بلاغت اور علمی گہرائی، نیز جامعیت کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ قرآن مجید کے نزول سے لے کر آج تک اس کی تفسیر و ترجمہ، مفاہیم و مدعا اور کسی نہ کسی گوشے کو واضح کرنے کے لیے لاکھوں کتابیں لکھی گئیں جن کا محور و مرکز یہی قرآن مجید ہے، چنانچہ ان فضائل میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں جن سے قرآن، تلاوت قرآن اور اہل قرآن کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔

قرآن مجید حبل اللہ (اللہ کی رسی) ہے

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی رسی ہے جو اس نے کائنات کی رُشد و ہدایت کے لیے زمین میں بھیجی ہے۔

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كِتَابُ اللهِ هُوَ حَبْلُ اللهِ الْمَمْدُوْدُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ»

"اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف پھیلی اور لٹکی ہوئی ہے۔"[1]

جیسا کہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَبَعْدُ فَحَبْلُ اللهِ فِينَا كِتَابُهُ   فَجَاهِدْ بِهِ حِبْلَ الْعِدَا مُتَحَبِّلَا

"قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی رسی ہمارے درمیان ہے، لہٰذا شکاری بن کر دشمنوں کے مکر و فریب کا اس

[1] صحیح الجامع، حدیث: 4473، والسلسلة الصحيحة، حديث: 2024.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن ہی کے ذریعے سے مقابلہ کرو۔''[1]

اور سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَبْشِرُوا فَإِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ طَرَفُهُ بِيَدِ اللّٰهِ وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ فَتَمَسَّكُوا بِهِ فَإِنَّكُمْ لَنْ تَهْلِكُوا وَلَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا»

''خوش ہوجاؤ، اس قرآن کا ایک کنارہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمھارے ہاتھوں میں ہے۔تم اسے مضبوطی سے تھام لو۔ بے شک اس کے بعد نہ تم ہلاک ہو گے اور نہ گمراہ ہی ہو گے۔''[2]

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس قرآن مجید اور حبل اللہ کو جب تک مسلمانوں نے پکڑے رکھا، پوری کائنات پر ان کا قبضہ رہا اور جونہی یہ کنارہ چھوٹا، زندگی کی لذتیں اور حلاوتیں اپنا پلو (کنارہ) چھڑا گئیں اور ذلت و رسوائی اور پریشانیوں نے ڈیرے ڈال لیے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اگر آج بھی اس قرآن مجید کو تھام لیا جائے تو پھر سے شان وشوکت، رعب ودبدبہ، دولت وثروت اور حکومت واقتدار مسلمانوں کے قدم چوم سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رسی کو تھامنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قرآن مجید سابقہ کتب کی صداقت کی ضامن کتاب ہے

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴾

''اور ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ بھیجی، اس حال میں کہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے ہیں اور ان کی محافظ ہے۔ پس ان کے درمیان اس کے ساتھ

[1] حرز الأماني ووجه التهاني، شعر نمبر: 5. [2] صحيح الجامع، حديث: 34، والسلسلة الصحيحة، حديث: 713.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کریں جو اللہ نے نازل کیا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں، اس سے ہٹ کر جو حق میں سے آپ کے پاس آیا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک راستہ اور ایک طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمھیں ایک امت بنا دیتا اور لیکن تا کہ وہ تمھیں اس میں آزمائے جو اس نے تمھیں دیا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، اللہ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمھیں بتائے گا جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔''[1]

قرآن مجید حفاظت الٰہی کی ضامن کتاب ہے

ارشاد ربانی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

''بلاشبہ! ہم ہی نے اس ذکر (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''[2]

قرآن مجید پر تاثیر نوشۂ ہدایت ہے

ارشاد ربانی ہے:

لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝

''اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اسے اللہ کے ڈر سے پست ہونے والا، ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا دیکھتے۔ اور یہ مثالیں ہیں جنھیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور و فکر کریں۔''[3]

قرآن مجید نور اور ہدایت کا منبع و مصدر ہے

ارشاد ربانی ہے: ﴿ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝﴾ ''یہ کتاب اس میں کوئی شک نہیں ہے، یہ متقین کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔''[4]

[1] المآئدة 5:48. [2] الحجر 15:9. [3] الحشر 59:21. [4] البقرة 2:2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ نے فرمایا:

«أَمَّا بَعْدُ! أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِي رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ. مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَأَخَذَ بِهِ كَانَ عَلَى الْهُدٰى، وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ. فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ...»

''خبردار، اے لوگو! میں ایک بشر ہوں، قریب ہے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کا فرشتہ آئے اور میں اس کے پیغام پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جاملوں۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جن میں سے پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ جس نے اسے مضبوطی سے تھام لیا اور اس پر عمل کیا، وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اس سے ہٹ گیا، وہ گمراہ ہوگا، چنانچہ تم اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔''[1]

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ رشد و ہدایت اور نورِ حق حاصل کرنے کے لیے قرآن مجید کو مضبوطی سے تھامنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے جبکہ اس سے دوری اور اس کا ترک گمراہی کا موجب ہے۔ کاش! مسلمان اس منبع رشد و ہدایت کو سینے سے لگا کر اس کی ضیاپاشیوں سے اپنے روحانی اندھیروں کو دور کرسکیں۔

قرآن مجید بہترین سفارشی ہے

قرآن مجید جہاں دنیا و آخرت میں عزت کا باعث ہے وہاں یہ قیامت کے دن بہترین اور مضبوط سفارشی بھی ہے، جیسا کہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ»

''قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو۔ بلاشبہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔''[2]

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحیح مسلم، حدیث: 2408، و صحیح الجامع، حدیث: 1351۔ [2] صحیح مسلم، حدیث: 804۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«القرآن شافع مشفع، وماحل مصدق، مَنْ جعله أَمَامَهُ قَادَه إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ جعله خلفه ساقه إلى النار»

’’قرآن مجید ایسا سفارشی ہے جس کی سفارش ضرور قبول ہوگی اور ایسا دعوے دار ہے جس کے دعوے کی تصدیق کی جائے گی۔ جو اسے اپنا امام بنائے گا (زندگی کے ہر معاملے میں مقدم رکھے گا) اسے یہ جنت میں لے جائے گا اور جس نے اسے اپنے پیچھے رکھا، اسے جہنم میں کھینچ کر لے جائے گا۔‘‘[1]

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ! مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ، قَالَ: فَيُشَفَّعَانِ»

’’روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندے کے حق میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے رب! تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما (کیونکہ) دن کے وقت میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے روکے رکھا تھا۔ اور قرآن کہے گا: میری سفارش بھی اس آدمی کے حق میں قبول فرما (کیونکہ) رات کے وقت میں نے اسے سونے سے روکے رکھا تھا۔ تو ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔‘‘[2]

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ سُورَةً مِّنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَ لَهُ وَهِيَ سُورَةُ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ»

’’قرآن مجید میں ایک ایسی سورت ہے جس کی 30 آیات ہیں وہ (اپنے پڑھنے والے) شخص کے متعلق سفارش کرے گی یہاں تک کہ اس کو معاف کر دیا جائے گا اور یہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک (سورۃ الملک) ہے۔‘‘[3]

[1] صحيح الجامع، حديث: 4443، والسلسلة الصحيحة، حديث: 2019. [2] مسند أحمد: 118/10.
[2] صحيح الجامع، حديث: 2091.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ سُورَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ مَا هِيَ إِلَّا ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ فَأَخْرَجَتْهُ مِنَ النَّارِ وَأَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ»

''قرآن مجید میں ایک ایسی سورت ہے جس کی 30 آیات ہیں۔ وہ (اپنے پڑھنے والے) شخص کے متعلق سفارش کرے گی اور اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروا دے گی۔''[1]

بلاشبہ قرآن سے بڑھ کر کوئی بھی سفارشی نہیں ہوگا کیونکہ قرآن مجید اللہ جل شانہ کا کلام حقیقی ہے اور جب کلام ہی اپنے کلام کرنے والے کے سامنے گواہی دے دے تو پھر سفارش کیوں قبول نہ ہوگی، چنانچہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِنَّ كِتَابَ اللهِ أَوْثَقُ شَافِعٍ وَأَغْنَى غَنَاءٍ وَاهِبًا مُتَفَضِّلًا

''اللہ تعالیٰ کی کتاب ایک مضبوط سفارشی ہے اور نہایت کافی اور بخشش و فضل والی ہے۔''[2]

اور اس پر مستزاد قرآن مجید اپنے پڑھنے والے کے لیے ضد کرے گا یہاں تک کہ اسے بخشوا لے گا، جیسا کہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُنَاشِدُ فِي إِرْضَائِهِ لِحَبِيبِهِ وَأَجْدِرْ بِهِ سُؤْلًا إِلَيْهِ مُوَصَّلًا

''قرآن مجید اپنے دوست کے لیے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں ضد کرے گا (کہ اس کو بخش دے) اور قرآن مجید کے ایک کامیاب مطلوب ہونے کے کیا کہنے!''[3]

میرے مسلمان بھائی! یہ سفارش کس کی کرے گا؟ جو اس کی تلاوت کرے گا نہ کہ اس کی جو اس کو غلاف میں بند کر کے طاق یا الماری میں رکھے اور ڈائجسٹ اور اخبارات و رسائل کو سینے سے لگائے۔ ذرا اپنے دل سے پوچھو کہ پوری کائنات کی خبریں تم نے پڑھ لیں، کیا قرآن بھی پڑھا؟ اگر دو صفحے پڑھے تو کیا اس کا حق ادا کیا؟ اور کیا اس کو سمجھنے کی کوشش کی؟ جواب نہیں میں ملے گا تو یاد رکھنا! پھر یہی قرآن بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں گھسیٹ کر جہنم میں لے جانے کا سبب بن جائے گا۔ اور کیوں نہ لے کر

[1] صحيح الجامع، حديث: 2092. [2] حرز الأماني ووجه التهاني، شعر نمبر: 10. [3] حرز الأماني ووجه التهاني، شعر نمبر: 14.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے، سارا قرآن مجید تو کجا، تو نے تو سورۂ فاتحہ کا ترجمہ و مفہوم بھی سمجھ کر نہیں پڑھا۔ اور بعض بدقسمت تو اس سورۂ فاتحہ سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ اپنی کم عقلی و کم فہمی کی بنا پر سبع الثانی کی صفت کو چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«أَفْضَلُ الْقُرْآنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ»

''قرآن مجید کی افضل ترین سورت، سورۃ الفاتحہ ہے۔''[1]

اس لیے کہ انسان اس کو پڑھتے وقت اپنی عبودیت اور اپنے رب و خالق و مالک کی ربوبیت و ملوکیت کا اعتراف کرتا ہے۔ جو شخص اس سورۂ فاتحہ کو بھی نہیں پڑھتا، اس کا مفہوم نہیں سمجھتا اور پانچوں نمازوں میں بار بار وعدہ کر کے پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے در پر سر جھکاتا ہے تو یہ قرآن کیسے اس کے لیے بخشش کا سبب بنے گا؟ کیسے اس پر فضل کی بارش کروائے گا؟ کیسے اس کی سفارش کرے گا؟ اگر وہ اتنا شعور بھی نہیں رکھتا کہ سورۂ فاتحہ ہی کو غور سے پڑھ کر عمل کر لے تو پھر اس کا ہم نشیں ہونا تو دور کی بات ہے، اس نے قرآن مجید سے تعلق رکھنا پسند ہی نہیں کیا، حالانکہ کائنات میں قرآن مجید جیسا کوئی بھی ہم نشیں نہیں۔ دنیا کے دوستوں سے ہر شخص اکتا جاتا ہے لیکن قرآن مجید کی بابت امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَخَيْرُ جَلِيسٍ لَّا يُمَلُّ حَدِيثُهُ ... وَتَرْدَادُهُ يَزْدَادُ فِيهِ تَجَمُّلَا

''قرآن مجید بہترین ہم نشیں ہے جس کی باتوں میں کبھی اکتاہٹ نہیں ہوتی۔ اس کا بار بار ورد اس کے جمال میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔''[2]

قرآن مجید صرف اکتاہٹ ہی ختم نہیں کرتا بلکہ جو اس کو اپنا ساتھی بنا لیتا ہے، اس کے لیے دُنیا کیا، قبر میں بھی بہترین ہم نشیں ثابت ہوتا ہے اور اندھیری قبر میں روشنی کا مینار بن جاتا ہے جیسا کہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَحَيْثُ الْفَتَى يَرْتَاعُ فِي ظُلُمَاتِهِ ... مِنَ الْقَبْرِ يَلْقَاهُ سَنًا مُتَهَلِّلَا

''اور جب نوجوان قبر کی تاریکیوں میں بے چین ہوگا تو یہ قرآن مسرور و شاداب اور روشنی کا مینار بن کر اسے ملے گا۔''[3]

---

[1] صحيح الجامع، حديث: 1125، والسلسلة الصحيحة، حديث: 1499. [2] حرز الأماني ووجه التهاني، شعر نمبر: 11. [3] حرز الأماني ووجه التهاني، شعر نمبر: 12.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور صرف ملاقات نہیں کرے گا بلکہ زندگی میں اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے کو مبارک باد دے گا اور قبر کو آرام گاہ اور باغ و بہار بنانے کا سبب بنے گا جیسا کہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُنَالِكَ يَهْنِيهِ مَقِيلًا وَرَوْضَةً وَمِنْ أَجْلِهِ فِي ذِرْوَةِ الْعِزِّ يَجْتَلَا

''قرآن مجید قاری کو قبر کے بہترین آرام گاہ اور باغ و بہار بننے کی مبارک باد دے گا اور قاری قرآن اسی کی وجہ سے عزت کی بلندیوں پر رونق افروز ہوگا۔''[1]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن مجید کے ثمرات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میں بقول شاطبی اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کرتا ہوں کہ اے ہمارے پروردگار! اے ہمارے مالک و خالق و رازق!

وَيَجْعَلَنَا مِمَّنْ يَكُونُ كِتَابُهُ شَفِيعًا لَهُمْ إِذْ مَا نَسُوهُ فَيَمْحَلَا

''ہمیں ان لوگوں میں ہونے کی توفیق دے جن کے لیے اس کی کتاب سفارشی ہوگی کیونکہ انھوں نے اس کو بھلایا نہ ہوگا کہ وہ شکایت کرے۔''

قرآن بہترین صدقہ جاریہ ہے

قرآن مجید کو طبع کروا کر یا بازار سے خرید کر مسجدوں، مدرسوں اور اسلامی مراکز میں وقف کرنا بھی ثواب مسلسل کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ جب تک مسلمان اس قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہیں گے، اس کے ترجمے اور تفسیر پر غور وفکر کرتے رہیں گے اور قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا رہیں گے، اس وقت تک قرآن مجید وقف کرنے والے کو اجر ملتا رہے گا جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ أَوْ نَهَرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ»

''بے شک مومن کو ان اعمال کا اجر وثواب اس کی موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے: (دینی) علم جو اس

[1] حرز الاماني و وجه التهاني، شعر نمبر 13.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے لوگوں کو سکھایا اور اس کی نشر و اشاعت کا اہتمام کیا۔ نیک اولاد جو اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ قرآن مجید جو کسی کو دے گیا۔ مسجد تعمیر کرائی۔ مسافروں کے لیے سرائے بنوائی یا نہر کھدوائی۔ یا اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں صدقہ کر گیا۔ تو ان اعمال کا اجر اسے موت کے بعد بھی ملتا رہے گا۔''[1]

اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«سبعٌ يَجْرِي لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ وَهُوَ فِي قَبْرِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا أَوْ أَجْرَى نَهْرًا أَوْ حَفَرَ بِئْرًا أَوْ غَرَسَ نَخْلًا أَوْ بَنَى مَسْجِدًا أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ»

''سات اعمال کا اجر و ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے جبکہ وہ اپنی قبر میں لیٹا ہوتا ہے: ① جس شخص نے (دینی) علم دوسروں کو سکھایا، ② نہر کھدوائی، ③ کنواں کھدوایا، ④ کھجور کا درخت لگایا، ⑤ مسجد بنائی، ⑥ مصحف کا وارث بنایا، ⑦ (نیک) اولاد چھوڑ کر گیا جو اس کی موت کے بعد اس کے لیے بخشش کی دعائیں مانگے۔''[2]

اور سیدنا ابو مالک اشجعی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ عَلَّمَ آيَةً مِّنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ لَهُ ثَوَابُهَا مَا تُلِيَتْ»

''جس شخص نے کتاب اللہ کی ایک آیت کسی کو سکھا دی تو جب تک وہ پڑھی جاتی رہے گی، اس کا ثواب اس (سکھانے والے) کو ملتا رہے گا۔''[3]

---

[1] سنن ابن ماجه، حديث:242، وصحيح الترغيب والترهيب، حديث:77. [2] صحيح الجامع، حديث: 3596. [3] السلسلة الصحيحة، حديث:1335.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی تلاوت کے فضائل

قرآن مجید کی تلاوت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی دلیل ہے

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللهَ وَرَسُولَهُ فَلْيَقْرَأْ فِي الْمُصْحَفِ»

''جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ وہ قرآن مجید کی دیکھ کر تلاوت کرے۔''[1]

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کے لیے علامت و نشانی قرآن مجید کی تلاوت بیان کی گئی ہے۔ لیکن افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو صبح اُٹھ کر قوالی اور گانے وغیرہ تو سن سکتے ہیں مگر تلاوت کرنے اور اسے سننے کے لیے ان کے پاس وقت نہیں۔ اور افسوس ہے ان پڑھی لکھی عورتوں پر جن کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ قرآن کی تلاوت کر لیں، اخبار جہاں اور میگزین جتنے دے دو، رسالے اور ڈائجسٹ جتنے بھی ہوں، اس کے قصے سب اَز بر ہوں گے۔ کاش اے مسلمان عورت! تو نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی ہوتی، قرآن مجید کی تلاوت کی ہوتی تو تیرے بطن سے صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوتے لیکن تو نے اپنی روح کی غذا غلیظ رسالوں میں تلاش کی تو اللہ جل شانہ نے بھی پھر وہ اولاد دی جو تیرے لیے مصیبت بن گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اسی لیے سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

---

[1] صحیح الجامع، حدیث:6289، والسلسلۃ الصحیحۃ، حدیث:2342.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقرب إلى الله ما استطعت واعلم أنك لن تتقرب إليه بشيء أحب إليه من كلامه»

’’اللہ کا قرب حاصل کر جتنی تو طاقت رکھتا ہے اور جان لے کہ بے شک تو کسی بھی ایسی چیز کے ساتھ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا جو اس کو اس کے کلام (قرآن مجید) سے زیادہ محبوب ہو۔‘‘[1]

اور سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«عَلَامَةُ حُبِّ اللهِ، حُبُّ الْقُرْآنِ وَعَلَامَةُ حُبِّ الْقُرْآنِ حُبُّ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَامَةُ حُبِّ النَّبِيِّ ﷺ حُبُّ السُّنَّةِ وَعَلَامَةُ حُبِّ السُّنَّةِ حُبُّ الْآخِرَةِ وَعَلَامَةُ حُبِّ الْآخِرَةِ بُغْضُ الدُّنْيَا وَعَلَامَةُ بُغْضِ الدُّنْيَا أَلَّا يَدَّخِرَ مِنْهَا إِلَّا زَادًا وَبُلْغَةً إِلَى الْآخِرَةِ»

’’اللہ کی محبت کی نشانی قرآن کی محبت ہے اور قرآن کی محبت کی نشانی نبی ﷺ کی محبت ہے اور نبی ﷺ کی محبت کی نشانی سنت کی محبت ہے اور سنت کی محبت کی نشانی آخرت کی محبت ہے اور آخرت کی محبت کی نشانی دنیا کی نفرت ہے اور دنیا کی نفرت کی نشانی یہ ہے کہ آدمی اس میں سے اتنا ہی ذخیرہ کرے جو اس کے لیے زادِ راہ اور آخرت تک پہنچنے کا ذریعہ ہو۔‘‘[2]

اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّهُ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ كَانَ يُحِبُّ الْقُرْآنَ فَهُوَ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ ﷺ»

’’جو شخص یہ جاننا پسند کرتا ہے کہ کیا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے تو دیکھے، اگر وہ قرآن سے محبت کرتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھی محبت کرتا ہے۔‘‘[3]

وہ مزید فرماتے ہیں:

«مَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّهُ يُحِبُّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَلْيَعْرِضْ نَفْسَهُ عَلَى الْقُرْآنِ فَإِنْ

---

[1] شعب الإيمان، حديث: 2020. [2] عباد يحبهم الغفار: 420/1. [3] المعجم الكبير، حديث: 8575، وعباد يحبهم الغفار: 420/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَحبَّ الْقُرْآنَ فَهُوَ يُحِبُّ اللهَ تَعَالَى فَإِنَّمَا الْقُرْآنُ كَلَامُ اللهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ فَمَنْ أَحَبَّ الْقُرْآنَ فَهُوَ يُحِبُّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ»

''جو شخص یہ جاننا پسند کرتا ہے کہ کیا وہ (واقعی) اللہ رب العزت سے محبت کرتا ہے تو اپنے آپ کو قرآن پر پیش کرے۔ اگر وہ قرآن سے محبت کرتا ہے تو وہ اللہ رب العزت سے بھی محبت کرتا ہے کیونکہ قرآن اللہ رب العزت کا کلام ہے، مخلوق نہیں، لہٰذا جو شخص قرآن سے محبت کرتا ہے تو وہی شخص اللہ رب العزت سے محبت کرتا ہے۔''[1]

اور سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَعْلَمَ مَا هُوَ فَلْيَعْرِضْ نَفْسَهُ عَلَى الْقُرْآنِ»

''جو شخص یہ جاننا پسند کرتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ تو اپنے آپ کو قرآن پر پیش کرے۔''[2]

اسی لیے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

«إِنِّي لَأَسْتَحْيِي أَنْ لَا أَنْظُرَ كُلَّ يَوْمٍ فِي عَهْدِ رَبِّي - عَزَّ وَجَلَّ - مَرَّةً»

''مجھے اس بات پہ حیا آتی ہے کہ میں کسی دن اپنے رب کے قرآن کو ایک مرتبہ بھی نہ دیکھوں۔''[3]

اور عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«كَانَ أَبِي يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي النَّهَارِ فِي كُلِّ سَبْعَةٍ، يَقْرَأُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعًا لَا يَكَادُ يَتْرُكُهُ نَظَرًا»

''میرے والد گرامی (امام احمد بن حنبل) ہر ساتویں دن قرآن مجید مکمل کرتے تھے۔ وہ روزانہ ساتواں حصہ پڑھا کرتے اور (مصحف) سے نظریں نہیں ہٹاتے تھے۔''[4]

قرآن مجید کی تلاوت سننا بھی باعث اجر و ثواب ہے

جس طرح قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا اَجر و ثواب ہے، اسی طرح اس کی تلاوت سننا بھی باعث اَجر و ثواب ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت کی رحمتوں کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

[1] أمالي ابن سمعون: 192/1. [2] كتاب الزهد لابن المبارك، ص: 13. [3] التذكار في أفضل الأذكار، ص: 184. [4] المغني: 611/2، والبرهان في علوم القرآن، ص: 462.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو خوب توجہ سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''[1]

لیکن آج کا مسلمان اپنی روحانی غذا تلاوتِ قرآن سننے کے بجائے گانوں اور گندے ڈراموں سے حاصل کرتا ہے۔ اے کاش! اگر تو نے اسلام کے معنی ذہن میں بٹھائے ہوتے تو تو کبھی قرآن کی تلاوت کو چھوڑ کر کسی گلوکار اور فاحشہ کی موسیقی اور قوالی نہ سنتا اور ڈرامے نہ دیکھتا۔ کبھی تم نے سوچا کہ میں جو وقت فحش محفلوں کی نذر کر رہا ہوں، وہی لمحے کسی قرآنی محفل میں بیٹھ جاؤں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جھولی بھر لوں جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ»

''اور جو قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرے اور اسے سیکھے سکھائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سکونت نازل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ جل شانہ ان کا تذکرہ اپنے پاس موجود مقرب فرشتوں میں کرتا ہے اور جس کے عمل نے اس کو پیچھے کر دیا، اس کا نسب نامہ اس کو آگے نہیں کر سکے گا۔''[2]

اس حدیث میں دینی مجلس اور قرآنی محفل کی کیا ہی شان بیان ہوئی ہے کہ جب لوگ دین کے لیے اکٹھے ہوں، قرآن کی تلاوت کریں اور آپس میں اس کو سمجھیں سمجھائیں تو چار عظیم انعام ملتے ہیں:

- ان پر سکون نازل ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا، یعنی ان کی زندگی بھی سکون والی ہو جاتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ کی رحمت ڈھانپ لے، اس سے بڑھ کر سعادت مندی کیا ہے؟

[1] الأعراف 204:7. [2] صحيح مسلم، حديث: 2699.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* فرشتے ان کے پروٹوکول اور حفاظت واکرام کے لیے آتے ہیں اور ان کا گھیراؤ کر لیتے ہیں۔
* اللہ جل شانہ اپنے پاس موجود فرشتوں کے سامنے ان سعادت مندوں کا تذکرہ کرتا ہے۔ کیا ہی عظمت اور شان وشوکت ہے ان لوگوں کی جو یہ انعامات حاصل کرتے ہیں!؟

حتیٰ کہ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو آسمان سے منادی آواز لگاتا ہے:

«قُومُوا مَغْفُورًا لَّكُمْ»

''کھڑے ہو جاؤ، تم سب معاف کر دیے گئے ہو۔''[1]

اور ایک روایت میں آتا ہے:

«قُومُوا قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَبُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ»

''کھڑے ہو جاؤ، تمھارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے اور تمھارے گناہ نیکیوں میں بدل دیے گئے ہیں۔''[2]

الٰہی! ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم ایسی مجالس قائم کریں اور دینی محافل میں شرکت کریں تاکہ دونوں جہانوں میں سرخرو ہوسکیں۔ آمین!

قرآن مجید کے ایک حرف کی تلاوت دس نیکیوں کا باعث ہے

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ ﴿الٓمٓ﴾ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ»

''جو شخص قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے، اسے ایک نیکی ملتی ہے اور ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ ﴿الٓمٓ﴾ ایک حرف ہے بلکہ الف، لام اور میم تین الگ الگ حرف ہیں (جن کی

[1] صحیح الجامع، حدیث: 5609، والسلسلة الصحیحة، حدیث: 2210. [2] صحیح الجامع، حدیث: 5610.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیس نیکیاں ملتی ہیں)۔''[1]

اور ایک دوسری روایت میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«اقرؤوا القرآن فإنكم تؤجرون عليه، أما إني لا أقول الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ الف عشر ولام عشر وميم عشر، فتلك ثلاثون»

''قرآن مجید کی تلاوت کرو، بے شک تم اس پر اجر دیے جاؤ گے۔ سن لو! میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف کی دس نیکیاں، لام کی دس نیکیاں اور میم کی دس نیکیاں ہیں۔ یہ تیس نیکیاں ہوئیں (جو الٓمّٓ پڑھنے والے کو ملتی ہیں۔)''[2]

اے اسلام کے دعوے دار! کبھی تو نے سوچا کہ کائنات کا ہر کام تو سرانجام دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کبھی تو نے قرآن مجید بھی کھولا جبکہ تو جانتا ہے کہ ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں؟ اور اگر قیامت کو ایک نیکی کی ضرورت پڑ گئی تو کون دے گا؟ اس دن تو ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ○ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ○ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ○﴾ ''آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا۔''[3]...... یعنی ایک نیکی دینا بھائی کے بس کی بات نہیں ہوگی۔ ساری زندگی اس بھائی کے پیچھے جان دینے والے، امی امی اور ابو ابو کہنے والے اور بیوی جس کے پیچھے لگ کر والدین کو ناراض، اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے، اولاد کے لیے سود خوری، ڈاکے اور کیا کیا پاپڑ بیلتا ہے، جب اس انسان کو نیکی کی ضرورت پڑی تو سارے ہی انکار کر دیں گے اور بھاگ جائیں گے، پھر اے مسلمان! تو کہاں جائے گا؟ اس لیے آج وقت ہے، نیکیوں کا بازار انتہائی سستا ہے۔ اُٹھ اور قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھ اور نیکیوں کے انبار لگا، اس سے تیری بقیہ زندگی نیکیوں سے بھر جائے گی اور سابقہ زندگی کی برائیاں بھی دھل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین!

تلاوت قرآن خیر و برکت کا باعث اور شیطانوں کے تسلط سے نجات کا ذریعہ ہے

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح الجامع، حدیث: 6471. [2] صحیح الجامع، حدیث: 1164، والسلسلة الصحيحة، حدیث: 660. [3] عبس 80:34-36.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«اَلْبَيْتُ إِذَا تُلِيَ فِيهِ كِتَابُ اللهِ اتسع بأهله وكثر خيره وحضرته الملائكة وَخَرَجَتْ مِنْهُ الشياطين والْبَيْتُ الَّذِي لم يُتْلَ فِيهِ كتاب الله ضاق بأهله وقل خَيْرُهُ وَتَنَكَّبَتْ عَنْهُ الْمَلَائِكَةُ وحضره الشَّيَاطِينُ»

''جس گھر میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے، وہ اپنے رہنے والوں کے ساتھ کشادہ ہو جاتا ہے، اس کی خیر بڑھ جاتی ہے، اس میں فرشتے آ جاتے ہیں اور شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے اور جس گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت نہیں کی جاتی، وہ اپنے رہنے والوں پر تنگ ہو جاتا ہے، اس کی خیر کم ہو جاتی ہے، فرشتے وہاں سے نکل جاتے ہیں اور وہاں شیطان آ جاتا ہے۔''[1]

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«إِنَّ أَصْفَرَ الْبُيُوتِ الَّذِي اصْفَرَ مِنْ كِتَابِ اللهِ»

''سب سے زیادہ خیر و برکت سے خالی وہ گھر ہے جس میں رب تعالیٰ کی کتاب ہی نہیں۔''[2]

اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ وَإِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ الْبَقَرَةُ لَا يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ»

''اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ کیونکہ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے، وہاں شیطان نہیں جا سکتا۔''[3]

قرآن مجید کی تلاوت زمین و آسمان میں عزت کا باعث ہے

قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کو دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور آسمان میں بھی اس کے لیے خوشگواری ہی ہوگی۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أُوْصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ شَيْءٍ، وَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ الْإِسْلَامِ، وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ اللهِ تَعَالَى وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ رَوْحُكَ فِي السَّمَاءِ وَذِكْرُكَ فِي الْأَرْضِ»

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة: 127/6. [2] مصنف ابن أبي شيبة: 127/6. [3] صحيح مسلم، حديث: 780، وجامع الترمذي، حديث: 2877.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں تجھے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ ہر چیز کی اصل ہے اور جہاد کو لازم پکڑ لو کیونکہ جہاد اسلام کی رہبانیت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو کیونکہ یہ ذکر و تلاوت تیرے لیے آسمان میں خوشگواری اور راحت کا موجب ہے اور زمین میں تذکرۂ خیر کا باعث ہے۔''[1]

زمین میں عزت اور آسمانوں میں چرچا اسی قرآن سے ممکن ہے، اس لیے اے وہ مسلمان جو دنیا کے مال و متاع سے عزت کا متلاشی ہے! آج ہی تلاوت قرآن میں مگن ہو جا، تیری حصولِ عزت کی خواہشات پوری ہو جائیں گی۔ قرآن کی شان یہ ہے کہ اس کا قاری امامت کے مصلے پر ہوتا ہے اور دنیا کے مال دار اس کی پیروی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ وہ تلاوت کرتا ہے، یہ اُدب بیٔ دیکھ دیکھ کر حسرت کے آنسو بہاتا ہے۔ فَوَا عَجَبا لِّلْمُسْلِمِينَ پس تعجب ہے مسلمانوں پر کہ یہ قرآن کو پھر اپنے سے کیوں دور کر دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس فضیلت کو حاصل کریں۔ آمین!

تلاوت قرآن انتہائی نفع مند تجارت ہے

ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورَ ۝﴾

''بے شک وہ لوگ جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو ہرگز تباہ نہیں ہوگی۔''[2]

---

[1] صحیح الجامع، حدیث:2543، والسلسلة الصحيحة، حديث:555. [2] الفاطر 35:29.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل قرآن ہی حقیقی عزت وتکریم کے مستحق ہیں

قرآن مجید ایک ایسی عظیم کتاب ہے کہ اس پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کتنی ہی قوموں کو بلند کرتا ہے اور کرے گا اور اس سے انحراف و اعراض کی صورت میں کتنی ہی قوموں کو برباد اور ذلیل کرتا ہے اور کرے گا جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ»

''بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ساتھ کتنی ہی قوموں کو بلند کرتے ہیں اور کتنوں کو پست کرتے ہیں۔'' [1]

ذرا غور کیا جائے اور کتابِ تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جب تک مسلمانوں کی قرآن مجید سے محبت وعمل میں خلوص تھا، مسلمان پوری دنیا میں غالب اور معزز تھے۔ آج وہی مسلمان پوری کائنات میں مظلوم و مقہور اور ذلیل و رسوا ہیں، صرف اور صرف قرآن سے اِعراض اور اِنحراف کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں سے دنیا کی تمام محبتیں نکال کر قرآن کی محبت پیدا کر دے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی لیے سیدنا عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ اسْتَعْمَلَهُ عَلٰى مَكَّةَ، فَقَالَ عُمَرُ: مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلٰى أَهْلِ الْوَادِي، قَالَ: اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمُ

[1] صحيح الجامع، حديث: 1896، و صحيح مسلم، حديث: 817.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن ابزی، قال: و من ابن ابزی. قال: رجل من مَوَالینا، قَالَ عُمَرُ: فَاسْتَخْلَفْتَ علیھم مولی. قال: انہ قارئ لکتاب اللہ تعالٰی، عالم بالفرائض، قاض قَالَ عُمَرُ: اما ان نبیکم ﷺ قال: ان اللہ یرفع بِھٰذا الکِتابِ أقواما و یَضَعُ بِہٖ آخرین»

’’سیدنا نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ نے عسفان کے مقام پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ انھیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ وادیٔ مکہ کے باشندوں پر (ان کے معاملات کی دیکھ بھال کے لیے) اپنا نائب کسے مقرر کر کے آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے ابن ابزی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن ابزی کون صاحب ہیں؟ انھوں نے کہا: ہمارے مولا (آزاد کردہ غلام) ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے ایک آزاد کردہ غلام کو ان پر حاکم مقرر کر دیا؟ انھوں نے کہا: وہ کتاب اللہ کے عالم ہیں اور علم میراث کے بھی عالم ہیں، نیز فیصلہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھارے نبی ﷺ نے واقعی سچ فرمایا تھا: ’’اللہ تعالیٰ اس کتاب (کے علم اور عمل) کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو بلند مقام عطا فرمائے گا اور اس (سے اعراض) کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو پست (اور ذلیل) کر دے گا۔‘‘[1]

اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«لَوْ أَنَّ حَمَلَةَ الْقُرْآنِ أَخَذُوا بِحَقِّهِ وَ مَا يَنْبَغِي لَهُ لَأَحَبَّهُمُ اللهُ، وَلٰكِنْ طَلَبُوا بِهِ الدُّنْيَا فَأَبْغَضَهُمُ اللهُ وَ هَانُوا عَلَى النَّاسِ»

’’اگر حاملینِ قرآن کتاب اللہ کے حقوق اور تقاضوں کو پورا کرتے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے لیکن انھوں نے اس کتاب کے بدلے دنیا کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ناپسند کیا اور لوگوں نے بھی ان کی ناقدری کی۔‘‘[2]

اہلِ قرآن پوری کائنات سے افضل شخصیات ہیں

قرآن مجید ایک ایسی بابرکت کتاب ہے کہ جس کا تعلق اس سے جڑ جائے، وہ بھی اس تعلق کی بدولت

[1] سنن ابن ماجہ، حدیث: 218. [2] تفسیر القرطبي: 20/1.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بابرکت اور برگزیدہ بن جاتا ہے، چنانچہ سیدنا عثمان اور علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ»

''تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن کی تعلیم لے اور اس کی تعلیم دے۔''[1]

اسی لیے ابوعبدالرحمن سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«فَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هٰذَا»

''یہی وہ حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ (تعلیم قرآن کی مسند) پر بٹھایا ہے۔''

ابوعبدالرحمن سلمی رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر حجاج بن یوسف کے زمانے تک قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔[2]

اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

«خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ»

''تم میں سے اعلیٰ اور بہترین وہ ہے جو قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرے اور اس کی تعلیم دے۔''[3]

اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ»

''تم میں سے افضل وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔''[4]

اسی لیے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَأَمَّا طَلَبُ حِفْظِ الْقُرْآنِ فَهُوَ مُقَدَّمٌ عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّا يُسَمِّيهِ النَّاسُ عِلْمًا وَهُوَ إِمَّا بَاطِلٌ أَوْ قَلِيلُ النَّفْعِ»

''اور قرآن مجید کا حفظ کرنا ایسے بہت سے فنون پر مقدم ہے جسے لوگ علم کہتے ہیں کیونکہ وہ قرآن

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 5027، وجامع الترمذي، حديث: 2909. [2] جامع الترمذي، حديث: 2907. [3] صحيح الجامع، حديث: 3268، والسلسلة الصحيحة، حديث: 1172. [4] صحيح البخاري، حديث: 5028.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجید کے مقابلے میں یا تو باطل ہیں یا پھر کم مفید ہیں۔''[1]

اور امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تعليم الصبيان القرآن أصل من أصول الإسلام، به ينشأ على الفطرة ويسبق إلى قلوبهم أنوار الحكمة قبل تمكن الأهواء منها وسوادها بأكدار المعصية والضلال"

''بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا اصول اسلام میں سے ایک بہترین اصول ہے۔ اسی کے ساتھ ہی بچوں کی نشوونما فطرت کے مطابق ہوتی ہے اور ان کے دلوں پر خواہشات، نافرمانی اور گمراہی کے دبیز پردے آنے سے پہلے حکمت ودانائی کی روشنیاں براجمان ہو جاتی ہیں (جس سے ان کی زندگیاں حکمت سے لبریز اور روشن رہتی ہیں)۔''[2]

تو گویا افضلیت، پسندیدگی اور اعلیٰ ہونے کا معیار قرآن مجید کو پڑھنا پڑھانا ہے لیکن آج کا مسلمان دولت فانی کے گھمنڈ میں آ کر افضلیت کی کسوٹی اور اعلیٰ ہونے کا معیار اپنی جھوٹی دولت و ثروت اور گاڑیوں کو تصور کرتا ہے اور پھر اس تصور کو سچا بھی سمجھتا ہے اور اس کے ثبوت کے لیے عجیب وغریب دلائل پیش کرتا ہے اور یہی وہ مذموم فکر ہے جو مسلمانوں میں سرایت کر گئی جس کی وجہ سے ذلت ان کا مقدر بنی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ﴾ اس کا مصداق تو یہود تھے لیکن مسلمانوں نے فانی دنیا میں کھو کر اپنے اوپر اس کی مہر ثبت کروائی۔ کاش اے مسلمان! تو نے اپنی فضیلت و برتری کو برقرار رکھا ہوتا تو آج اغیار کا غلام نہ بنتا۔ آج ورلڈ بینک تمھیں ذلیل نہ کرتا۔ اے مسلم! اگر تو اپنے امتیاز کو زندہ رکھتا جو قرآن پڑھنے پڑھانے میں مضمر تھا تو آج کشمیر میں ہندو مستیاں نہ کرتا، چیچنیا میں مسلمانوں پر آگ نہ برسائی جاتی، فلسطینیوں کو کند چھری سے ذبح نہ کیا جاتا اور کاش! مسلمان اپنا ماضی نہ بھولتا تو ماضی کے اوراق اس کو بتلاتے کہ جب تک مسلمانوں نے قرآن کو تھامے رکھا، کامیابیاں ان کے قدم چومتی رہیں اور انھوں نے ترقی کی وہ منازل طے کیں کہ تاریخ میں اس کی مثال

---

[1] مجموع الفتاوی: 54/23. [2] الحركة السنوسية: 11/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ملتی۔مولانا حالی نے کیا خوب کہا:

لیے علم و فن ان سے نصرانیوں نے   کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب ان سے سیکھا صفاہانیوں نے   کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا   کوئی گھر نہ دنیا میں تاریک چھوڑا

اس لیے میرے مسلمان بھائی! ذرا سوچ اور قرآن مجید کی غیرت کو سینے میں پیوست کر اور ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں نبیٔ کریم ﷺ کا فرمان لے کر عمل پیہم کی ڈھال لے کر کھڑا ہو جا اور میدان کارزار میں یوں پکار:

ساقی میرے خلوص کی شدت کو دیکھنا
پھر آ گیا ہوں گردش دوراں کو ٹال کر

اور قدم بڑھاتے ہوئے، شرک و بدعت کا قلع قمع کرتے ہوئے دنیا والوں کو خواب سے یوں بیدار کرو کہ وہ فوراً اس فضیلت کا ہار زیب تن کریں اور آواز دیں:

چھین لو بڑھ کے سمندر سے تلاطم کی لگام
ایسے ٹکراؤ کہ ہر موج کو خوباں کردو

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے بھولے ہوئے سبق کو یاد کریں اور اس افضیلت کو اپنی زندگی کا شعار بنائیں۔آمین!

اہل قرآن قابل رشک لوگ ہیں

قرآن مجید ایک ایسی عظیم نعمت ہے جس پر رشک کیا جا سکتا ہے۔اللہ جل شانہ نے انسان کی تکریم کرتے ہوئے اسے اربوں نعمتیں عطا کی ہیں جن کا شمار ممکن نہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾

''اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو انھیں شمار نہیں کر سکتے۔''[1]

[1] إبراهيم 34:14.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان تمام نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت قرآن مجید ہے جس پر انسان رشک کر سکتا ہے کہ یاالٰہی! یہ نعمت مجھے بھی عطا فرما دے جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«لا حسد إلا في اثنتين، رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به آناء الليل وآناء النهار، ورجل آتاه الله مالا فهو ينفقه آناء الليل وآناء النهار»

''دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے: ایک ایسے آدمی پر جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی نعمت دی ہو اور وہ اس کو دن رات پڑھتا ہو، دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت دی ہو اور وہ دن رات اس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔''[1]

اے میرے بھائی! ذرا سوچیے، آج ہمیں رشک آتا ہے تو کس پر؟ دنیا کا مال و متاع دیکھ کر کہ کاش! میرے پاس بھی لمبی لمبی گاڑیاں ہوں۔ میرے پاس بھی بینک بیلنس ہو۔ میرے پاس بھی کوٹھیاں اور کارخانے ہوں۔ میں بھی اس مال کی بدولت عزت والا بنوں۔ دنیا میں میری شہرت کا ڈنکا بجے اور لوگ مجھے رُک رُک کر سلام کریں لیکن نتیجہ کیا نکلا کہ دنیا کی ہوس اور لالچ نے جب ہمیں قرآن مجید پر رشک کرنے سے دور کیا تو ذلت و رسوائی نے ڈیرے ڈال لیے، غیر مسلم ہم پر غالب آ گئے اور بدچلن اور شریر لوگ ہم پر مسلط ہو گئے جس کے نتیجے میں خوف، بدامنی، قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ، نیز سود خوری اور اقربا پروری کا دور چلا اور ہم پستیوں کے گہرے سمندر میں دھکیل دیے گئے۔ کاش! ہم نے قرآن والے پر رشک کیا ہوتا تو کائنات ہماری غلام بن جاتی، ہمیں جنگل کے شیر بھی سلام کرتے۔ لیکن جب قرآن کو چھوڑا تو سزا یہ ملی کہ وہ کتا جس کو گھر میں رکھنے سے اُحد پہاڑ جتنا اجر ضائع ہو جاتا ہے (سوائے شکاری کتے اور حفاظت کرنے والے کے)۔ جو برتن کو منہ لگا دے تو اسے سات مرتبہ دھونا پڑتا ہے، اسے یہ کلمہ پڑھنے والا اپنے ہاتھوں سے نہلاتا ہے، اس کی مالش کرتا ہے تو بتلاؤ، اس سے بڑھ کر کوئی ذلت ہے؟ جو ہمارا نوکر تھا، یہ ڈگری ہولڈر مسلمان اس کا نوکر بن گیا۔ وجہ صرف قرآن مجید کی نعمت سے دوری اور جہالت ہے۔ آج یہ مسلمان رشک کرتا ہے تو کسی ہیرو اور کھلاڑی کے کھیل تماشے پر۔ اگر رشک کرتا ہے تو انگریز، ہندو اور یہودی لابی کے رسم و رواج پر۔ اگر رشک کرتا ہے تو غیر مسلم اقوام کی عادات و اطوار پر حتیٰ

[1] صحیح البخاري، حدیث: 5025، 5026، وصحیح مسلم، حدیث: 815.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ شاعر کا دل تلملا اُٹھتا ہے اور یوں گویا ہوتا ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود — یہ مسلمان ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

کاش! اس نے رشک کیا ہوتا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت و شرافت اور قربانیوں پر۔ کاش! اس نے رشک کیا ہوتا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی جرأت اور غیرت ایمانی پر۔ کاش! اس نے رشک کیا ہوتا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا اور محبت قرآن پر۔ کاش! اس نے رشک کیا ہوتا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جواں مردی اور بہادری پر تو آج پوری دنیا اس کے ماتحت ہوتی۔ لیکن اس نے اپنے آئیڈیل بدلے تو خود اغیار کا غلام بن گیا۔ اللہ مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد کرنے کی توفیق دے اور اپنی عزت و شان برقرار رکھنے اور قرآن و سنت پر رشک کرنے کی توفیق دے اور دین کا فہم و بصیرت دے تاکہ اسلام کی سرفرازی اور حقانیت ان کے دلوں میں رچی بسی رہے اور وہ اسلام دشمنوں کے مقابلے کے لیے ہر وقت کمربستہ رہیں۔ آمین!

اہل قرآن قیامت کے دن فرشتوں کی صف میں کھڑے ہوں گے

قاریٔ قرآن جس طرح اس فانی دنیا میں سب لوگوں سے افضل و اعلیٰ ہے، اسی طرح آخرت میں بھی اس کی تکریم و توقیر بے نظیر ہوگی کہ اس کو مقربین فرشتوں کی صف میں کھڑا کیا جائے گا، چنانچہ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ»

''قرآن مجید کا ماہر، قرآن لکھنے والے، انتہائی معزز اور اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہے لیکن زبان کی رکاوٹ (لکنت کی وجہ) سے ہکلاتا اور اٹکتا ہے اور قرآن پڑھنا اس پر گراں گزرتا ہے تو اس کو دگنا اجر ملے گا۔''[1]

تو قرآن مجید جہاں دنیا میں قاری اور ماہر قرآن کو صاحبِ فضیلت بناتا ہے وہاں قیامت کی ہولناکیوں میں بھی بچائے گا کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[1] صحیح مسلم، حدیث: 798، وصحیح الجامع، حدیث: 5497، 6670.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُم بِسُكَارَى﴾

''جس دن آپ اسے دیکھیں گے (یہ حال ہوگا) کہ ہر دودھ پلانے والی اس سے غافل ہوجائے گی جسے اس نے دودھ پلایا اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور آپ لوگوں کو نشے میں (مدہوش) دیکھیں گے، حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے۔''[1]

اور جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ»

''(قیامت کے دن پروردگارِ عالم کے سامنے) کوئی اس حالت میں کھڑا ہوگا کہ اس کا پسینہ اس کے کانوں کے درمیان تک پہنچا ہوگا۔''[2]

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ»

''قیامت کے دن لوگ (قیامت کے خوف و ہراس، اس کی ہولناکیوں اور اپنے برے عملوں کی وجہ سے) پسینے میں شرابور ہوں گے حتیٰ کہ ان کا پسینہ زمین میں 70 ہاتھ تک پھیلا ہوگا اور وہ ان کے منہ کی لگام بن کر ان کے کانوں تک پہنچ رہا ہوگا۔''[3]

ہر شخص کو اپنے عمل کے مطابق خوف و ہراس ہوگا۔ کسی کا پسینہ ٹخنوں تک، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا کمر تک اور کسی کا منہ تک ہوگا کہ اسے لگام پہنائے ہوئے ہوگا اور کسی کا کانوں تک ہوگا اور کچھ بدنصیبوں کا پسینہ 70 ہاتھ تک زمین میں پھیلا ہوگا۔ ان ہولناکیوں میں اس قرآن مجید کے ماہر کو فرشتوں کی صف میں کھڑا کیا جائے گا اور اس کی تکریم کی جائے گی۔ کاش! مسلمان اس تکریم کو سمجھیں۔ لیکن صد افسوس ہے مسلمانوں پر کہ نہ خود کوشش کرتے ہیں کہ ہم قرآن کے قاری و ماہر بنیں بلکہ جو بننا چاہے، اسے روکتے ہیں اور جو قاری یا ماہر بن جائے، وہ ان کو برا لگتا ہے۔ وہ اس کو مال و دولت کی کسوٹی پر تولتے ہوئے حقارت

[1] الحج 22:2. [2] صحيح البخاري، حديث:6531. [3] صحيح البخاري، حديث:6532.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اپنی جہالت کو سہارا دینے کے لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا تکلف کرنے کا حکم بھی نہیں دیا۔

یہ بات درست ہے لیکن ذرا سوچیں کہ بھلا یہ کہہ دینا کافی ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ تنگی و تکلف سے دور ہو کر قرآن کو پڑھیں تو سہی، اس کے ماہر تو بنیں لیکن نہیں، دسیوں بہانے تراشیں گے کہ جی ہر کوئی تو قاری نہیں بن سکتا۔ زبان موٹی ہے، کیا کریں؟ میرے بھائی! ذرا غور کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر صحیح زبان والا ایک حرف پڑھے تو اس کو دس نیکیاں ملیں گی لیکن جس کا تلفظ زبان کی رکاوٹ اور موٹی ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہوتا لیکن وہ محنت جاری رکھتا ہے اور تلاوت کرتا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی محنت کا اجر اس کو دُگنا دیتا ہے لیکن اگر بہانوں پر تکیہ ہو تو پھر نصیحت بھی اثر نہیں کرتی، اس لیے میرے مسلمان بھائی! اُٹھ اور تجدید عہد کر اور اپنی نیت کو خالص کر کے قرآن مجید کی نعمت کو سینے سے لگا اور......

فتح و نصرت کے لیے رب سے طلب امداد کر
غفلتوں بہانوں سے باز آجا عہد اپنا یاد کر
اُٹھ کھڑا ہو اپنے وعدے کو نبھانے کے لیے
دنیا میں اسلام کا آئین لانے کے لیے
دہر کو امن و اماں کا نقشہ دکھلانے کے لیے
سکہ طاقت کا زمانے پر بٹھانے کے لیے
بے کس و مسکین کی ڈھارس بندھانے کے لیے
دشمنانِ دینِ احمد کو مٹانے کے لیے
بے دین و ملحدوں کو سیدھی راہ دکھانے کے لیے
غفلتوں میں سوئے ہوؤں کو جگانے کے لیے
دنیا کو قرآن کا پیغام سمجھانے کے لیے
اس پر عمل کر کے جنت میں جانے کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اہل قرآن اللہ کی رضا اور تاج کرامت کے مستحق ہیں

قیامت کی ہولنا کیوں میں جہاں ہر انسان خوف و ہراس میں مبتلا ہوگا، قرآن مجید اپنے پڑھنے والے کو کرامت کا تاج پہنائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا لے کر دے گا، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يجيئُ القرآنُ يومَ القيامةِ فيقولُ: يارب حلِّه، فيلبس تاجَ الكرامةِ، ثمّ يقولُ: يا ربِّ زِدْهُ، فيلبس حلةَ الكرامةِ، ثمّ يقولُ: يا ربّ ارضَ عنه، فيرضى عنه، فيقالُ له: اقرأْ وارقَ ويزادُ بكلِّ آيةٍ حسنةً»

''قیامت کے دن قرآن مجید آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! اس قاری کو نیا لباس پہنا دے تو اس کو کرامت کا تاج پہنایا جائے گا، پھر قرآن مجید کہے گا: اے میرے رب! اسے اور دے تو اسے کرامت کی خلعت فاخرہ پہنائی جائے گی، پھر کہے گا: اے میرے رب! اس سے راضی ہو جا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا، پھر اسے کہا جائے گا: اب تو پڑھ اور سیڑھیاں چڑھ، ہر آیت کے ساتھ ایک نیکی زیادہ کی جائے گی۔''[1]

کیا ہی شان ہے اس قرآن مجید کی!! یہ قیامت کی ان ہولنا کیوں میں شرف اور مرتبے دلائے گا جن میں سے سب سے بڑا مرتبہ یہ ہوگا کہ اللہ مالک الملک کی رضا لے کر دے گا۔ اور کیوں نہ لے کر دے کہ قرآن پڑھنے والے تو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«أَهْلُ الْقُرْآنِ أَهْلُ اللهِ وَخَاصَّتُهُ»

''اہل قرآن اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہوتے ہیں۔''[2]

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] جامع الترمذي، حديث: 2915، وصحيح الجامع، حديث: 8030. [2] صحيح الجامع، حديث: 2528.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى أَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ»

''بے شک لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص دوست ہوتے ہیں۔''

جب پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں؟ تو فرمایا:

«أَهْلُ الْقُرْآنِ هُمْ أَهْلُ اللّٰهِ وَ خَاصَّتُهُ»

''قرآن والے ہی اہل اللہ اور اس کے خاص لوگ ہیں۔''[1]

اے میرے مسلمان بھائی! اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور خاص بننا کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ خاصیت کی ڈگری لینے کے لیے چند اوصاف سے متصف ہونا پڑتا ہے جن میں سب سے پہلے اخلاص، تقویٰ، صبر اور نیک کردار ہے جیسا کہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أُولُو الْبِرِّ وَالْإِحْسَانِ وَالصَّبْرِ وَالتُّقٰى ۔۔۔ حُلَاهُمْ بِهَا جَاءَ الْقُرْآنُ مُفَصَّلَا

''اہل اللہ اور مخلص و باعزت لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی صفات نیک کردار، اخلاص اور صبر وتقویٰ ہوں۔ ان کا یہ زیور قرآن مجید نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔''[2]

اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان اوصاف کو حاصل کرے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں شامل ہو سکے، چنانچہ میں امام شاطبی رحمہ اللہ کی زبان میں آپ کو دعوت دیتا ہوں:

عَلَيْكَ بِهَا مَا عِشْتَ فِيهَا مُنَافِسًا ۔۔۔ وَبِعْ نَفْسَكَ الدُّنْيَا بِأَنْفَاسِهَا الْعُلٰى

''جب تک تو دنیا میں زندہ ہے اپنے لیے ان اوصاف کو لازم سمجھ اور انھی میں رغبت رکھ اور حقیر نفس کو ان نفیس اور عالی شان اعمال کے بدلے فروخت کر۔''[3]

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین!

اہل قرآن کا احترام، خالق کائنات کی تعظیم کی علامت ہے

قاری قرآن کا جہاں قیامت کے دن منفرد اعزاز ہوگا کہ اسے قرآن پڑھنے اور جنت کی سیڑھیوں پر چڑھنے کا حکم ہوگا وہاں قاری قرآن کا جو دنیا و آخرت میں اچھا مقام و احترام ہے، یہ اس لیے ہے کہ اللہ

[1] سنن ابن ماجه، حديث: 215، وصحيح الجامع، حديث: 2165. [2] حرز الأماني، شعر نمبر: 18. [3] حرز الأماني، شعر نمبر: 19.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جل شانہ نے اس کی تعظیم کو لازمی قرار دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تعظیم دی ہو اور احترام کے لائق سمجھا ہو تو اس سے بڑھ کر کیا خصوصیت اور خوبی ہو سکتی ہے، چنانچہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إن من إجلال الله إكرام ذي الشيبة المسلم، وحامل القرآن غير الغالي فيه والجافي عنه، وإكرام ذي السلطان المقسط»

''بوڑھے مسلمان، قاری قرآن جو اس میں غلو اور کمی کرنے والا نہ ہو اور انصاف پسند بادشاہ کا احترام، اللہ تعالیٰ کی تعظیم و بزرگی کی علامت ہے۔''[1]

تو جو شخص اسلام میں بڑھاپے کو پہنچ جائے اور اس کے سفید بال آجائیں، وہ قاری جو افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتا، یعنی نہ تو تکلف میں زیادہ غلو کرتا ہے اور نہ اس سے بالکل منہ ہی موڑ لیتا ہے اور وہ بادشاہ جو عدل پسند ہو، ان سب کا احترام اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بزرگی کی نشانی ہے۔ لیکن آج اگر مسلمان کے سفید بال ہو جائیں تو وہ اپنے آپ کو بوڑھا کہلانے سے شرم کھاتا ہے اور کالے رنگ کے ساتھ اپنا منہ تو کالا کرتا ہی ہے، ساتھ ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی نافرمانی بھی کرتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو خالص کالے رنگ سے رنگنے سے منع کیا ہے۔[2]

اور قاری قرآن کی شان تو ہے ہی بہت اونچی۔ دنیا میں بھی اس کے لیے عزت و احترام ہے اور آخرت میں تو اس کے لیے انعامات ہی انعامات ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ رضائے الٰہی کا متلاشی ہو اور غلو نہ کرے، افراط و تفریط کا شکار نہ ہو، یہ نہیں کہ فرض نمازیں بھی تاخیر سے ادا کرے۔ ایسا کرنے والا قاری قرآن ان اعزازت کا مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ایسے شخص کو قرآن کا حفظ کچھ فائدہ دے گا، اس لیے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے، انھوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا: (ہمارے ساتھ) چلو۔ میں ان کے ساتھ چل دیا، چنانچہ ہم ایک آدمی کے پاس آئے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا آدمی پتھر لیے کھڑا تھا اور اس کے سر پر مار رہا تھا، وہ اس کا سر کچل دیتا، پھر پتھر وہاں سے لڑھک جاتا، وہ پکڑتا اور پھر

[1] سنن أبي داود، حديث: 4843. [2] صحيح الجامع، حديث: 8153.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مارتا اور اس کا سر کچل دیتا۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ تو دونوں فرشتوں نے جواب دیا:

«فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ»

''یہ وہ شخص ہے جس نے قرآن حفظ کیا، پھر اسے چھوڑ دیا اور فرض نمازوں کے وقت سویا رہتا تھا۔''[1]

لیکن جو شخص قرآن مجید کی نعمت مل جانے کے بعد اس کی قدر کرتا ہے، اسے پڑھتا اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو کل قیامت کے دن جب قاری قرآن کی قبر کھلے گی اور وہ باہر آئے گا تو قرآن اسے ایک دبلے آدمی کی شکل میں ملے گا اور کہے گا: کیا تو نے مجھے پہچانا؟ تو قاری کہے گا: نہیں، قرآن پھر پوچھے گا اور قاری یہی جواب دے گا، پھر قرآن مجید جو کہ ایک دبلے آدمی کی شکل میں ہوگا، اسے کہے گا: میں تیرا ساتھی قرآن مجید ہوں جس کی وجہ سے تو پیاسا رہتا اور رات کو جاگتا رہتا تھا۔ ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہوتا ہے، آج تو بھی اپنی تجارت کے پیچھے ہے، پھر اس کے سر پر تاج رکھا جائے گا اور اس کے والدین کو خلعت پہنایا جائے گا، پھر اسے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات چڑھتا جا اور اس کی منازل طے کرتا جا۔ تو وہ پڑھتا جائے گا اور چڑھتا جائے گا۔[2]

یہ مقام و مرتبہ اسے اس لیے ملا کہ اس نے قرآن سے وفاداری کی، چنانچہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

بِنَفْسِي مَنِ اسْتَهْدَى إِلَى اللهِ وَحْدَهُ
وَكَانَ لَهُ الْقُرْآنُ شِرْبًا وَمَغْسَلًا
هُوَ الْمُجْتَبَى يَغْدُو عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ
قَرِيبًا غَرِيبًا مُسْتَمَالًا مُؤَمَّلًا

''میری جان ایسے شخص پر قربان ہو جو صرف اور صرف اللہ وحدہ سے ہدایت طلب کرتا ہے، قرآن مجید اس کا مشروب اور پاکیزگی کا سامان ہے، وہ اللہ کے ہاں مقبول اور لوگوں کے درمیان چل پھر رہا ہوتا ہے، اجنبی لوگ اس کی توجہ کے طالب اور وہ لوگوں کے لیے آرزوؤں کا محور ہوتا ہے۔''[3]

[1] صحيح البخاري، حديث: 7047. [2] مسند أحمد: 348/5. [3] حرز الأماني، شعر نمبر: 84، 87.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن سے وفاداری کی توفیق دے اور دنیا و آخرت میں اس وفاداری کے ثمرات حاصل کرنے کے قابل بنائے۔ آمین!

اے میرے مسلمان بھائی! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قرآن مجید کے تمام فضائل اسے حاصل ہوں اور وہ دنیا و آخرت میں خوشیاں سمیٹے تو اسے چاہیے کہ تمام فتنوں اور گروہ بندیوں کو یکسر ترک کر کے قرآن مجید کی طرف لوٹ آئے کیونکہ قرآن مجید جہاں بندے کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بناتا ہے، وہاں دنیا و آخرت میں اس کی کامیابی کا سبب بھی بنتا ہے اور اس میں ہر فتنے کا علاج بھی ہے جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ، فَقُلْتُ: مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: كِتَابُ اللهِ، فِيهِ نَبَأُ مَا كَانَ قَبْلَكُمْ، وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ»

''خبردار! عنقریب فتنہ برپا ہوگا۔'' میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! فتنے سے بچ نکلنے کی صورت کیا ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی کتاب کو تھامنا کیونکہ اس میں پہلوں کی خبریں بھی ہیں اور بعد والوں کی بھی۔''[1]

اس لیے فتنوں سے بچ نکلنے، رضائے الٰہی کو پانے اور اصل منزل مقصود تک جانے کے لیے بصیرت کی عینک لگایئے کیونکہ بقول شاعر مشرق:

ملے گا منزل مقصود کا اسی کو سراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ

لیکن اگر جنت کی سیڑھیوں پر چڑھنے کا ذوق بھی ہو، پھر گناہ بھی کرتے جائیں اور قرآن سے دور بھی رہیں تو یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا کیونکہ بقول شاعر:

تَصِلُ الذُّنُوبَ إِلَى الذُّنُوبِ
وَتَرْتَجِي دَرَجَ الْجِنَانِ وَفَوْزَ نَيْلِ الْعَابِدِ

[1] جامع الترمذي، حديث: 2906.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَ نَسِيتَ رَبَّكَ حِينَ أَخْرَجَ آدَمْ

مِنْهَا إِلَى الدُّنْيَا بِذَنْبٍ وَاحِدٍ

''تم گناہوں پر گناہ کیے جا رہے ہو، اس کے باوجود جنت کی سیڑھیوں پر چڑھنے اور عبادت گزاروں جیسی کامیابیوں کے حصول کے امیدوار بھی ہو۔ کیا تم بھول چکے ہو کہ تمھارے باپ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک غلطی کے سبب جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا تھا۔''

اگر ایک غلطی کی وجہ سے سیدنا آدم علیہ السلام جنت سے نکالے جا سکتے ہیں تو اے مسلمان! تو روزانہ ہزاروں غلطیاں کرے اور قرآن سے بھی دور رہے، پھر تو جنت کے خواب کیسے دیکھتا ہے، اس لیے گناہوں سے توبہ کرو اور فوراً قرآن مجید کی طرف لوٹ آؤ کیونکہ دنیا و آخرت میں نجات قرآن مجید کی وجہ سے ہوگی۔

تَرْجُوا النَّجَاةَ وَلَمْ تَسْلُكْ مَسَالِكَهَا

إِنَّ السَّفِينَةَ لَا تَجْرِي عَلَى الْيَبَسِ

''نجات کے اُمیدوار بھی ہو اور نجات کے راستوں پر چلتے بھی نہیں ہو۔ (یاد رکھنا) بے شک کشتی خشکی پر نہیں چل سکتی۔''

جس طرح کشتی خشکی پر نہیں چلتی، اس کے چلنے کے لیے پانی کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح نجات کے حصول کے لیے بھی اعمال صالحہ کرنا ضروری ہے ورنہ نجات ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کے فضائل حاصل کرنے اور اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن زیادہ یاد رکھنے والا ہی مصلی امامت کا زیادہ مستحق ہے

سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے قبیلے کے لوگ جب اسلام قبول کر کے واپس آئے تو کہنے لگے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

«فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ: أَلَا تُغَطُّوا عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِي قَمِيصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذٰلِكَ الْقَمِيصِ»

''جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور امامت وہ کروائے جسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہو۔لوگوں نے اندازہ کیا کہ کسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہے تو کوئی شخص (ان کے قبیلے میں) مجھ سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا نہیں ملا۔کیونکہ میں آنے جانے والے سواروں سے سن کر قرآن مجید یاد کر لیا کرتا تھا، اس لیے مجھے لوگوں نے امام بنایا، حالانکہ اس وقت میری عمر 6 یا 7 سال تھی اور میرے پاس ایک ہی چادر تھی۔ جب میں (اسے لپیٹ کر) سجدہ کرتا تو چادر اوپر ہو جاتی (اور پیچھے کی جگہ) کھل جاتی۔اس قبیلے کی ایک عورت نے کہا: تم اپنے قاری کی سرین تو چھپا دو۔آخرانھوں نے کپڑا خریدا اور میرے لیے ایک قمیض بنائی۔ میں جتنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوش اس قمیص سے ہوا، اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہوا تھا۔''[1]

پہلی سات سورتیں یاد کرنے والا عالم ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَخَذَ السَّبْعَ الْأُوَلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَهُوَ حَبْرٌ»

''جو شخص قرآن مجید کی پہلی سات سورتیں یاد کر لے تو وہ بہت بڑا عالم ہے۔''[2]

سورۃ الکہف کا حفظ اور تلاوت دجال کے فتنے سے حفاظت کا باعث ہے

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ»

''جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کر لیتا ہے، اس کو دجال سے حفاظت میں رکھا جائے گا۔''[3]

حافظ قرآن قبر میں بھی مقدم ہے

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ وَيَقُولُ: أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ، فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ»

''رسول اللہ ﷺ شہدائے احد میں سے دو دو کو اکٹھا کرتے اور پوچھتے: ''ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد ہے؟'' جب کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اسے لحد میں آگے کرتے اور فرماتے: ''میں قیامت کے روز ان کے لیے گواہ ہوں گا۔'' آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو ان کے خونوں سمیت دفن کر دیا جائے اور ان کو غسل نہیں دیا۔''[4]

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 4302. [2] السلسلة الصحيحة، حديث: 2305. [3] صحيح مسلم، حديث: 1919. [4] سنن أبي داود، حديث: 3138.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاری قرآن قیامت کے دن بلند درجات پر فائز ہوں گے

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يقال لصاحب القرآن: اقرأ وارتق ورتّل كما كنتَ ترتّلُ في الدّنيا فإنّ منزلتك عند آخر آية تقرأها»

''(قیامت کے دن) قاری قرآن سے کہا جائے گا: پڑھتا جا اور (جنت کی) سیڑھیاں چڑھتا چلا جا اور جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا، آج بھی اسی طرح ترتیل سے پڑھ۔ تیری منزل وہاں ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔''[1]

اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ إِذَا دخلَ الجنّةَ: اقرأ واصعَدْ فيقرَأُ ويصعَدُ لِكُلِّ آيةٍ دَرَجَةً حَتّٰى يَقْرَأَ آخِرَ شَيْءٍ مَعَهُ»

''قاری قرآن جب جنت میں داخل ہو جائے گا تو اس سے کہا جائے گا: پڑھتے جاؤ اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتے جاؤ، پھر وہ پڑھے گا اور ہر آیت کے بدلے ایک درجہ چڑھتا جائے گا یہاں تک کہ وہ آخری آیت بھی پڑھ دے گا جو اس کے پاس ہوگی۔''[2]

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صاحب قرآن سے مراد وہ شخص ہے جو اس کو زبانی یاد کرتا ہے...... لہٰذا جنت میں درجات کا تفاضل دنیا میں حفظ کے حساب سے ہوگا۔''[3]

ان دو حدیثوں سے قاری قرآن کا جو انفرادی اور بے مثال و بے نظیر اعزاز ظاہر ہوتا ہے، اس کے حصول کو وہی شخص ممکن بنا سکتا ہے جسے قرآن مجید سے بے پناہ محبت ہو اور وہ قرآن مجید کی محبت تمام کائنات کی محبتوں پر مقدم کرتا ہو۔ تو دیکھیں، یہ قاریِ قرآن جسے دنیا دار حقیر خیال کرتے ہیں، قیامت کے روز جب ساری خلقت نَفْسِي نَفْسِي کر رہی ہوگی، اس دن اس کو سب سے پہلے تو قرآن مجید کی سفارش پر جنت میں داخل کیا جائے گا، پھر جنت کے داخلے کے بعد اسے حکم ہوگا کہ اے قاری قرآن! اب تو قرآن کی تلاوت کرتا جا اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتا جا۔ وہ پڑھتا جائے گا اور سیڑھیاں چڑھتا

[1] صحیح الجامع، حدیث: 8122. [2] صحیح الجامع، حدیث: 8121. [3] السلسلة الصحيحة، حدیث: 2240.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا حتیٰ کہ آخری آیت تلاوت کر کے جہاں تک پہنچے گا وہاں اس کا مقام ہوگا۔ کاش! مسلمان اس اعزاز کو سمجھ لیں تو کبھی قرآن مجید سے دور نہ ہوں۔ اور یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ قرآن مجید کی 6236 آیات ہیں تو گویا قاری اتنی سیڑھیاں چڑھے گا لیکن آج ہم نے اس اعزاز کو بھلا دیا اور اپنے اَسلاف کی زندگیوں سے ناآشنا ہو گئے جنھوں نے قرآن مجید کو نبی کریم ﷺ سے جس طرح سنا ویسے ہی بغیر کسی تبدیلی کے ہم تک پہنچایا تھا تو شاعر بول اُٹھا:

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

ہم ذلتوں کا شکار کیوں نہ ہوتے جبکہ ہم نے قرآن تو کیا، انسانیت ہی کو بھلا دیا اور بجائے اس کے کہ قرآن کی بدولت اغیار کو اپنا غلام بناتے، ہم نے اپنے ہی بھائیوں کا گلا کاٹنا شروع کر دیا حتیٰ کہ انسانی زندگی کی قدر و قیمت کھو بیٹھے اور کہنے والے نے کہا:

اے اشرف المخلوقات تجھے کیا ہو گیا ہے
تو تو آدم تھا آدم خور ہو گیا ہے

محبت کی فراوانی اور اخوت کی جہانگیری کی جگہ دھوکے کی فراوانی اور قومی مظالم کی جہانگیری نے لے لی۔ قرآن مجید کی لذتوں اور حلاوتوں سے دور ہوئے تو خودکشی نے گھر گھر میں چھاپے مارے اور کتنی ہی جانیں تلف ہوئیں حتیٰ کہ شاعر بول اُٹھا:

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

اے میرے مسلمان بھائی! اُٹھ کھڑا ہو اور تجدید جرأت کر، اپنا عزم جواں کر اور قرآن مجید کو سینے سے لگا کر کفر و شرک اور بدعت و گمراہیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے اور امن و امان کے دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے اللہ اکبر کا نعرہ لگا:

قسم ہے اَشہب توحید کی محشر خرامی کی
کہ اک جھٹکے میں دوں گا توڑ زنجیریں غلامی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نعرے کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پھیل جا اور جوانوں کی باگ ڈور سنبھال اور پوری کائنات کو کائنات کی غلامی سے نکال کر رب کائنات کی غلامی میں جکڑ دے اور بقول شاعرِ مشرق:

خرد کو غلامی سے آزاد کر جوانوں کو پیروں کا استاد کر

مصائب و آلام اور دشمن کے طوفانوں سے اپنے آپ کو مضبوطی اور ایمان جیسی فولادی قوت سے بچاتا چلا جا اور اپنے ان پاک عزائم میں کبھی ڈگمگاہٹ نہ لانا، اس لیے کہ:

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

اور جو لوگ ایمان اور تقوے کا لباس زیب تن کرتے ہیں، ان کو شمشیروں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بقول علامہ اقبال:

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

اور انتظار کر، وہ دن دور نہیں جب قرآن مجید کا پھریرا پوری دنیا میں پھر لہرایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت یوں برسے گی کہ پوری کائنات پر اسلام کا ڈنکا بجے گا اور بقول شاعر:

چوی ہے فرشتوں نے ادب سے میری دہلیز
عالم کی خلافت کی قبا مومن کے لیے ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم قرآنی اعزازات کو تمغوں کی طرح سینوں پر سجائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں اور جنت الفردوس کے وارث بنیں۔ آمین!

حافظِ قرآن جہنم کی آگ سے محفوظ ہوں گے

سیدنا عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ جُمِعَ الْقُرْآنُ فِي إِهَابٍ مَا أَحْرَقَهُ اللّٰهُ بِالنَّارِ»

”اگر قرآن مجید کو کسی چمڑے میں اکٹھا کر دیا جائے تو اللہ رب العزت اس کو آگ سے نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلائے گا۔''[1]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ جُمِعَ الْقُرْآنُ فِي إِهَابٍ مَا أَحْرَقَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي النَّارِ»

''اگر قرآن مجید کو کسی چمڑے میں اکٹھا کر دیا جائے تو اللہ رب العزت اس کو آگ میں نہیں جلائے گا۔''[2]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ جُعِلَ الْقُرْآنُ فِي إِهَابٍ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ مَا احْتَرَقَ»

''اگر قرآن مجید کو کسی چمڑے میں رکھ کر آگ میں ڈالا جائے تو وہ نہیں جلے گا۔''[3]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب چمڑے میں موجود قرآن کی وجہ سے آگ اس کو جلا نہیں سکتی تو وہ حافظ قرآن جس کے سینے میں یہ قرآن مجید موجود ہے، اس کو جہنم کی آگ کیسے جلا سکتی ہے؟

[1] صحیح الجامع، حدیث: 5266. [2] صحیح الجامع، حدیث: 5262. [3] السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث: 3562.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید اور اس کی تلاوت کے آداب

قرآن مجید چونکہ اللہ رب العزت کا حقیقی کلام ہے، اس لیے اس کے بعض عمومی اور اس کی تلاوت کے خصوصی آداب ہیں، جن کا التزام واہتمام نہایت ضروری ہے۔ان آداب کی طرف خود قرآن اور صاحب قرآن ﷺ اور حاملین قرآن رضی اللہ عنہم اور قارئین قرآن رحمہم اللہ نے راہنمائی فرمائی ہے۔ان میں سے چند سنہری آداب کا تذکرہ کیا جائے گا جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن مجید کے عمومی آداب

قرآن مجید کو واضح خط میں لکھا اور پرنٹ کیا جائے

قرآن مجید کی محبت، احترام، جلالت وعظمت اور تقدس کا تقاضا ہے کہ قرآن مجید واضح خط اور بڑے سائز میں لکھا اور پرنٹ کیا جائے کیونکہ جہاں یہ تعظیم کا مظہر ہے وہاں یہ بھی ہے کہ جو کتاب جس قدر بڑی ہوگی، اسی قدر اس کے ضائع ہونے کا خطرہ کم ہوگا، چنانچہ قاسم بن سلام رحمہ اللہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل کرتے ہیں:

«أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُكْتَبَ الْقُرْآنُ فِي الشَّيْءِ الصَّغِيرِ»

”وہ کسی چھوٹی چیز پر قرآن مجید لکھنے کو ناپسند سمجھتے تھے۔“[1]

اور بعض علماء فرماتے ہیں:

«وَمِنَ الْمُسَاهَلَةِ فِيهِ، وَتَرْكِ الْحَفْلِ بِهِ، أَنْ يُصَغَّرَ فَيَكُونَ عُرْضَةً لِلْأَيْدِي الْخَاطِئَةِ»

---

[1] المصحف لأبي داود، ص:508، وفضائل القرآن للقاسم ابن سلام، ص:120.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''قرآن مجید کے بارے میں لا پروائی اور عدمِ اہتمام کی نشانی یہ ہے کہ اس کو اس قدر چھوٹا کر دیا جائے کہ وہ گنہگار (ناکارہ) ہاتھوں کے لیے کھیل کا سامان بن جائے۔''[1]

اسی لیے یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

«أَشْتَهِي مِنَ الدُّنْيَا شَيْئَيْنِ: بَيْتًا خَالِيًا وَمُصْحَفًا جَيِّدَ الْخَطِّ أَقْرَأُ فِيهِ الْقُرْآنَ»

''دنیا میں دو ہی چیزیں میرے لیے محبوب ہیں: خالی گھر اور خوبصورت خطاطی والا مصحف جس کی میں تلاوت کیا کروں۔''[2]

اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَكَانَ يُقَالُ: عَظِّمُوا كِتَابَ اللهِ»

''کہا جاتا تھا کہ اللہ کی کتاب کی تعظیم کرو۔''[3]

سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ مُصَيْحِفٌ أَوْ مُسَيْجِدٌ، مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ عَظِيمٌ حَسَنٌ جَمِيلٌ»

''تم میں سے کوئی بھی مصیحف (چھوٹا مصحف) اور مسیجد (چھوٹی مسجد) نہ کہے کیونکہ جس کی نسبت اللہ کی طرف ہو جائے، وہ چیز عظیم، خوبصورت اور جمال والی ہوتی ہے۔''[4]

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کا قول نقل کرتے ہیں:

«لَوْ قَالَ مُسَيْجِدٌ أَوْ صَغَّرَ لَفْظَ الْمُصْحَفِ كَفَرَ»

''اگر کسی نے مسجد کو مسیجد (چھوٹی مسجد) کہا یا مصحف کے لفظ کی تصغیر کی (مصیحف کہا) تو اس نے ان دونوں کی عظمت کا انکار کیا۔''[5]

قرآن مجید کو احترام سے کسی کو پیش کیا جائے، اس کو پھینکا نہ جائے

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ اسے پیش کرنے والا اس کی جلالت وعظمت اور تقدس

[1] التذكار في أفضل الأذكار، ص:191. [2] التذكار في أفضل الأذكار، ص:178. [3] حلية الأولياء:230/4.
[4] حلية الأولياء:173/2، والمصحف، ص:551. [5] إعلام الموقعين:99/5.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا اظہار کرتے ہوئے اسے احترام سے پیش کرے، اسے کسی کی طرف پھینکنے سے گریز کرے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اکرموا الخبز»

''روٹی کی عزت کرو۔''[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے کی عزت وتکریم کرنی چاہیے، لہٰذا اگر کھانے کی عزت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ اللہ رب العزت کی نعمت ہے تو نعمتوں کے سرتاج قرآن مجید ہیں۔ اگر روٹی کو پھینکنا درست نہیں تو قرآن مجید کو پھینکنا کس طرح جائز ہوگا؟

قرآن مجید کو دائیں ہاتھ سے پیش کیا جائے اور دائیں ہاتھ ہی سے لیا جائے

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ اسے پیش کرنے والا اور لینے والا دائیں ہاتھ کو استعمال کرے اور بلاشبہ قرآن مجید کو بائیں ہاتھ سے پکڑنا اور پکڑانا بے توجہی اور عدم تعظیم کی علامت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُورِهِ وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ»

''نبی کریم ﷺ جوتا پہننے، کنگھی کرنے، وضو کرنے اور تمام کاموں میں دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے۔''[2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، امام نووی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

«قَاعِدَةُ الشَّرْعِ الْمُسْتَمِرَّةُ اسْتِحْبَابُ الْبَدَاءَةِ بِالْيَمِينِ فِي كُلِّ مَا كَانَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيمِ وَالتَّزْيِينِ، وَمَا كَانَ بِضِدِّهَا اسْتُحِبَّ فِيهِ التَّيَاسُرُ»

''شریعت کا ابدی قاعدہ یہ ہے کہ ہر تکریم وزینت والی چیز کو دائیں سے شروع کیا جائے اور اس کے علاوہ رذالت والے امور میں بائیں ہاتھ کو مقدم کیا جائے۔''[3]

---

[1] صحيح الجامع، حديث: 1219. [2] صحيح البخاري، حديث: 168، وصحيح مسلم، حديث: 616.
[3] فتح الباري: 354/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کو زمین پر نہ رکھا جائے بلکہ رحل یا تکیے پر رکھا جائے

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ چونکہ یہ کتاب بلندی اور عظمت والی ہے، اس لیے اسے زمین سے بلند جگہ پر رکھا جائے اور اس کے لیے رحل یا تکیے وغیرہ کا اہتمام کیا جائے، چنانچہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«أَتَى نَفَرٌ مِّنْ يَهُودَ فَدَعَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ إِلَى الْقُفِّ. فَأَتَاهُمْ فِي بَيْتِ الْمِدْرَاسِ فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! إِنَّ رَجُلًا مِّنَّا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ فَوَضَعُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: إِئْتُونِي بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ بِهَا فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهِ فَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: آمَنْتُ بِكِ وَبِمَنْ أَنْزَلَكِ، ثُمَّ قَالَ: ائْتُونِي بِأَعْلَمِكُمْ فَأُتِيَ بِفَتًى شَابٍّ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ الرَّجْمِ»

''یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کو وادی قف میں آنے کی دعوت دی، چنانچہ آپ ﷺ یہودیوں کی درسگاہ بیت المدراس پہنچے تو وہ کہنے لگے: اے ابو القاسم! ہم میں سے ایک آدمی نے عورت سے زنا کیا ہے، لہٰذا آپ فیصلہ فرما دیجیے۔ انھوں نے آپ ﷺ کے لیے تکیہ رکھا جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: میرے پاس تورات لاؤ، چنانچہ تورات لائی گئی تو آپ ﷺ نے تکیہ اپنے نیچے سے نکالا اور اس پر تورات کو رکھا اور فرمانے لگے: میں تجھ پر ایمان رکھتا ہوں اور تیرے نازل کرنے والے پر بھی ایمان رکھتا ہوں۔ پھر فرمایا: تورات کے سب سے بڑے عالم کو بلاؤ تو ایک نوجوان کو لایا گیا۔ پھر راوی نے رجم کا قصہ ذکر کیا۔''[1]

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب تورات کو اس لیے تکیے پر رکھا گیا کہ یہ منزل من اللہ ہے تو قرآن مجید جو منزل من اللہ کتابوں کی سرتاج ہے، اس کے لیے تو تکیے، رحل اور فلور ڈیسک کا اہتمام کرنا زیادہ ضروری ہے۔

---

[1] سنن أبي داود، حديث: 4449.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[illegible]

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ اس کی عظمت و جلالت اور تقدس کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے اوراق کو پلٹتے اور تبدیل کرتے وقت ناسمجھ لوگوں کی طرح لعاب زدہ انگلیاں استعمال نہ کی جائیں۔ کیونکہ ہر ذی شعور اور ذی عقل ایسی انگلیوں کو اپنے کھانے میں داخل کرنے سے گریز کرتا ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت نے اس کو ناپسند جانا ہے کیونکہ بار بار ایسا کرنے سے قرآن مجید آلودہ ہو جائے گا اور قرآن مجید کے اوراق بوسیدہ ہو جائیں گے اور آخر یہ بوسیدہ اوراق متروک ہو جائیں گے جو کہ عظمتِ قرآن مجید کے منافی ہے۔

قرآن مجید کو نیک یا بری فال لینے کے لیے استعمال نہ کیا جائے

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ اس کی عظمت و جلالت اور تقدس کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو فال لینے کا ذریعہ نہ بنایا جائے، جیسا کہ کم علم لوگ اپنی قسمت آزمائی کے لیے قرآن مجید کھول کر اچھی یا بری فال لیتے ہیں۔ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

«وَ بَعْضُ النَّاسِ قَدْ يَفْتَحُ الْمُصْحَفَ لِطَلَبِ التَّفَاؤُلِ، فَإِذَا نَظَرَ ذِكْرَ النَّارِ تَشَاءَمَ وَإِذَا نَظَرَ ذِكْرَ الْجَنَّةِ، قَالَ: هٰذَا طَيِّبٌ فَهٰذَا مِثْلُ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ الَّذِينَ يَسْتَقْسِمُونَ بِالْأَزْلَامِ»

”بعض لوگ مصحف کو فال (شگون) طلب کرنے کے لیے کھولتے ہیں۔ جب وہ جہنم والی آیات دیکھتے ہیں تو بدشگونی پکڑ لیتے ہیں اور جب جنت والی آیات دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں: یہ اچھی فال ہے۔ سو یہ زمانہ جاہلیت کے تیروں سے فال نکالنے کی طرح ہے۔“[1]

قرآن مجید کو تکیہ نہ بنایا جائے اور نہ اس پر ٹیک لگائی جائے

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَيَحْرُمُ تَوَسُّدُهُ بَلْ تَوَسُّدُ آحَادِ كُتُبِ الْعِلْمِ حَرَامٌ»

[1] القول المفيد على كتاب التوحيد 86/2.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”قرآن مجید کو تکیہ بنانا حرام ہے بلکہ ہر علمی کتاب کو تکیہ بنانا حرام ہے۔“ ❶

اور شیخ عبداللہ بن جبرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«لَاشَكَّ أَنَّ تَوَسُّدَ الْقُرْآنِ حَرَامٌ وَذَنْبٌ كَبِيرٌ فَيَلْزَمُ الْمُسْلِمِينَ صِيَانَةَ الْمَصَاحِفِ عَنِ الْإِبْتِذَالِ وَحِفْظَهَا عَنْ عَبَثِ الْعَابِثِينَ كَمَا يَلْزَمُ حِفْظَ الْمَسَاجِدِ عَنْ هٰؤُلَاءِ الْمُفْسِدِينَ بِإِغْلَاقِهَا أَوْ حِرَاسَتِهَا أَوْ حِفْظِ الْمَصَاحِفِ وَرَفْعِهَا فِي مَكَانٍ بَعِيدٍ عَنْ هٰؤُلَاءِ الْجَهَلَةِ الْعَاصِينَ»

”اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید کو تکیہ بنانا حرام اور بڑا گناہ ہے، لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ قرآن مجید کو بے حرمتی سے بچائیں اور اس کی بے حرمتی کرنے والوں سے اسے محفوظ رکھیں۔ اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ اس طرح کے مفسد لوگوں سے مسجدوں کی بھی حفاظت کریں، مسجدوں کو ان سے بند رکھیں یا ان کی حفاظت کا انتظام کریں یا پھر قرآن مجید کی حفاظت کریں اور قرآن مجید کے نسخوں کو ان نافرمان اور جاہل لوگوں سے دور کسی اونچی جگہ پر رکھیں۔“ ❷

قرآن مجید کی طرف پاؤں کا رخ نہ کیا جائے

امام حجاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَيُكْرَهُ مَدُّ الرِّجْلَيْنِ إِلَى جِهَتِهِ (أَيِ الْمُصْحَفِ) وَفِي مَعْنَاهُ اسْتِدْبَارُهُ وَتَخَطِّيهِ»

”مصحف کی طرف پاؤں کرنا مکروہ و ناپسندیدہ عمل ہے اور اس کی طرف پیٹھ کرنے یا اوپر سے گزرنے اور پھلانگنے کا بھی یہی حکم ہے۔“ ❸

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا: مساجد میں الماریوں وغیرہ میں قرآن مجید رکھے جاتے ہیں جبکہ بعض لوگ پاؤں سامنے کی طرف پھیلا کر بیٹھتے ہیں جس سے مصاحف کی جگہ قریب یا نیچے ہونے کی وجہ سے اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ مصاحف کی طرف پاؤں ہو جائیں گے جبکہ اس شخص کے ذہن میں مصحف کی اہانت مقصود نہیں ہوتی تو کیا اس صورت میں بھی پاؤں نہ کرنا یا جگہ تبدیل کرنا ضروری ہے؟

❶ التبیان في آداب حملة القرآن، ص:191. ❷ فتاوی إسلامیة:44/4. ❸ الإقناع:62/1.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور کیا ایسے شخص کو ہم روکیں گے؟

انھوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کتاب اللہ کی تعظیم رب العالمین کی تعظیم اور کمال ایمان کی نشانی ہے اور کسی شخص کا مصحف کی طرف پاؤں کرنا یا ایسی کرسی اور میز وغیرہ پر بیٹھنا جس کے نیچے مصحف ہو اگر اس کی نیت ٹھیک بھی ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت کے منافی ہے اور اگر اس کا ارادہ قرآن مجید (کلام اللہ) کی تذلیل کا ہے تو اس کا یہ فعل کفر ہے کیونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، لہٰذا جب تم کسی شخص کو مصحف کی طرف پاؤں پھیلاتے دیکھو، چاہے مصحف الماری میں ہو یا زمین پر یا کسی اور چیز پر یا کرسی وغیرہ کے نیچے ہو تو مصحف کو وہاں سے اُٹھالو یا پھر اس سے کہو کہ وہ اپنے پاؤں مصحف کی طرف نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کا احترام کرے۔ یہ عمل کمال تعظیم کے منافی اس طرح بھی ہے کہ اگر آپ کے سامنے کوئی محترم شخصیت تشریف فرما ہو تو آپ اُس کے احترام کی وجہ سے اس کی طرف پاؤں نہیں پھیلائیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تو اس احترام اور تعظیم کا سب سے زیادہ حق رکھتی ہے۔"[1]

قرآن مجید کے اوپر کوئی کتاب یا کوئی اور چیز نہ رکھی جائے

علامہ سعدی رحمہ اللہ رب العزت کے اس فرمان: ﴿وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ ''اور بے شک یہ قرآن مجید ہمارے پاس اصل کتاب میں یقیناً بہت بلند، کمال حکمت والا ہے۔''[2] کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ﴿وَاِنَّهٗ﴾ یعنی یہ کتاب (قرآن مجید) ﴿لَدَيْنَا﴾ (لوح محفوظ میں) ہمارے پاس ہے، یعنی ملأ اعلیٰ میں بلند ترین اور افضل ترین مرتبے میں ہے۔ ﴿لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ یعنی یہ قرآن مجید اپنی قدر و منزلت اور شرف اور مقام و محل کے اعتبار سے انتہائی بلند اور حکمت والا ہے۔[3]

قرآن مجید چونکہ منزلت و شرف اور مقام و محل کے اعتبار سے بلند ہے، لہٰذا اس کی بلندی کا تقاضا ہے کہ قرآن مجید سب سے اوپر ہو اور اس سے اوپر کوئی چیز بلکہ کوئی علمی کتاب بھی نہ رکھی جائے۔ قرآن مجید پر اگر کوئی علمی کتاب نہیں رکھی جاسکتی تو غیر علمی کتاب یا کوئی دوسری چیز تو بالاولیٰ نہیں رکھی جاسکتی۔

[1] مجموع فتاوی ابن عثیمین، جلد نمبر:3. [2] الزخرف 43:4. [3] تیسیر الکریم الرحمٰن:4/1603.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ اسے غفلت برتتے ہوئے ایسی جگہ پر نہ رکھیں جہاں سورج کی تپش آرہی ہو جیسے لوگ اپنی گاڑیوں کے ڈیش بورڈ وغیرہ پر رکھتے ہیں۔

نوٹ: قرآن مجید کو بوسہ دینے کے متعلق ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ يَأْخُذُ الْمُصْحَفَ فَيَضَعُهُ عَلَى وَجْهِهِ وَيَبْكِي. وَيَقُولُ: كَلَامُ رَبِّي. كَلَامُ رَبِّي»

''سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ قرآن مجید کو پکڑتے اور اپنے چہرے پر رکھ کر یہ کہتے ہوئے رونا شروع کر دیتے: یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے۔'' [1]

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«لَا نَعْلَمُ دَلِيلًا عَلَى شَرْعِيَّةِ تَقْبِيلِهِ وَلٰكِنْ لَوْ قَبَّلَهُ الْإِنْسَانُ فَلَا بَأْسَ»

''قرآن مجید کو بوسہ دینے کی کوئی شرعی دلیل ہمارے علم میں نہیں ہے، تاہم اگر کوئی انسان اسے بوسہ دے لے تو کوئی حرج نہیں۔''

کیونکہ صحابی جلیل سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مصحف کو بوسہ دیتے اور کہتے: «هٰذَا كَلَامُ رَبِّي» ''یہ میرے رب کا کلام ہے۔'' تو خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو بوسہ دینے میں کوئی حرج تو نہیں لیکن یہ عمل مشروع بھی نہیں اور نہ اس کی مشروعیت کی کوئی دلیل موجود ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان ہاتھوں سے قرآن مجید گرنے یا اونچی جگہ سے گرنے کی صورت میں اسے تعظیماً و احتراماً بوسہ دے دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ان شاء اللہ! [2]

قرآن مجید کو واش روم میں لے جانے سے پرہیز کیا جائے

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ اسے واش روم میں لے کر جایا نہ جائے۔ علی بن سلیمان المرداوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

[1] مستدرک الحاکم، حدیث: 5110؛ وشعب الإیمان، حدیث: 2037. [2] مجموع فتاوی ابن باز: 399,398/24.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

... من غير حاجة، فلا شك تحريمه قطعا، ولا ...

’’بغیر ضرورت کے مصحف کو بیت الخلاء میں لے جانے کی حرمتِ قطعی میں کوئی شک نہیں اور اس مسئلے کی حرمت کے متعلق کوئی عقل مند شخص توقف نہیں کرتا۔‘‘[1]

قرآن مجید پڑھنے کے بعد اسے بند کر دیا جائے کھلا نہ چھوڑا جائے

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«ومنها أي آداب التعامل مع المصحف إذا قرأ في المصحف أن لا يتركه منشورا»

’’قرآنی آداب میں یہ بھی ہے کہ قرآن مجید پڑھنے کے بعد اس کو کھلا نہ چھوڑے۔‘‘[2]

قرآن مجید کے خصوصی آداب

قرآن مجید پڑھنے کے لیے پاکیزگی اور طہارت کا خصوصی اہتمام کیا جائے

قرآن مجید کی محبت، احترام، جلالت وعظمت اور تقدس کا تقاضا ہے کہ تلاوت سے پہلے پاکیزگی اور مکمل طہارت کا اہتمام کیا جائے کیونکہ یہ کتاب سب سے پاکیزہ اور سب سے اعلیٰ ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ○ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ○

’’بے شک یہ قرآن مجید ایک محفوظ کتاب میں درج ہے، جسے صرف پاکیزہ ہی چھو سکتے ہیں۔‘‘[3]

امام مالک رحمہ اللہ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

«أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ رضي الله عنه: أَلَّا يَمَسَّ الْقُرْآنَ

---

[1] الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل: 1/190. [2] التذكار في أفضل الأذكار، ص: 182. [3] الواقعة 56: 78، 79.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا طَاهِرٌ»

"رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لیے جو تحریر لکھوائی تھی، اس میں تھا کہ قرآن مجید کو صرف پاک شخص ہی چھوئے۔"[1]

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَمَسَّ الْقُرآنَ إِلَّا طَاهِرٌ»

"قرآن مجید کو صرف پاک شخص ہی چھوئے۔"[2]

اور شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«مِنَ النَّظَرِ الصَّحِيحِ: أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْوُجُودِ كَلَامٌ أَشْرَفُ مِنْ كَلَامِ اللهِ فَإِذَا أَوْجَبَ اللهُ الطَّهَارَةَ لِلطَّوَافِ فِي بَيْتِهِ فَالطَّهَارَةُ لِتِلَاوَةِ كِتَابِهِ الَّذِي تَكَلَّمَ بِهِ مِنْ بَابِ أَوْلَى... وَهٰذَا قَوْلُ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ وَمِنْهُمُ الْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ»

"صحیح رائے یہی ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے کلام سے زیادہ عزت وشرف والا کوئی کلام موجود نہیں، لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے طواف کے لیے طہارت کو واجب قرار دیا ہے تو اس کتاب کی تلاوت کے لیے طہارت زیادہ ضروری ہے جس کے ساتھ خود باری تعالیٰ نے تکلم فرمایا ہے اور یہی ائمہ اربعہ سمیت جمہور علماء کا قول ہے۔"[3]

قراءت قرآن کے وقت اچھے لباس کا اہتمام کرے

ارشاد ربانی ہے:

﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمۡ عِندَ كُلِّ مَسۡجِدٖ وَكُلُواْ وَٱشۡرَبُواْ وَلَا تُسۡرِفُوٓاْۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلۡمُسۡرِفِينَ ۝﴾

"اے آدم کی اولاد! ہر مسجد کے پاس زینت کا اہتمام کیا کرو اور کھاؤ، پیو لیکن اسراف نہ کرو کیونکہ اللہ رب العزت اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"[4]

[1] الموطا، حديث: 469. [2] صحيح الجامع، حديث: 7780. [3] شرح الممتع على زاد المستقنع: 317/1.
[4] الأعراف 31:7.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت مسواک کا اہتمام کیا جائے

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«طيبوا أفواهكم بالسواك فإنها طرق القرآن»

''اپنے مونہوں کو مسواک کے ساتھ صاف رکھو کیونکہ قرآن انھی سے پڑھا جاتا ہے۔''[1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أُمِرْنا بِالسِّوَاكِ وقالَ: قالَ النبيُّ ﷺ: إنَّ العبدَ إذا قامَ يُصَلِّي أتاهُ المَلَكُ فقامَ خَلْفَهُ يَسْتَمِعُ القرآنَ وَيَدْنو فَلا يزالُ يَسْتَمِعُ ويدنو حَتّى يَضَعَ فاهُ عَلَى فِيهِ فَلا يَقْرَأُ آيَةً إلّا كانَتْ فِي جَوْفِ المَلَكِ»

''ہمیں مسواک کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے تو فرشتہ آکر اس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے اور توجہ سے قرآن سننے لگتا ہے اور قریب ہونا شروع ہو جاتا ہے، وہ مسلسل غور سے سنتا اور قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے، پھر وہ جو بھی آیت پڑھتا ہے، وہ فرشتے کے پیٹ میں جاتی ہے۔''[2]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَسْتَكْ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَرَأَ فِي صَلَاتِهِ وَضَعَ مَلَكٌ فَاهُ عَلَى فِيهِ وَلَا يَخْرُجُ مِنْ فِيهِ شَيْءٌ إِلَّا دَخَلَ فَمَ الْمَلَكِ»

''تم میں سے جب کوئی رات کا قیام کرے تو مسواک کر لیا کرے۔ بے شک جب بھی تم میں سے کوئی نماز میں قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اپنے ہونٹوں کو قاری کے ہونٹوں پر رکھ لیتا ہے۔ جو کچھ بھی قاری کے منہ سے نکلتا ہے، وہ فرشتے کے منہ میں جاتا ہے۔''[3]

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(1) صحيح الجامع، حديث: 3939، والسلسلة الصحيحة، حديث: 1213. (2) السلسلة الصحيحة، حديث: 1213. (3) صحيح الجامع، حديث: 720، والسلسلة الصحيحة، حديث: 1213.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«السواك مطهرة للفم مرضاة للرب»

''مسواک منہ کی صفائی اور رب کی رضا وخوشنودی کا باعث ہے۔''[1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«السواك يطيب الفم و يرضي الرب»

''مسواک منہ کو پاک کر دیتی ہے اور رب تعالیٰ کو خوش کر دیتی ہے۔''[2]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ فَإِنَّهُ مَطْيَبَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ»

''مسواک کو لازم پکڑو کیونکہ یہ منہ کی صفائی اور رب کی رضا وخوشنودی کا باعث ہے۔''[3]

اسی لیے سیدنا قتادہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

«مَا أَكَلْتُ الْكُرَّاثَ مُنْذُ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ»

''میں نے جب سے قرآن پڑھا ہے گندنا (بودار سبزی) استعمال نہیں کیا۔''[4]

اور ابو مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«إِنَّ أَفْوَاهَكُمْ طُرُقٌ مِنْ طُرُقِ اللهِ فَنَظِّفُوهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ، قَالَ: فَمَا أَكَلْتُ الْبَصَلَ مُنْذُ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ»

''بے شک تمھارے منہ اللہ کے کلام کے راستے ہیں، چنانچہ ان کو صاف ستھرا رکھا کرو۔ اور فرمایا کرتے: میں نے جب سے قرآن پڑھا ہے، کچی پیاز نہیں کھائی۔''[5]

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت نیت کو خالص کیا جائے

ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ۝﴾

---

[1] صحيح الجامع، حديث: 3695. [2] صحيح الجامع، حديث: 3696. [3] صحيح الجامع، حديث: 4066. [4] فضائل القرآن لأبي عبيد، ص: 55، والتذكار، ص: 106. [5] فضائل القرآن لأبي عبيد، ص: 55، والدر المنثور: 1/276، وتفسير القرطبي: 1/27.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آپ کہہ دیجیے! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے کروں۔'' [1]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إن الله لا يقبل من العمل إلا ما كان له خالصا وابتغي به وجهه»

''بلا شبہ اللہ رب العزت صرف وہی عمل قبول کرتے ہیں جو خالص اسی کے لیے کیا جائے اور اس سے مقصود اس کی رضا کا حصول ہو۔'' [2]

قرآن مجید کی تلاوت پر اللہ رب العزت سے ثواب کی امید رکھی جائے

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِقْرَؤُوا الْقرآن فإنكم تؤجرون عليه، وكل حرف عشر حسنات. أما إني لَا أقول: الٓمٓ حرف ولكن الِفٌ عشر ولامٌ عشر وميمٌ عشر فتلك ثلاثون»

''قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو۔ یقیناً تمھیں اس کا اجر دیا جائے گا۔ سن لو! میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف کی دس نیکیاں، لام کی دس نیکیاں اور میم کی دس نیکیاں ہیں۔ تو یہ تیس نیکیاں ہوئیں (جو الٓمٓ پڑھنے والے کو ملتی ہیں۔)'' [3]

قراءت قرآن کے وقت قبلہ رخ ہو کر بیٹھے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَيِّدًا وَإِنَّ سَيِّدَ الْمَجَالِسِ قُبَالَةَ الْقِبْلَةِ»

''ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے اور مجالس کا سردار قبلہ رخ ہونا ہے۔'' [4]

تلاوت قرآن سے پہلے «تعوذ» پڑھا جائے

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ اس عظیم اور جلیل القدر کلام کو پڑھنے سے پہلے اپنی زبان

---

[1] الزمر 39:11. [2] صحيح الجامع، حديث: 8056، والسلسلة الصحيحة، حديث: 52. [3] صحيح الجامع، حديث: 1146 والسلسلة الصحيحة، حديث: 660. [4] السلسلة الصحيحة، حديث: 6845.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو پاک کرنے اور شیطانی وسوسوں سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دے دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝﴾

''پھر جب آپ قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ رب العزت کی پناہ طلب کریں۔''⁽¹⁾

قرآن مجید کو زبانی اور دیکھ کر بھی پڑھا جائے

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ جس طرح اسے زبانی پڑھا جاتا ہے، اسی طرح اسے دیکھ کر بھی پڑھا جائے کیونکہ قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا باعث ثواب ہے، لہٰذا حافظ قرآن کو بھی چاہیے کہ وہ دیکھ کر پڑھنا ترک نہ کرے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللهَ وَرَسُولَهُ فَلْيَقْرَأْ فِي الْمُصْحَفِ»

''جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے کو پسند کرتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ مصحف میں دیکھ کر پڑھے۔''⁽²⁾

اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

«كَانَ عُمَرُ إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ نَشَرَ الْمُصْحَفَ قَرَأَ فِيهِ»

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب بھی اپنے گھر میں داخل ہوتے تو مصحف کھول کر بیٹھ جاتے اور اس کی تلاوت فرماتے۔''⁽³⁾

اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«إِنِّي لَأَسْتَحْيِي أَلَّا أَنْظُرَ كُلَّ يَوْمٍ فِي عَهْدِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ مَرَّةً»

''مجھے اس بات پر حیا آتی ہے کہ میں کسی دن اپنے رب کے قرآن کو ایک مرتبہ بھی نہ دیکھ سکوں۔''⁽⁴⁾

⁽¹⁾ النحل 98:16. ⁽²⁾ صحيح الجامع، حديث: 6289، والسلسلة الصحيحة، حديث: 2342. ⁽³⁾ فضائل القرآن: 105/5، والتذكار في أفضل الأذكار، ص: 184. ⁽⁴⁾ التذكار في أفضل الأذكار، ص: 184.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کو ترتیل، تجوید کے ساتھ پڑھا جائے

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ اس کی عظمت و جلالت اور تقدس کو سامنے رکھتے ہوئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا ہے، اسی طرح اس کی تلاوت کی جائے جیسا کہ اللہ رب العزت خود فرماتے ہیں:

وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝

''اور ہم نے اس کو ترتیل کے ساتھ (خوب ٹھہر ٹھہر کر) پڑھا ہے۔''[1]

اور سرتاج رسل ﷺ کو بھی اسی کا حکم دیا:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

''اور قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ (خوب ٹھہر ٹھہر کر) پڑھیے۔''[2]

اسی لیے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

«لَأَنْ أَقْرَأَ سُورَةً وَأُرَتِّلَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ»

''میں قرآن مجید کی ایک سورت ترتیل کے ساتھ پڑھنے کو پورا قرآن مجید بغیر ترتیل کے پڑھنے سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔''[3]

اور اسی ترتیل کے ساتھ ہی قیامت کو بھی پڑھنے کا حکم ہوگا جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا»

''قیامت کے دن قاری قرآن سے کہا جائے گا: پڑھتا جا اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتا چلا جا۔ جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا آج بھی اسی طرح ترتیل سے پڑھ۔ تیری منزل وہاں ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔''[4]

[1] الفرقان 32:25. [2] المزمل 4:73. [3] فتح الباري: 112/9. [4] سنن أبي داود، حديث: 1466، وصحيح ◄◄

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ترتیل کا مفہوم واضح کرتے ہوئے علامہ جزری اور علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ قرآن مجید کی ترتیل سے مراد ہے:

«تجويد الحروف ومعرفة الوقوف»

''حروف کو ان کے مخارج سے جملہ صفات کے ساتھ ادا کرنا اور وقفوں کی پہچان حاصل کرنا۔'' ¹

اور اسی کو آج کل اصطلاحی زبان میں تجوید کا نام دیا جاتا ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں:

«جوّدوا القرآن»

''قرآن مجید کو تجوید سے پڑھو۔'' ²

اور اسی ترتیل کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے امام ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَلْيَحْرِصِ السَّعِيدُ فِي تَحْصِيلِهِ وَلَا يَمَلَّ قَطُّ مِنْ تَرْتِيلِهِ

''سعادت مند شخص قرآن مجید کو حاصل کرنے کی حرص کرتا ہے اور اس کی ترتیل سے کبھی اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔'' ³

قرآن مجید کو صاحب قرآن کے طریقے کے مطابق پڑھا جائے

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ اس کی تلاوت میں صاحب قرآن ﷺ کے لب ولہجہ اور اداؤں کا التزام کیا جائے، چنانچہ سیدنا قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ ؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، يَمُدُّ بِسْمِ اللهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ»

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ حروف کو عمدگی کے ساتھ لمبا کر کے پڑھتے تھے، پھر آپ نے «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ» پڑھ کر بتلایا کہ نبی کریم ﷺ «بِسْمِ اللهِ» کو لمبا کر کے پڑھتے، پھر «الرَّحْمٰنِ»

¹ الجامع، حديث:8122. ² الإتقان:1/258. ³ الإتقان:1/132. ⁴ طيبة النشر، رقم البيت:12.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو لمبا کرتے پھر [illegible] کو کھینچ کر پڑھتے۔''[1]

اور دوسری روایت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں:

«[illegible] بالقرآن [illegible]»

''رسول اللہ ﷺ اپنی آواز کو قرآن مجید کے ساتھ لمبا کیا کرتے تھے۔''[2]

قرآن مجید کو عمدگی کے ساتھ کھینچ کر پڑھنا صرف رسول اللہ ﷺ ہی کا امتیاز نہیں تھا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی کیفیت سے پڑھتے اور پڑھاتے تھے، جیسے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اس نے قرآن مجید کی آیت: ﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ﴾ میں لفظ ﴿لِلْفُقَرَآءِ﴾ کو بغیر مد سے پڑھا تو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: «ما هكذا أقرأنيها النبي ﷺ» ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں پڑھایا۔'' تو شاگرد کہنے لگا: اے ابو عبدالرحمٰن! آپ بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کس طرح پڑھایا تھا؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

«أَقْرَأَنِيهَا ﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ﴾ فَمَدَّهَا»

''مجھے رسول اللہ ﷺ نے ﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ﴾ کی آیت میں لفظ ﴿لِلْفُقَرَآءِ﴾ کو مد کے ساتھ پڑھایا تھا۔''[3]

تلاوت کرتے ہوئے معانی کے مطابق آواز کو بلند اور پست کیا جائے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ إِذَا قَرَأَ مِنَ اللَّيْلِ رَفَعَ طَوْرًا وَخَفَضَ طَوْرًا»

''رسول اللہ ﷺ رات کے قیام میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آواز کو کبھی بلند کرتے اور کبھی پست کرتے۔''[4]

---

(1) صحيح البخاري، حديث:5046. (2) صحيح البخاري، حديث:5045، وصحيح الجامع، حديث:5013.

(3) السلسلة الصحيحة، حديث:2237. (4) صحيح الجامع، حديث:4767.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کو خوش الحانی اور خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھا جائے

قرآن مجید کی محبت اور احترام کا تقاضا ہے کہ اسے خوش الحانی سے پڑھا جائے، چنانچہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا»

''قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے دلکش بناؤ۔ بے شک اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضافے کا باعث ہے۔''[1]

یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ»

''اللہ تعالیٰ کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنتے جتنی توجہ سے اپنے خوش الحان نبی کو خوبصورت اور بلند آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے سنتے ہیں۔''[2]

اسی لیے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ»

''جو قرآن کو خوش کن آواز سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔''[3]

اور تلاوت قرآن میں حسن صوت کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود بھی خوبصورت اور دلکش آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

www.kitabosunnat.com

«سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ»

''میں نے نبی کریم ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورت ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھتے سنا، آپ ﷺ

---

[1] صحيح الجامع، حديث: 3581، والسلسلة الصحيحة، حديث: 771. [2] صحيح البخاري، حديث: 5024،5023، وصحيح الجامع، حديث: 5525. [3] صحيح البخاري، حديث: 7527، وصحيح الجامع، حديث: 5442، وسنن أبي داود، حديث: 1466، وسنن ابن ماجه، حديث: 1337، ومسند أحمد: 172/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس کو اتنا حسین اور خوبصورت انداز میں پڑھا کہ میں نے کسی کو بھی اس طرح پڑھتے نہیں سنا۔"[1]

چونکہ رسول اللہ ﷺ خود بھی دلکش آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے تھے، اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی کیفیت کو اختیار کرتے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو قرآن پڑھتے سنا تو ملاقات کے وقت فرمایا کہ میں رات کو تمھاری تلاوت سن رہا تھا:

«لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ»

"تمھیں تو آلِ داود کے سازوں میں سے ایک ساز دیا گیا ہے۔"

یہ سن کر سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ آپ میری قراءت سن رہے ہیں:

«لَحَبَّرْتُهُ لَكَ تَحْبِيرًا» "تو میں آپ کے لیے اور زیادہ خوبصورت آواز سے پڑھتا۔"[2]

اسی لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب بھی سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو کہتے:

«ذَكِّرْنَا رَبَّنَا يَا أَبَا مُوسٰى! فَيَقْرَأُ عِنْدَهُ»

"اے ابوموسیٰ! ہمارے رب کی یاد تازہ کرو تو وہ ان کو قرآن مجید پڑھ کر سناتے۔"[3]

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں عشاء کے بعد کچھ لیٹ ہوگئی۔ جب گھر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: آپ کہاں تھیں؟ میں نے کہا: میں ایک صحابی کی خوبصورت آواز سن رہی تھی، میں نے اس کی قراءت جیسی کسی کی قراءت نہیں سنی۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر چل دیے۔ اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کی تلاوت کو سنا تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: "یہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام سالم رضی اللہ عنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری اُمت میں ایسے افراد بھی پیدا کیے ہیں۔"[4]

اسی لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا:

«كَانَ يُقَدِّمُ الشَّابَّ الْحَسَنَ الصَّوْتِ لِحُسْنِ صَوْتِهِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ»

"وہ اس نوجوان کو لوگوں کی امامت کے لیے مقدم کرتے تھے جس کی آواز خوبصورت ہوتی تھی۔"[5]

[1] صحیح البخاري، حدیث:769، وصحیح مسلم، حدیث:464. [2] صحیح البخاري، حدیث:5048، وصحیح مسلم، حدیث:793.236 وابن حبان، حدیث: 7197، والسنن الكبرى للبيهقي: 230/10.
[3] سنن الدارمي، حدیث:3494، 3397. [4] سنن ابن ماجه، حدیث:1338. [5] فتح الباري:116/9.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور امام نووی رحمہ اللہ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سمیت سب علماء کرام کا قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنے پر اجماع نقل کیا ہے۔[1]

امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«أَمَّا تَحْسِينُ الصَّوتِ وَ تَقْدِيمُ حَسَنِ الصَّوتِ عَلَى غَيرِهِ فَلا نِزَاعَ فِي ذَلِكَ»

''آواز کو خوبصورت بنانا اور اچھی آواز والے کو دیگر پر مقدم کرنے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔''[2]

قرآن مجید کو موسیقی اور گانے کی طرز پر نہ پڑھا جائے

سیدنا عابس غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: إِمَارَةَ السُّفَهَاءِ وَ كَثْرَةَ الشُّرَطِ وَبَيْعَ الْحُكْمِ وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ وَ قَطِيعَةَ الرَّحِمِ وَ نَشْوًا يَتَّخِذُونَ الْقُرْآنَ مَزَامِيرَ يُقَدِّمُونَ أَحَدَهُمْ لِيُغَنِّيَهُمْ وَ إِنْ كَانَ أَقَلَّهُمْ فِقْهًا»

''چھ چیزوں کے آنے سے پہلے پہلے اعمال کرنے میں جلدی کرلو: بیوقوفوں کی امارت، پولیس کی کثرت، فیصلوں کی خرید وفروخت، انسانی خون کی ارزانی، قطع رحمی، کیف وسرور والے لوگ جو قرآن مجید کو بانسریوں کی آواز میں پڑھنے کا اہتمام کریں گے۔ لوگ ایسے آدمی کو (امامت کے لیے) آگے کریں گے جو ان کو قرآن مجید گا گا کر سنائے گا اگرچہ وہ قرآن کے فہم میں ان سے کم ہی ہو۔''[3]

اور ابن قاسم رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں:

«أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْأَلْحَانِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: لَا تُعْجِبُنِي، وَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ غِنَاءٌ يَتَغَنَّوْنَ بِهِ لِيَأْخُذُوا عَلَيْهِ الدَّرَاهِمَ»

''امام مالک رحمہ اللہ سے نماز میں الحان کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو

[1] التبيان، ص: 87 و فتح الباري: 91/9. [2] فتح الباري: 91/9. [3] صحيح الجامع، حديث: 2812.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے فرمایا: یہ مجھے پسند نہیں اور کہنے لگے: یہ وہ راگنی ہے جسے لوگ درہموں کے حصول کی خاطر گاتے ہیں۔"[1]

اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«والسلف كانوا يحسنون القرآن بأصواتهم من غير أن يتكلفوا أوزان الغناء مثل ما كان أبو موسى الأشعري يفعل»

"سلف صالحین گانے کے اوزان کے تکلف میں پڑے کے بغیر خوبصورت آواز سے قرآن پڑھنے کو اچھا سمجھتے تھے جیسے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے۔"[2]

اور امام ابن جزری رحمہ اللہ بہترین قاری کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مُكَمَّلًا مِنْ غَيْرِ مَا تَكَلُّفِ ... بِاللُّطْفِ فِي النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ

"قاریِ قرآن بڑی لطافت اور عمدگی کے ساتھ صحیح تلفظ کو ادا کرنے والا اور تکلف اور بے راہ روی سے بچنے والا ہوتا ہے۔"[3]

قرآن کی تلاوت خشوع اور خشیت کے ساتھ کی جائے

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ خَوْفٍ تَعَوَّذَ وَإِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَنْزِيهُ اللهِ سَبَّحَ»

"رسول اللہ ﷺ جب آیت خوف پڑھتے تو اس سے پناہ مانگتے اور جب آیت رحمت پڑھتے تو اس کا سوال کرتے اور جب ایسی آیت تلاوت فرماتے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان ہوتی تو اللہ کی پاکی بیان کرتے۔"[4]

اور سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

---

[1] حكم قراءة القرآن بالمقامات، ص: 28. [2] جامع المسائل: 304/3. [3] المقدمة الجزرية، رقم البيت: 32. [4] صحيح الجامع، حديث: 4782.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ كَمَا نَعَتَهُمُ اللّٰهُ تَدْمَعُ أَعْيُنُهُمْ وَتَقْشَعِرُّ جُلُودُهُمْ»

''اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت بیان فرمائی ہے کہ جب ان پر قرآن کی تلاوت کی جاتی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور ان کے جسم کانپ اٹھتے۔''[1]

اور تلاوت کا اصل حسن اور خوبصورتی یہ ہے کہ جس طرح اس کی خوبصورت آواز دل کی گہرائیوں تک پہنچتی اور خشیت طاری کرتی ہے اسی طرح پڑھنے والا بھی ایسے انداز سے پڑھے جس سے محسوس ہو کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ الَّذِي إِذَا سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ رَأَيْتَ أَنَّهُ يَخْشَى اللّٰهَ»

''لوگوں میں سے قرآن مجید کی تلاوت میں سب سے حسین وخوبصورت آواز والا وہ ہے جس کو جب تم پڑھتے دیکھو تو محسوس ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔''[2]

43 مخصوص آیات کے ساتھ قیام اللیل کا اہتمام کیا جائے

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِينَ»

''جو شخص دس آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے، وہ غافل لوگوں میں نہیں لکھا جاتا اور جو سو آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے، اس کو فرمانبرداروں میں لکھ دیا جاتا ہے اور جو ہزار آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے، اسے اللہ رب العزت کی بہت زیادہ عبادت کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔''[3]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ وَإِنْ لَمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ»

[1] تفسير القرطبي: 159/15. [2] سنن ابن ماجه، حديث: 1331، وصحيح الجامع، حديث: 2202. [3] صحيح الجامع، حديث: 6439، والسلسلة الصحيحة، حديث: 642.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جب قاریٔ قرآن رات کا قیام کرتا ہے اور دن رات قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو قرآن اسے یاد رہتا ہے اور اگر قیام نہیں کرتا تو قرآن اسے بھول جاتا ہے۔“ ①

ہر آیت پر مکمل وقف کیا جائے

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے متعلق پوچھا گیا تو وہ فرمانے لگیں:

«كَانَ يَقْطَعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً»

”رسول اللہ ﷺ ہر ہر آیت پر وقف فرماتے۔“ ②

قرآن مجید کو تدبر اور غور و فکر کے ساتھ پڑھا جائے

قرآن مجید کے نزول کا اصل مقصد ہی اس کی تلاوت کے بعد اس کا فہم حاصل کرنا ہے جو غور و فکر اور تدبر کے بغیر ممکن نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ﴾

”یہ کتاب مبارک ہے جو ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور سمجھدار لوگ نصیحت حاصل کریں۔“ ③

اور اللہ تعالیٰ تدبر پر ابھارتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ ﴾

”کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔“ ④

اور امام ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَمِنْ أَعْظَمِ مَا يَتَقَرَّبُ بِهِ الْعَبْدُ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنَ النَّوَافِلِ كَثْرَةُ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَسِمَاعُهُ بِتَفَكُّرٍ وَتَدَبُّرٍ وَتَفَهُّمٍ»

”نوافل میں سے سب سے عظیم چیز جس کے ذریعے سے انسان اللہ رب العزت کا قرب حاصل

---

① صحیح الجامع، حدیث: 1164، والسلسلة الصحيحة، حديث: 597. ② سنن أبي داود، حديث: 4001، ومسند أحمد: 302/6. ③ ص 38:29. ④ محمد 47:24.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے، وہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور غور وفکر اور تدبر کے ساتھ اس کو سننا ہے۔‘‘[1]

اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عَلَى الْوَجْهِ الْمَأْمُورِ بِهِ تُورِثُ الْقَلْبَ الْإِيمَانَ الْعَظِيمَ وَتَزِيدُهُ يَقِينًا وَطُمَأْنِينَةً وَشِفَاءً»

’’قرآن مجید کی تلاوت مامور بہ انداز کے مطابق کی جائے تو یہ تلاوت انسانی دل کو عظیم ایمان کا وارث بنا دیتی ہے اور یقین، اطمینان اور روحانی وجسمانی بیماریوں سے شفا کو مزید بڑھا دیتی ہے۔‘‘[2]

بلکہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

«مَنْ تَدَبَّرَ الْقُرْآنَ طَالِبًا لِّلْهُدٰى مِنْهُ تَبَيَّنَ لَهُ طَرِيقُ الْجَنَّةِ»

’’جو شخص ہدایت کا طلب گار بن کر قرآن مجید میں غور وفکر کرتا ہے تو اس کے لیے جنت کا راستہ واضح ہو جاتا ہے۔‘‘[3]

اسی لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

«لَا تَنْثُرُوهُ نَثْرَ الدَّقْلِ وَلَا تَهُذُّوهُ هَذَّ الشِّعْرِ قِفُوا عِنْدَ عَجَائِبِهِ وَحَرِّكُوا بِهِ الْقُلُوبَ وَلَا يَكُنْ هَمُّ أَحَدِكُمْ آخِرَ السُّورَةِ»

’’اس قرآن کو سوکھی ردی کھجوروں کی طرح نہ بکھیرو اور نہ اسے شعروں کی طرح جلدی جلدی پڑھو بلکہ اس کے عجائبات پر ٹھہر کر اس کے ذریعے سے دلوں کو حرکت دو اور تمھارا ہدف سورت ختم کرنا نہیں ہونا چاہیے۔‘‘[4]

14 قرآن مجید کے اخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہوئے اس پر عمل کیا جائے

سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ وَاعْمَلُوا بِهِ وَلَا تَجْفُوا عَنْهُ وَلَا تَغْلُوا فِيهِ وَلَا تَأْكُلُوا بِهِ وَلَا تَسْتَكْثِرُوا بِهِ»

[1] جامع العلوم والحكم:38/17. [2] مجموع الفتاوى:283/7. [3] العقيدة الواسطية، ص:103. [4] أخلاق حملة القرآن:3/1.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''قرآن پڑھو، اس پر عمل کرو، اس میں غلو نہ کرو، اس سے پہلو تہی کرو، اس کو ذریعہ معاش نہ بناؤ اور نہ اس کے ذریعے سے دنیا کی کثرت طلب کرو۔''①

اسی لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا إِذَا تَعَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يُجَاوِزْهُنَّ حَتّٰى يَعْرِفَ مَعَانِيَهُنَّ، وَالْعَمَلَ بِهِنَّ»

''ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میں سے کوئی آدمی جب دس آیات سیکھتا تو جب تک ان کے معانی کو پہچان نہ لیتا اور ان پر عمل نہ کر لیتا، آگے نہیں بڑھتا تھا۔''②

سستی اور کاہلی کے وقت قرآن نہ پڑھا جائے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلٰى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ»

''جب تم میں سے کوئی رات کو قیام کرے، پھر قرآن کو اپنی زبان پر بھاری محسوس کرے، اسے پتہ نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ لیٹ جائے۔''③

قرآن کے ذریعے سے دنیا طلب نہ کی جائے

سیدنا عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَغْلُوا فِيهِ وَلَا تَجْفُوا عَنْهُ وَلَا تَأْكُلُوا بِهِ وَلَا تَسْتَكْثِرُوا بِهِ»

''قرآن پڑھو (اس پر عمل کرو)، اس سے پہلو تہی نہ کرو، اس میں غلو نہ کرو، نہ اس کے ذریعے سے کھاؤ اور نہ اس کے ذریعے سے مال کی زیادتی ہی طلب کرو۔''④

① صحيح الجامع، حديث: 1666. ② تفسير الطبري: 44/1، والمنيحة بسلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث: 895. ③ صحيح الجامع، حديث: 717، وسنن أبي داود، حديث: 1311. ④ صحيح الجامع، حديث: 1168، والسلسلة الصحيحة، حديث: 260.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایاس بن عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

«إِنَّكَ إِنْ بَقِيتَ فَسَيُقْرَأُ الْقُرْآنُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ: صِنْفٌ لِلّٰهِ تَعَالَى وَصِنْفٌ لِلدُّنْيَا وَصِنْفٌ لِلْجَدَلِ فَمَنْ طَلَبَ بِهِ أَدْرَكَ»

''اگر تو زندہ رہا تو (تو دیکھے گا کہ) قرآن تین قسموں میں پڑھا جائے گا: ایک قسم اللہ رب العزت کے لیے، دوسری دنیا کے لیے جبکہ تیسری جھگڑے کے لیے، لہٰذا جس نے جس چیز کو اس کے ذریعے سے طلب کیا تو وہ اسے پا لے گا۔''[1]

[1] أخلاق حملة القرآن، ص:31.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے اہداف و مقاصد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي مَنَّ عَلَيْنَا بِالْهُدٰى وَ اَمَرَنَا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ الْوَرٰى وَ إِمَامِ الْوَفَاءِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهِ الَّذِيْنَ سَجِيَّتُهُمُ الْجُوْدُ وَ السَّخَاءُ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الْاِحْصَاءِ وَ الْجَزَاءِ، اَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ صَاحِبِ الْبَلِيَّةِ وَ الْبَلَاءِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ [1]

اس باب میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ تلاوتِ قرآن کے وقت کون کون سے مقاصد پیشِ نظر ہونے چاہئیں اور قرآن مجید کو کن اہداف کے حصول کے لیے پڑھنا چاہیے تاکہ ہماری تلاوت ثمر بار اور فائدے مند ثابت ہو۔ تلاوتِ قرآن کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

حصولِ علم کے لیے پڑھنا

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

«مَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَقْرَءِ الْقُرْآنَ فَإِنَّ فِيهِ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ»

”جو علم حاصل کرنا چاہے، وہ قرآن مجید پڑھ لیا کرے کیونکہ اس میں اگلے پچھلے تمام لوگوں کا علم موجود ہے۔“ [2]

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا:

---

[1] بني إسرآئيل 17:9. [2] مصنف ابن أبي شيبة: 260/6، والمعجم الكبير للطبراني: 136/9، وشعب الإيمان للبيهقي: 332/2.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«إن من كان قبلكم رأوا القرآن رسائل من ربهم [illegible]
و يتفقدونها في النهار»

”تم سے پہلے لوگ (صحابہ کرام) قرآن مجید کو اپنے رب کی طرف سے آنے والے پیغامات سمجھا کرتے تھے، چنانچہ وہ ان پیغامات پر راتوں کو غور وفکر کرتے تھے اور دن کو ان کی چھان بین میں مصروف رہتے تھے۔“[1]

کوفہ کے جلیل القدر تابعی سیدنا مسروق بن اجدع رحمہ اللہ، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم کو سب سے زیادہ جمع کرنے والے تھے، فرماتے ہیں:

«ما نسأل أصحاب محمد ﷺ عن شيء إلا وعلمه في القرآن، ولكن قصر علمنا عنه»

”رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہم نے جس چیز کا بھی سوال کیا، اس کا جواب قرآن مجید میں موجود تھا لیکن ہمارا علم اس سے قاصر تھا۔“[2]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے:

«عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ فَتَعَلَّمُوهُ وَعَلِّمُوهُ أَبْنَائَكُمْ فَإِنَّكُمْ عَنْهُ تُسْأَلُونَ وَبِهِ تُجْزَوْنَ وَكَفٰى بِهِ وَاعِظًا لِّمَنْ عَقَلَ»

”قرآن مجید کو لازم پکڑو، اسے سیکھو، اپنی اولاد کو سکھاؤ، اس کے بارے میں تم سے سوال ہوگا اور اسی کا تمھیں بدلہ ملے گا، عقلمند کے لیے قرآن کریم سے بڑھ کر نصیحت کرنے والا کوئی نہیں۔“[3]

ثواب کی نیت سے قراءتِ قرآن

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَةُ اللهِ، فَخُذُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ شَيْئًا أَصْفَرَ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ بَيْتٍ لَيْسَ فِيهِ مِنْ كِتَابِ اللهِ شَيْئٌ، وَإِنَّ الْقَلْبَ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ مِنْ

[1] التبيان للنووي، ص:28. [2] شعب الإيمان:231/5. [3] فضائل القرآن للقاسم بن سلام، حديث:10.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

… الخرب الذي لا ساكن له»

’’قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے، لہٰذا تم جتنی بھی استطاعت رکھتے ہو، اس سے (متاعِ بے بہا) حاصل کر لو۔ بے شک میں اس گھر سے زیادہ خیر و برکت سے محروم کسی کو نہیں سمجھتا جس میں اللہ کی کتاب کا کچھ بھی حصہ نہ ہو اور جس دل میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کا کچھ حصہ بھی نہیں، وہ دل ویرانہ ہے، اس ویران گھر کی طرح جس میں کوئی مقیم نہ ہو۔‘‘[1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

«إن هذا القرآن مأدبة الله، فتعلموا مأدبته ما استطعتم وإن هذا القرآن حبل الله وهو النور المبين والشفاء النافع عصمة لمن تمسك به ونجاة لمن تبعه. لا يعوج فيقوم ولا يزيغ فيستعتب ولا تنقضي عجائبه ولا يخلق عن كثرة الرد. اتلوه فإن الله يأجركم على تلاوته بكل حرف عشر حسنات، أما إني لا أقول «الم» حرف ولكن ألف عشرا ولام عشرا وميم عشرا»

’’بے شک یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے، لہٰذا تم حسبِ استطاعت اللہ کے اس دسترخوان سے (متاعِ عظیم) حاصل کرو۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی رسی ہے، یہی درخشاں نور اور مفید شفا ہے۔ جو اسے تھامے گا، اس کے لیے پاک دامنی ہے اور جو اس کی پیروی کرے گا تو یہ اس کے لیے ذریعہ نجات ہے۔ اور اس میں کبھی کوئی کج روی نہیں آئے گی کہ اسے ٹھیک کرنا پڑے، نہ وہ بھٹکے گا کہ اسے سیدھی راہ پر گامزن کرنا پڑے۔ اس (قرآن) کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے، نہ پے در پے بار بار پڑھنے سے اس کی لذت و حلاوت میں کمی واقع ہوگی۔ اس کی تلاوت کیا کرو۔ اللہ اس کی تلاوت پر ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ اور ہاں، میں یہ نہیں کہتا کہ ’’الم‘‘ ایک حرف ہے بلکہ تنہا الف پر دس، لام پر دس اور میم پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (یعنی صرف ’’الم‘‘ پڑھنے کے بدلے 30 نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔)‘‘[2]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا:

[1] سنن الدارمي، حديث:3570. [2] اتحاف المهرة، حديث:5949، والسلسلة الصحيحة:2/264.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«اَلْبَيْتُ الَّذِي يُتْلٰى فِيهِ كِتَابُ اللهِ كَثُرَ خَيْرُهُ وَحَضَرَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَخَرَجَتْ مِنْهُ الشَّيَاطِينُ وَالْبَيْتُ الَّذِي لَا يُتْلٰى فِيهِ كِتَابُ اللهِ ضَاقَ بِأَهْلِهِ وَقَلَّ خَيْرُهُ وَحَضَرَتْهُ الشَّيَاطِينُ وَخَرَجَتْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ»

''جس گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت کی جائے، اس میں کثرت سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اور وہاں فرشتے موجود رہتے ہیں اور شیاطین وہاں سے نکل بھاگتے ہیں۔ اور جس گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت نہ ہو، وہ اپنے رہنے والوں کے لیے تنگ ہو جاتا ہے، اس میں خیر ختم ہو جاتی ہے، وہاں شیاطین ڈیرے ڈال لیتے ہیں اور فرشتے وہاں سے چلے جاتے ہیں۔''[1]

عمل کی غرض سے قرآن پڑھنا

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حاملینِ علم و عرفان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

«يَا حَمَلَةَ الْعِلْمِ، اِعْمَلُوا بِهِ فَإِنَّمَا الْعَالِمُ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَوَافَقَ عِلْمُهُ عَمَلَهُ وَسَيَكُونُ أَقْوَامٌ يَحْمِلُونَ الْعِلْمَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يُخَالِفُ عَمَلُهُمْ عِلْمَهُمْ وَتُخَالِفُ سَرِيرَتُهُمْ عَلَانِيَتَهُمْ، يَجْلِسُونَ حِلَقًا فَيُبَاهِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا، حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَغْضَبُ عَلٰى جَلِيسِهِ أَنْ يَجْلِسَ إِلٰى غَيْرِهِ وَيَدَعَهُ، أُولٰئِكَ لَا تَصْعَدُ أَعْمَالُهُمْ فِي مَجَالِسِهِمْ تِلْكَ إِلَى اللهِ»

''اے حاملینِ علم! اپنے علم کے مطابق عمل کیا کرو کیونکہ درحقیقت عالم وہی شخص ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اور اس کا علم و عمل باہم موافق ہوتا ہے۔ عنقریب ایسے لوگ علم حاصل کرنے آئیں گے جن کا علم حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان کا عمل علم کے خلاف ہوگا، ان کا باطن ظاہر کے برعکس ہوگا، وہ مجالس میں بیٹھیں گے تو ایک دوسرے پر فخر کریں گے حتیٰ کہ بسا اوقات ایک شخص اپنے ہم مجلس پر اس لیے ناراض ہوگا کہ وہ مجھے چھوڑ کر دوسرے کی علمی مجلس میں کیوں چلا گیا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے اعمال ان علمی مجلسوں سے بلند ہو کر کبھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی

---

[1] الزهد لابن المبارك: 273/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف نہیں جائیں گے۔''[1]

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے:

«أمر الناس أن يعملوا بالقرآن فاتخذوا تلاوته عملا»

''لوگوں کو قرآن مجید پر عمل کا حکم دیا گیا لیکن انھوں نے صرف تلاوت ہی کو عمل بنا لیا۔''[2]

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ ہی سے منقول ہے:

«اقرأ القرآن ما نهاك فإذا لم ينهاك فليست بقراءة»

''اس وقت تک قرآن مجید پڑھتے رہو جب تک وہ تمھیں برائی سے روکے اور جب برائی سے نہ روکے تو سمجھ لو کہ تم نے قراءتِ قرآن کا حق ادا نہیں کیا۔''[3]

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

«إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِهٰذَا الْقُرْآنِ مَنِ اتَّبَعَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ يَقْرَؤُهُ»

''قرآن مجید سے سب سے زیادہ تعلق والا شخص وہی ہے جو اس کی پیروی کرتا ہے، ہر چند وہ اس کی تلاوت نہ کر سکے۔''[4]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُقْرِؤُهُمُ الْعَشْرَ، فَلَا يُجَاوِزُونَهَا إِلَى عَشْرٍ أُخْرَى حَتّٰى يَتَعَلَّمُوا مَا فِيهَا مِنَ الْعَمَلِ، فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ وَالْعَمَلَ جَمِيعًا»

''اللہ کے رسول ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو دس آیات کی تعلیم دیتے تھے، پھر اگلی دس آیات کی تعلیم اس وقت تک نہیں دیتے تھے جب تک وہ ان پر عمل کرنا نہ سیکھ لیتے، لہٰذا ہم (صحابۂ کرام) نے قرآن اور عمل ساتھ ساتھ ہی سیکھا ہے۔''[5]

امام آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] سنن الدارمي، حديث: 402، والتبيان في آداب حملة القرآن: 20/1، وكنز العمال: 120/10. [2] تفسير السمعاني: 119/4، ومدارج السالكين: 451/1، وتلبيس إبليس، ص: 109. [3] كنز العمال: 2776/1.
[4] فضائل القرآن للقاسم بن سلام، حديث: 136. [5] تفسير القرطبي: 39/1، وتفسير الطبري: 60/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«يتصفح القرآن لم [illegible]
من الخاشعين؟ متى أكون من الصابرين؟ متى أزهد في الدنيا؟ متى [illegible]
عن الهوى؟»

”قرآن مجید کی ورق گردانی اس لیے کرو تا کہ اپنی نفسانی خواہشات کی اصلاح کرلو.... اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ میں کب پرہیزگاروں میں شامل ہوسکتا ہوں؟ میں خاشعین میں کس طرح شمار ہوسکتا ہوں؟ میں صابرین کی صف میں کیونکر کھڑا ہوسکتا ہوں؟ میں دنیا سے کب بے رغبتی اختیار کرسکتا ہوں؟ میں اپنے آپ کو خواہشاتِ نفس کی پیروی سے کس طرح روک سکتا ہوں؟“[1]

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

«إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ قَدْ قَرَأَهُ عَبِيدٌ وَصِبْيَانٌ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِتَأْوِيلِهِ، ... وَمَا تَدَبُّرُ آيَاتِهِ إِلَّا اتِّبَاعُهُ بِعَمَلِهِ، وَمَا هُوَ بِحِفْظِ حُرُوفِهِ وَإِضَاعَةِ حُدُودِهِ، حَتّٰى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَقُولُ: لَقَدْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فَمَا أُسْقِطُ مِنْهُ حَرْفًا وَقَدْ وَاللّٰهِ أَسْقَطَهُ كُلَّهُ مَا يُرَى لَهُ الْقُرْآنُ فِي خُلُقٍ وَلَا عَمَلٍ، حَتّٰى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَقُولُ: إِنِّي لَأَقْرَأُ السُّورَةَ فِي نَفَسٍ! وَاللّٰهِ مَا هٰؤُلَاءِ بِالْقُرَّاءِ وَلَا الْعُلَمَاءِ وَلَا الْحُكَمَاءِ وَلَا الْوَرَعَةِ، مَتٰى كَانَتِ الْقُرَّاءُ مِثْلَ هٰذَا؟ لَا كَثَّرَ اللّٰهُ فِي النَّاسِ مِثْلَ هٰؤُلَاءِ»

”بے شک یہ قرآن غلام اور بچے بھی پڑھتے ہیں جن کو ان کے معانی کا علم نہیں ہوتا، آیات میں تدبر صرف اسی کو کہتے ہیں کہ اس کی اتباع عمل کے ذریعے سے کی جائے۔ تدبر یہ نہیں ہے کہ حروف کو تو حفظ کرلو مگر احکام و حدود کو فراموش کرتے رہو۔ بسا اوقات ان میں سے کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے مکمل قرآن مجید پڑھ لیا، ایک حرف بھی نہیں چھوڑا، حالانکہ اللہ کی قسم! وہ سارا قرآن چھوڑ چکا ہوتا ہے کیونکہ اس کے اخلاق اور کردار میں کہیں قرآن نظر نہیں آتا، بسا اوقات کوئی یہ کہتا ہے کہ میں ایک ہی سانس میں پوری سورت پڑھ لیتا ہوں، اللہ کی قسم! یہ لوگ قراء، علماء، حکماء اور پرہیزگار نہیں ہوسکتے، بھلا پہلے ایسے بے عمل قراء کب اور کہاں ہوتے تھے؟ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں

[1] أخلاق حملة القرآن، ص:40.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی تعداد میں کبھی اضافہ نہ فرمائے۔‘‘[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ کی تفسیر کے متعلق سوال ہوا تو انھوں نے فرمایا:

«إِنَّ خُلُقَهُ الْقُرْآنُ يَغْضَبُ لِغَضَبِهِ وَيَرْضَى لِرِضَاهُ»

’’آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔ اسی کی ناراضی پر آپ ناراض ہوتے تھے اور اسی کی رضا مندی پر آپ راضی ہوتے تھے۔‘‘[2]

ایک شخص اپنے بیٹے کو لے کر سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی:

«إِنَّ ابْنِي هٰذَا قَدْ جَمَعَ الْقُرْآنَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ غَفْرًا. إِنَّمَا جَمَعَ الْقُرْآنَ مَنْ سَمِعَ لَهُ وَأَطَاعَ»

’’یہ میرا بیٹا ہے۔ اس نے قرآن مجید حفظ کر لیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بخشش فرمائے، درحقیقت قرآن مجید اُس نے جمع (حفظ) کیا ہے جس نے اسے سنا اور اس کی اطاعت و فرماں برداری کی۔‘‘[3]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

«يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ! اِسْتَقِيمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا، فَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِينًا وَّشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا»

’’اے قراء کی جماعت! سیدھی راہ اختیار کرو، تم بہت آگے بڑھ جاؤ گے اور اگر تم دائیں بائیں کا راستہ لو گے تو بہت دور کی گمراہی میں جا پڑو گے۔‘‘[4]

اللہ تعالیٰ سے مناجات کے لیے تلاوت کرنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

«مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَّا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ»

[1] المصنف لعبد الرزاق، حديث: 5984، وأخلاق حملة القرآن، ص: 39. [2] المعجم الأوسط للطبراني 30/1. [3] فضائل القرآن للقاسم بن سلام، حديث: 133. [4] صحيح البخاري، حديث: 7282.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’اللہ تعالیٰ نے اس قدر غور سے کسی چیز کو نہیں سنا جس قدر غور سے اپنے نبی کی، قرآن مجید کو بلند آہنگی سے پڑھتے وقت، خوبصورت آواز کو سنا۔‘‘[1]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«لَا تَهُذُّوا الْقُرْآنَ هَذَّ الشِّعْرِ وَلَا تَنْثُرُوهُ نَثْرَ الدَّقَلِ، قِفُوا عِنْدَ عَجَائِبِهِ وَ حَرِّكُوا بِهِ الْقُلُوبَ»

’’قرآن مجید کو اشعار کی طرح تیزی سے نہ پڑھو، نہ اسے ردی کھجوروں کی طرح بکھیرتے جاؤ بلکہ اس کے عجائبات پر ٹھہرو اور اس کے ذریعے سے اپنے دلوں کو متحرک کرو۔‘‘[2]

محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«لَأَنْ أَقْرَأَ فِي لَيْلَتِي أُصْبِحُ بِإِذَا زُلْزِلَتِ وَالْقَارِعَةِ، لَا أَزِيدُ عَلَيْهِمَا وَأَتَرَدَّدُ فِيهِمَا وَأَتَفَكَّرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَهُذَّ الْقُرْآنَ لَيْلَتِي هَذًّا»

’’میں اگر رات بھر صبح تک صرف سورۃ الزلزال اور سورۃ القارعہ کی تلاوت کروں اور انھیں بار بار دہرا کر اس پر غور وفکر کروں، یہ مجھے اس بات سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں ساری رات جلدی جلدی قرآن مجید پڑھ کر بسر کردوں۔‘‘[3]

سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، قُلْتُ: اَلرَّجُلُ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ أَيَّ شَيْءٍ يَنْوِي بِقِرَاءَتِهِ وَصَلَاتِهِ؟ قَالَ: يَنْوِي أَنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ»

’’میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے پوچھا: آدمی جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنی قراءت اور نماز میں کس چیز کی نیت کرے؟ انھوں نے فرمایا: وہ اپنے پروردگار سے مناجات کی نیت کرے۔‘‘[4]

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«مَا أَكَلْتُ الْكُرَّاثَ مُنْذُ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ»

[1] صحيح البخاري، حديث: 7544، وصحيح مسلم، حديث: 792. [2] تفسير البغوي: 407/4، وشعب الإيمان: 344/1. [3] كتاب الزهد لابن المبارك: 97/1. [4] تعظيم قدر الصلاة للمروزي: 92/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’جب سے میں نے قرآن پڑھا ہے، کبھی (پیاز اور لہسن جیسی) بدبودار چیزیں نہیں کھائیں۔‘‘[1]

یزید بن ابو مالک رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

«اِنَّ أَفْوَاهَكُمْ طُرُقٌ مِنْ طُرُقِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَنَظِّفُوهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ، قَالَ: فَمَا أَكَلْتُ الْبَصَلَ مُنْذُ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ»

’’تمھارے یہ منہ اللہ تعالیٰ کے راستوں ہی میں سے ایک راستہ ہیں۔ جس حد تک ممکن ہو، انھیں صاف رکھا کرو۔ مزید فرمایا: میں نے جب سے قرآن پڑھا ہے، کبھی پیاز نہیں کھائی۔‘‘[2]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِآيَةٍ حَتّٰى أَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○﴾»

’’رسول اللہ ﷺ نے ایک آیت کو قیام میں پڑھنا شروع کیا اور صبح تک بار بار یہ آیت دہراتے رہے: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○﴾ ’’اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں معاف کر دے تو تُو غالب ہے، حکمت والا ہے۔‘‘[3]

سیدنا عباد بن حمزہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

«دَخَلْتُ عَلٰى أَسْمَاءَ وَهِيَ تَقْرَأُ: ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ○﴾[4] قَالَ: فَوَقَفْتُ عَلَيْهَا، فَجَعَلَتْ تَسْتَعِيذُ وَتَدْعُو، قَالَ عَبَّادٌ: فَذَهَبْتُ إِلَى السُّوقِ فَقَضَيْتُ حَاجَتِي، ثُمَّ رَجَعْتُ وَهِيَ فِيهَا بَعْدُ تَسْتَعِيذُ وَتَدْعُو»

’’میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ اُس وقت وہ سورۂ طور کی اس آیت کی تلاوت کر رہی تھیں: ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ○﴾ (اس اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمیں تیز و تند گرم ہواؤں کے عذاب سے بچا لیا۔)...... وہ اسی آیت پر ٹھہری رہیں، دعائیں کرتی

---

[1] شعب الإيمان، حديث: 2122، وفضائل القرآن لأبي عبيد، ص: 55. [2] فضائل القرآن لأبي عبيد، ص: 55، وفضائل القرآن للقاسم بن سلام، حديث: 103. [3] المآئدة 5:118، وسنن ابن ماجه، حديث: 1350. [4] الطور 52:27.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رہیں اور اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتی رہیں، پھر میں بازار چلا گیا اور اپنا کام مکمل کیا۔ جب میں واپس ان کے پاس آیا تو وہ بدستور اللہ کے عذاب سے پناہ مانگ رہی تھیں اور مسلسل دعا کیے جارہی تھیں، یعنی وہی آیت بار بار پڑھے جارہی تھیں۔''[1]

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے سورۂ بقرہ کی اس آیت (281): ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ ''اور تم اس دن سے ڈر جاؤ جس میں تمھیں اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا۔'' ..... کو بیس سے زیادہ مرتبہ دہرایا۔[2]

حسن بصری رحمہ اللہ نے ایک رات سورۃ النحل کی یہ آیت (18) پڑھنی شروع کی: ﴿وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ ''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم ایسا نہیں کر سکتے، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، نہایت مہربان ہے'' ..... وہ رات بھر یہی آیت پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔''[3]

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے ایک رات قیام کیا اور طلوع سحر تک بار بار اسی ایک آیت کی تلاوت کرتے رہے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾

''کیا ان لوگوں کا جو برے کام کرتے ہیں، یہ گمان ہے کہ ہم انھیں ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے کہ ان کا مرنا جینا یکساں ہوگا؟ برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں۔''[4]

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«هٰذِهِ عَادَةُ السَّلَفِ يُرَدِّدُ أَحَدُهُمُ الْآيَةَ إِلَى الصُّبْحِ»

''سلف صالحین کی یہ عادت مبارک تھی کہ ان میں سے کوئی شخص ایک آیت پڑھتا تو اسی آیت کو بار بار پڑھتے ہوئے صبح کر دیتا تھا۔''[5]

---

[1] المصنف لابن أبي شيبة: 25/2، حديث: 6037. [2] المصنف لابن أبي شيبة: 203/7. [3] مختصر قيام الليل للمروزي، ص: 151. [4] الجاثية 21:45، المعجم الكبير للطبراني: 50/2. [5] مفتاح دار السعادة: 222/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سلف صالحین میں بہت سے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک آیت کریمہ کی تلاوت کرتا تو ساری رات یا رات کا اکثر حصہ اسی آیت کی تلاوت ہی میں بسر کر دیتا تھا۔ وہ جب قراءت کرتا تھا تو ساتھ ساتھ اس پر تدبر و تفکر بھی کیا کرتا تھا۔''[1]

شفا حاصل کرنے کی نیت سے تلاوت کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾

''اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں، ان کے لیے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔''[2]

نیز فرمایا:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾

''اور یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں، مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔ ہاں، ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔''[3]

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هُدًى وَشِفَآءٌ ۖ وَٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ﴾

''آپ کہہ دیجیے: یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے، ان کے کانوں میں تو (بہرا پن اور) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھا پن ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں۔''[4]

[1] الأذكار للنووي، ص: 50. [2] يونس 10:57. [3] بني إسرآءيل 17:82. [4] حم السجدة 41:44.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَامْرَأَةٌ تُعَالِجُهَا أَوْ تَرْقِيهَا، فَقَالَ: عَالِجِيهَا بِكِتَابِ اللهِ»

''بے شک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ ایک عورت میرا علاج کر رہی تھی یا مجھے دم کر رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا علاج اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کرو۔''[1]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«انْطَلَقَ نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ؟ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ، إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهُ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْقِي وَلٰكِنْ وَاللهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَّكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوهُمْ عَلٰى قَطِيعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِقْسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقٰى: لَا تَفْعَلُوا حَتّٰى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ: وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ أَصَبْتُمْ، اِقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ»

''نبی ﷺ کے کچھ صحابہ کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ جاتے جاتے انھوں نے عرب کے ایک قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا اور چاہا کہ اہل قبیلہ ان کی مہمانی کریں مگر انھوں نے اس سے صاف انکار کر دیا۔ اسی دوران میں اس قبیلے کے سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا۔ ان لوگوں نے ہر قسم کا علاج کیا

[1] السلسلة الصحيحة للألباني، حديث: 1931.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ کسی نے کہا: تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو یہاں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں۔ شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو، چنانچہ وہ لوگ صحابۂ کرام ﷡ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے لوگو! ہمارے سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا ہے اور ہم نے ہر قسم کی تدبیر کی ہے مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا، کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج کی چیز ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا: اللہ کی قسم! میں دم کرتا ہوں لیکن واللہ! تم لوگوں سے ہم نے اپنی مہمانی کی خواہش کی تھی تو تم نے اسے مسترد کر دیا تھا، اب میں بھی تمھارے لیے جھاڑ پھونک نہیں کروں گا جب تک تم ہمارے لیے کوئی اجرت مقرر نہیں کرو گے۔ آخر انھوں نے چند بکریوں کی اجرت پر ان کو راضی کر لیا، چنانچہ صحابۂ کرام ﷡ میں سے ایک آدمی گیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے لگا تو وہ شخص ایسا صحت یاب ہوا گویا اس کے بندکھول دیے گئے ہوں، پھر وہ اٹھ کر چلنے پھرنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔ (راوی کہتے ہیں:) ان لوگوں نے ان کی مقررہ اجرت ان کے حوالے کر دی تو صحابۂ کرام ﷡ آپس میں کہنے لگے: اسے تقسیم کر لو۔ لیکن دم کرنے والے نے کہا: ابھی تقسیم نہ کرو تاوقتیکہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اس واقعے کا تذکرہ کریں اور معلوم کریں کہ آپ ﷺ اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا: ''تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ سے جھاڑ پھونک کی جاتی ہے؟'' پھر فرمایا: ''تم نے ٹھیک کیا۔ انھیں تقسیم کر لو بلکہ اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو۔'' یہ کہہ کر نبی ﷺ مسکرا دیے۔[1]

اور سیدنا ابوسعید خدری ﷛ ہی بیان کرتے ہیں:

«كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَّنَا فَنَزَلْنَا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ وَ إِنَّ نَفَرَنَا غَيَبٌ فَهَلْ مِنكُمْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَّا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ: أَكُنتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ كُنتَ تَرْقِي، قَالَ: لَا مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ، قُلْنَا: لَا تُحْدِثُوا شَيْئًا حَتّٰى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ

[1] صحيح البخاري، حديث: 2276.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النبيَّ ﷺ فلما قدمنا المدينة ذكرناه للنبي ﷺ فقال: وما كان يدريه أنها رقية؟ اقسموا واضربوا لي بسهم»

’’ہم ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ ہم نے پڑاؤ ڈالا تو ایک لڑکی آئی اور اس نے کہا کہ اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے، ہماری بستی کے لوگ غائب ہیں تو کیا تم میں سے کوئی دم کرنے والا ہے؟ ہم میں سے ایک آدمی اٹھ کر اس کے ساتھ ہولیا، اس کے بارے میں ہمیں گمان نہیں تھا کہ وہ دم جانتا ہے مگر اس نے دم کیا اور وہ سردار صحت یاب ہوگیا۔ اس نے حکم دیا کہ اسے 30 بکریاں دے دی جائیں۔ اس نے ہمیں دودھ بھی پلایا۔ جب وہ آدمی واپس آیا تو ہم نے پوچھا: کیا تم دم کرنا جانتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، میں نے تو صرف ام الکتاب پڑھ کر دم کیا ہے۔ ہم نے کہا کہ اب کوئی بات نہ کرو حتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں یا اس کے بارے میں پوچھیں۔ جب ہم مدینہ واپس آئے تو اس واقعے کا ذکر ہم نے نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’کیا اسے یہ معلوم تھا کہ یہ دم ہے، ان بکریوں کو تقسیم کر لو اور مجھے بھی حصہ دو۔‘‘‘[1]

اور خارجہ بن صلت رحمہ اللہ اپنے چچا سیدنا علاقہ بن صحار تمیمی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

«أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَسْلَمَ ثُمَّ أَقْبَلَ رَاجِعًا مِّنْ عِنْدِهِ فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ عِنْدَهُمْ رَجُلٌ مَجْنُونٌ مُوثَقٌ بِالْحَدِيدِ، فَقَالَ أَهْلُهُ: إِنَّا حُدِّثْنَا أَنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا قَدْ جَاءَ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُدَاوِيهِ؟ فَرَقَيْتُهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَأَعْطَوْنِي مِائَةَ شَاةٍ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: هَلْ إِلَّا هٰذَا. وَقَالَ مُسَدَّدٌ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: هَلْ قُلْتَ غَيْرَ هٰذَا، قُلْتُ: لَا، قَالَ: خُذْهَا فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ»

’’وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، پھر واپس لوٹے تو ایک قوم کے پاس سے گزرے، ان کے ہاں ایک مجنون آدمی تھا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے گھر والوں نے ان سے کہا: ہمیں خبر ملی ہے کہ تمھارا یہ صاحب (رسول اللہ ﷺ) خیر لایا ہے۔ تو کیا تمھارے پاس

[1] صحيح البخاري، حديث: 5007.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی چیز ہے جس سے تم اس کا علاج کر دو؟ چنانچہ میں نے اس کو سورۂ فاتحہ سے دم کیا تو وہ ٹھیک ہوگیا، پھر انھوں نے مجھے سو بکریاں دیں تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا بس یہی؟'' مسدد (راوی) نے دوسرے موقع پر یہ الفاظ زائد کیے ہیں: آپ ﷺ نے کہا: ''کیا تم نے اس کے علاوہ بھی کچھ پڑھا تھا؟'' میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لے لو۔ قسم میری عمر کی! لوگ باطل دم جھاڑ سے کھاتے ہیں جبکہ تم ایسے دم سے کھا رہے ہو جو حق ہے۔''[1]

[1] سنن أبي داود، حديث: 3898.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْءَانَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْءَانَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِۦ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

"سورج ڈھلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک نماز قائم کیجیے، اور نماز فجر بھی، بے شک فجر کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے۔ اور رات کے کچھ حصے میں بھی آپ اس (قرآن کے ساتھ تہجد پڑھیں، اس حال میں کہ (یہ) آپ کے لیے زائد ہے، امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔"

(بنیٓ إسرآ یل 17:78، 79)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ مجید کے حقوق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا حق

قرآن مجید پر ایمان لایا جائے

ارشادِ ربانی ہے:

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ

''پس آپ لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں اور جیسا آپ کو حکم دیا گیا ہے، اس پر مضبوطی سے جم جائیں اور ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیں۔ اور کہہ دیں: جو اللہ رب العزت نے کتاب نازل کی ہے، اس پر میں ایمان رکھتا ہوں۔''[1]

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

''اے ایمان والو! اللہ رب العزت، اس کے رسول اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے، ایمان لاؤ اور اس کتاب پر بھی ایمان لاؤ جو اس نے اس سے پہلے نازل کی۔ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور قیامت کا انکار کیا تو یقیناً وہ دور کی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔''[2]

❁ قرآن مجید پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے اقرار کیا جائے کہ یہ اللہ جل شانہ کا کلام ہے

[1] الشوریٰ 15:42۔ [2] النسآء 136:4۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ پر تقریباً 23 سال میں نازل ہوا۔ زبان کے اقرار کے بعد اسی چیز کا اقرار دل سے کرنا، یعنی قلبی تصدیق کرنا کہ واقعی یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے آخری نبی ﷺ پر نازل کیا گیا۔ زبان کا اقرار اور دل کی تصدیق ہی قرآن مجید پر ایمان لانے کے لیے کافی نہیں بلکہ اس قولی اقرار و قلبی تصدیق کو عملی جامہ پہنانا، جسم کے تمام اعضاء پر نافذ کرنا اور سر سے پاؤں تک اس اقرار کے مطابق عمل کروانا عین ایمان ہے۔ سب سے پہلے ایمان نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم (جن کو مومنوں کی صفت سے متصف کیا گیا ہے) نے قبول اور تسلیم کیا جیسا کہ رب ذوالجلال نے خود اسی قرآن مجید میں فرمایا ہے:

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ

”رسول کریم ﷺ اس (ہدایت) پر ایمان لائے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کی گئی ہے اور سارے مومن بھی۔“[1]

یعنی نبی کریم ﷺ اس پر ایمان لائے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایمان لائے تو ایمان کی دولت پا لینے کے بعد اللہ جل شانہ نے ان کو مومنوں کے لقب سے نواز دیا، چنانچہ اُنھوں نے اس لقب کی اتنی قدر کی کہ اپنا اُٹھنا بیٹھنا اس قرآن مجید کے مطابق کر لیا اور پوری کائنات کے لیے آئیڈیل بن گئے۔ نبی کریم ﷺ کی شخصیت مطہرہ کے بعد جن ہستیوں نے اسلام اور قرآن مجید کی اصل روح و ساخت کی حفاظت کی، وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ہستیاں ہیں۔ اس بات کو شاعر یوں بیان کرتا ہے:

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن　　قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

یعنی دیکھنے میں تو قاری ہے لیکن اقرارِ زبان اور تصدیقِ قلب کے ساتھ اس نے اپنے آپ کو قرآن مجید کی واضح کردہ راہوں پر چلایا ہے جس سے ہر شخص قرآن مجید کی عملی تفسیر کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ لیکن آج کا مسلمان زبان سے اقرار تو کرتا ہے اور بعض بدبخت اقرار بھی جزوی کرتے ہیں یا پھر اقرار شک کے ساتھ ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا فلاں مسئلہ اور حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہے بلکہ حوادثات زمانہ اور وقت گزرنے کے ساتھ چند اشخاص نے اس میں کمی بیشی کی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید

[1] البقرة 2:285.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایسے جھوٹے دعووں سے مبرا ہے اور انھی کی بابت گواہی دیتا ہے:

وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِن بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ

”اور بے شک وہ لوگ جو ان کے بعد کتاب کے وارث بنائے گئے، وہ اس کے متعلق بے چین کر دینے والے شک میں ہیں۔“ [1]

اور یہ شک ایسی بری چیز ہے جو نہ تو ہمارے دلوں میں قرآن مجید کی کوئی عظمت بیٹھنے دیتا ہے اور نہ پھر طبیعت ہی آمادہ ہوتی ہے کہ اسے پڑھا جائے اور غور وفکر کیا جائے اور اسے زندگی کا لائحہ عمل اور نصب العین بنایا جائے، نیز رشد و ہدایت کے لیے اسے منبع و مصدر اور مشعل راہ بنایا جائے بلکہ یہ عنصر ہماری ذہنی ساخت کو اس طرح کچل چکا اور مسخ کر چکا ہے کہ آج ہم قرآن مجید کو صرف ایک مذہبی عقیدے (Dogma) کی بنا پر ایک مقدس کتاب تصور کرتے ہیں جو صرف نزع کے وقت سورۂ یٰس پڑھنے یا پھر ”قرآن خوانی“ جو کہ غیر شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ ”برائے نام خوانی“ بھی ہے، کے لیے ایک ریشمی غلاف میں بند کر کے صندوق یا اونچے طاق میں رکھ دیتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت کام آئے گی۔

افسوس مسلمان کے قرآن مجید کے ساتھ اس حقیر تعامل و معاملہ پر جس نے اسے ایک وقتی ضرورت سمجھا تو قرآن مجید بھی اپنی تمام خوشیوں، فضیلتوں اور بلندیوں سمیت ہم سے دور رخصت ہو گیا اور ہم فلسفہ اور گندی زبانوں کے پجاری بن کر ذلیل و رسوا ہو گئے۔ اور قرآن مجید جو بڑی شان و عظمت سے نازل ہوا اور مومن کا نصب العین قرار پایا تھا، وہ گمنام ہو گیا، بقول شاعر:

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے　　پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

اور جو بلندیاں قرآن کی بدولت ملتی تھیں، وہ ہم نے تجدد اور فلسفے سے لینی چاہیں تو شاعر بول اُٹھا:

اپنی تو جیب میں دال کا اک دانہ بھی نہ تھا　　گھومتے پھرتے رہے مصر کے بازاروں میں

اور توجہ دلائی:

وہ جنس نہیں ایمان لے آئیں جسے دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈنے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں

[1] الشوریٰ 14:42.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کو تھامنے اور اس کے ثمرات کو حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

قرآن مجید پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ قلوب میں یقین محکم ہو کہ یہ کتاب، اللہ کی طرف سے اس کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر جبریل علیہ السلام کے واسطے سے نازل ہوئی جیسا کہ قرآن مجید خود گواہی دیتا ہے:

﴿تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ﴾

''قرآن مجید رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔''[1]

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ﴾

''اور بلاشبہ یہ (قرآن) یقیناً رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے، روح الامین (جبریل) اسے لے کر نازل ہوا، آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں، واضح عربی زبان میں۔''[2]

تو مذکورہ آیات قرآنیہ اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جسے جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا جو واضح عربی زبان میں تھا۔ نازل کرنے والی ذات بھی وہ ہے جو خالق کائنات اور مالک مطلق اور جبار و قہار ہے۔ جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اس کی نازل کردہ چیز میں تبدیلی کرنے کا کل کائنات میں کوئی بھی مجاز نہیں اور نہ کوئی اتنی سکت ہی رکھتا ہے کیونکہ جہاں اس ذات نے نزول قرآن کا ذکر کیا ہے، وہاں یہ بھی کہا ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ بھی ہم پر ہے، اس لیے اس میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی کا تصور ہی سرے سے غلط ہے۔ تو وہ لوگ جو کفار مکہ کی پیروی کرتے ہوئے اس قرآن مجید میں شکوک و شبہات والا ذہن رکھتے ہیں، انھی کے بارے میں مذکورہ آیات نازل ہوئی تھیں۔ کفار مکہ نے قرآن مجید کے وحی الٰہی اور منزل من اللہ ہونے کا انکار کیا تھا اور اسی بنا پر رسالتِ محمدیہ اور دعوتِ محمدیہ کا انکار کیا تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور قصوں کو بیان کر کے یہ واضح کر دیا کہ قرآن مجید یقینی طور پر وحی الٰہی اور منزل من اللہ ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں کیونکہ اگر ایسا

---

[1] الحاقۃ 69:43. [2] الشعرآء 26:192-195.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوتا تو یہ رسول ﷺ جو نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے، وہ گزشتہ انبیاء اور قوموں کے واقعات کس طرح بیان کر سکتے تھے؟ اس لیے یہ قرآن یقیناً رب العالمین کی طرف سے ایک امانت دار فرشتہ جبریل، محمد ﷺ کی طرف لے کر آیا جسے قرآن نے ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ﴾ کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ آج بھی مستشرقین یہ خبیث آراء پھیلا رہے ہیں کہ قرآن مجید اصل نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے سابقہ کتب سے اقتباس کیا ہے اور وہ نبی نہیں تھے بلکہ انھوں نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تھا (نعوذ باللہ)۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ وہ مصحف نہیں جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا تھا بلکہ یہ تو وہ مصحف ہے جسے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کروایا تھا اور جو چاہا اس سے حذف کر دیا بلکہ تقریباً 500 حروف حذف کر دیے گئے۔ اور بعض نے تو باقاعدہ قرآن مجید میں شکوک پیدا کرنے کے لیے کتابیں لکھیں جن میں سے حسین النوری طبری رافضی بھی ہے۔ اس نے اپنی کتاب کا نام «فَصْلُ الْخِطَابِ فِي إِثْبَاتِ تَحْرِيفِ كِتَابِ رَبِّ الْأَرْبَابِ» رکھا اور آیات کو بدلا۔ بعض زنادقہ نے تو یہ بھی کہا کہ قرآنی آیت: ﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (بِسَيْفِ عَلِيٍّ) وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ﴾ [1] ہے۔ (والعیاذ باللہ) الغرض مومن کا ایمانِ محکم ہونا چاہیے کہ قرآن مجید جہاں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، وہاں یہ نبی کریم ﷺ پر اتارا گیا ہے اور یہ رہتی دنیا تک رشد و ہدایت کا منبع و مصدر اور مشعل راہ ہے۔

قرآن مجید پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ زبان و قلب سے اقرار و تصدیق کی جائے کہ جیسے اس کا نزول ہوا تھا، ویسے ہی ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی تحریف، تغیر و تبدل اور کمی بیشی نہ اس کے مطالب و مفاہیم میں واقع ہوئی ہے اور نہ اس کے متن ہی میں بلکہ یہ بالکل مصون و محفوظ ہے اور قیامت تک اسی وصف کے ساتھ رہے گا، اس لیے کہ اس کا نازل کرنے والا وہ اللہ ہے جو پوری کائنات کا مالک ہے اور اس نے اعلان کیا ہے: www.kitabosunnat.com

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ○﴾ [2]

''ہم ہی نے اس قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' [2]

اس آیت میں اللہ جل شانہ نے ایک تو نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ ہم نے نازل کیا، دوسرا یہ کہ ہم ہی اس

---

[1] تفسير القرطبي: 1/82. [2] الحجر 15:9.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے محافظ ہیں تو ہم ان دونوں نکتوں کی کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں:

[illegible]

یہ تو پکی بات ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے، پھر سوال یہ پیدا ہوا کہ کیسے نازل ہوا؟ تو قرآن مجید میں نزول کے حوالے سے دو طرح کے لفظ استعمال ہوئے ہیں: اَنْزَلَ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○

''ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔''(1)

اور پھر لیلۃ القدر کا تعین بتایا کہ وہ رمضان کے مہینے میں ہے، ارشاد فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ .

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔''(2)

تو ان دونوں آیتوں میں لفظ أَنْزَلَ باب افعال سے استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے: اتارنا۔ دوسرا لفظ: تَنْزِيلُ باب تفعیل سے استعمال ہوا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا ○

''اور ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا تھوڑا تھوڑا کر کے۔''(3)

اب دیکھیں، پہلے الفاظ باب إِفْعَال سے ہیں اور دوسرے باب تَفْعِيل سے ہیں۔

باب افعال کا خاصہ یہ ہے کہ کوئی کام یکبارگی ہو جائے تو باب افعال استعمال کرتے ہیں۔ اور جب کوئی کام درجہ بدرجہ، تھوڑا تھوڑا اور ٹھہر ٹھہر کر بڑے اہتمام کے ساتھ ہو تو وہاں باب تفعیل استعمال کرتے ہیں۔ یہی دونوں الفاظ کا دقیق فرق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سارے کا سارا قرآن مجید لیلۃ القدر میں آسمان دنیا پر نازل کیا جس کے لیے باب افعال سے أَنْزَلْنَهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور أُنْزِلَ فِيهِ کے لفظ استعمال کیے اور پھر آسمان دنیا سے حالات و واقعات اور اوقات کے مطابق جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(1) القدر 1:97 . (2) البقرة 185:2 . (3) بنی إسرآءیل 106:17 .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پر تقریباً 23 سال میں نازل کیا جس کے لیے باب تفعیل سے وَنَزَّلْنٰهُ کے لفظ استعمال کیے۔ گویا اِنْزَال وَ تَنْزِیل میں وہی فرق ہے جو اعلام و تعلیم میں ہے، جب کسی کو ایک بار خبر دینی ہو تو وہاں اعلام کا لفظ بولتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ یہ خبر سمجھ میں بھی آئے۔ اور تعلیم سے مراد بتدریج معرفت دینا ہے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ کی ساری تعلیمات چند لحظات ہی میں دے دی جائیں بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے ترتیب اور اہتمام کے ساتھ تعلیم دی جاتی ہے۔ اگرچہ قرآن مجید میں لفظ نزل (جو کہ باب لازم ہے جس کے معنی ہیں اترنا) بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ﴾ تو چونکہ اس کے ساتھ باء کا صلہ آگیا ہے تو اس کے معنی بھی یہ ہوئے: ''اس کے ساتھ اترا ہے روح الامین یا اسے اتارا ہے روح الامین نے''...... الغرض قرآن پہلے یکبارگی سارے کا سارا رمضان المبارک میں لیلۃ القدر کی رات کو آسمان دنیا پر نازل ہوا، پھر اس کا نزول باقاعدہ طور پر دھیرے دھیرے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر شروع ہوا اور سب سے پہلی وحی جو غار حرا میں جبریل علیہ السلام نے محمد رسول اللہ ﷺ پر پڑھی، وہ سورۃ العلق کی ابتدائی آیات تھیں:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝﴾

''اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا، اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، وہ ذات جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، اس نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''[1]

پھر قرآن مجید نے اس پہلی وحی کے بعد نزول کی جملہ وادیاں طے کرنا شروع کیں اور ایک ایسے دن کا سورج طلوع ہوا کہ جس میں رحمت الٰہی جوش میں آئی اور اپنی مشیت کو پورا کرنے کے لیے جبریل علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا جبکہ آپ ﷺ بنو غفار کے باغیچے کے پاس تھے جیسا کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ، قَالَ: فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ

[1] العلق 96:1-5.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنْ تَقْرِئَ أُمَّتَكَ الْقُرآنَ عَلَى حَرْفٍ، فَقَالَ: أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَ مَغْفِرَتَهُ، وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ. فَقَالَ: إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرِئَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ، فَقَالَ: أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ، وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ، ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ. فَقَالَ: إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرِئَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ، فَقَالَ: أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَ مَغْفِرَتَهُ، وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ، ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرِئَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَؤُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا»

''نبی کریم ﷺ بنوغفار کے باغیچے کے پاس تھے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ آپ اپنی اُمت کو ایک حرف پر قرآن مجید پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت اور مغفرت طلب کرتا ہوں، میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔'' تب جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور دوسری مرتبہ آئے اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اُمت کو دو حرفوں پر قرآن مجید پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت و مغفرت طلب کرتا ہوں، میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔'' پھر جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور تیسری مرتبہ آئے اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اُمت کو تین حرفوں پر قرآن پڑھائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت اور مغفرت طلب کرتا ہوں، میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔'' پھر جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور چوتھی مرتبہ آئے اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اُمت کو سات حروف پر پڑھائیں۔ وہ جس حرف پر پڑھیں گے، درستی کو پہنچیں گے۔''[1]

تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس ربانی مشیت کا ظہور ہونا تھا، وہ یہ تھی کہ قرآن مجید کو اُمت محمدیہ کی سہولت اور آسانی کے لیے سات حروف میں نازل کیا گیا۔ ان سات حروف پر ہر مسلمان کا ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ یہ منزل من اللہ ہیں۔ ان حروف کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ زبانوں اور بولیوں

---

[1] صحيح مسلم، حديث:821، سنن النسائي، حديث:939، صحيح الجامع، حديث:65.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں لہجوں کا اختلاف اور فرق ایک معروف چیز ہے۔ اسی طرح عرب کے مختلف قبائل اور مختلف علاقوں کی زبان میں بھی خاصا اختلاف پایا جاتا ہے، یعنی عربی زبان کے بھی مختلف Dialects ہیں لیکن اس اختلاف کی نوعیت ایسی نہیں ہے کہ اس سے زبان کے اندر کوئی بنیادی تغیر رونما ہو۔ مقامی تلفظ، لہجات، محاورات اور زبان کے بعض دوسرے اسالیب کے اختلاف کے باوجود زبان کا بنیادی سانچہ ایک ہی رہتا ہے جیسا کہ زبان کے مقامی رنگ اور اختلاف کا مشاہدہ ہم آج بھی کر سکتے ہیں، مثلاً: آپ پنجاب کے مختلف شہروں کے حصوں میں جائیں تو آپ کو یہ چیز واضح ملے گی کہ ہر ضلع بلکہ بعض اوقات ایک ہی ضلع کے مختلف حصوں کی زبان مختلف ہوگی۔ یہی حال اردو زبان کا ہے کہ پشاور سے لے کر مدراس تک چلے جائیں، اردو بولنے والوں میں ایک ہی مضمون کو ادا کرنے کے لیے مختلف لہجے، مختلف تلفظ اور مختلف محاورے ملتے ہیں۔ دہلی والوں میں ایک ہی مضمون کو ادا کرنے کے لیے مختلف لہجے، مختلف تلفظ اور مختلف محاورے ملتے ہیں۔ دہلی والوں اور لکھنؤ والوں کی زبان، اسی طرح حیدر آباد (دکن) اور پنجاب والوں کی زبان اردو ہے لیکن ایک ہی مضمون کو ادا کرنے کے لیے مختلف اسالیب اختیار کیے جاتے ہیں۔ یہی چیز نزول قرآن کے وقت عرب میں بھی تھی اور آج بھی پائی جاتی ہے۔ عرب میں آپ یمن سے لے کر شام تک چلے جائیں، آپ کو لہجے اور تلفظ بدلتے ہوئے ملیں گے۔ ایک ہی مضمون کو عرب کے ایک حصے میں کسی اور طرح ادا کیا جاتا ہے اور دوسرے حصے میں کسی اور طرح۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود معنی میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

دوسری چیز جو ان کے نزول کا سبب بنی، وہ یہ تھی کہ نبی کائنات ﷺ کو عرب و عجم اور سرخ و سفید و سیاہ تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور قرآن عرب کی لغت میں نازل ہوا تھا اور عرب کی لغات بھی جدا جدا تھیں، زبانیں متفرق تھیں، ایک لغت والے کو دوسروں کی لغت میں پڑھنا دشوار تھا بلکہ بعض تو پڑھ ہی نہیں سکتے تھے اور سمجھ بھی نہیں سکتے تھے۔ جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ کے پاس ایک وفد آیا تھا۔ وہ لوگ آ کر جب آپ ﷺ سے گفتگو کر رہے تھے تو صحابہ ؓ کہتے ہیں: ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اسی طرح دوسری قوم کے انداز قراءت میں پڑھنا تعلیم و تدبر سے بھی ممکن نہیں تھا، خصوصاً بوڑھوں، عورتوں، ان پڑھ لوگوں کو تو اور بھی زیادہ دشواری تھی جیسا کہ نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے اپنے ارشاد سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اگر ہر حالت میں یہ حکم ہوتا کہ ایک ہی حرف پر قرآن مجید پڑھنا ہے تو یہ چیز ان کی طاقت سے باہر ہوتی یا سخت مشقت کا باعث ہوتی اور طبیعتیں قرآن کی تلاوت سے مشکل محسوس کرتیں۔ یہ تو ان لوگوں کے بارے میں ہے جو اہلِ عرب تھے۔ جو عجمی ہیں، ان کے لیے تو تکلیف مالا یطاق واضح ہے۔ اور اسلام کی خوبی اور خصوصیت تو آسانی دینا ہے اور یہ ممکن نہیں تھا کہ ایک ایسا حکم آجاتا جس کی طاقت ہی نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اُمت کو دین میں آسانی دی تھی اسی طرح اپنے لطف و کرم اور خاص انعام سے قرآن مجید پڑھنے میں بھی وسعت پیدا فرما دی تاکہ آسانی ہو جائے اور اُمت سے رحمت کا معاملہ ہو جائے، چنانچہ مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ اُمت پر رحمت کرنے کا تھا اور اس نے اپنے اس ارادے کو پورا بھی کیا۔ ہم پر واجب ہے کہ ہمارا ایمان و یقین محکم ہو کہ قرآن مجید سات حروف میں نازل ہوا ہے۔ قرآن مجید کے اس وصف کے نزول کی توجیہ نبی کریم ﷺ نے خود بیان فرمائی ہے، چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ»

”جبریل علیہ السلام نے (پہلے) مجھے قرآن مجید ایک حرف پر پڑھایا، پھر میں نے بار بار ان سے اصرار کیا، میں ان سے قراءتوں میں اضافے کا تقاضا کرتا رہا اور وہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) زیادہ کرتے رہے یہاں تک کہ سات حروف تک پہنچ گئے۔“①

اس حدیث سے بھی یہ بات سامنے آئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وصف کو خود طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے سات حروف کو نازل کیا۔ ایک تیسری حدیث سیدنا عبادہ بن صامت، ابوبکرہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَتَانِي جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، فَقَعَدَ جِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِي وَمِيكَائِيلُ عَنْ يَسَارِي، فَقَالَ جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ! اِقْرَإِ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ، فَقَالَ مِيكَائِيلُ: اِسْتَزِدْهُ، فَقُلْتُ:

① صحيح البخاري، حديث: 4991.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

زِدْنِي، فَقَالَ: اِقْرَأْهُ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ، فَقَالَ مِيكَائِيلُ: اِسْتَزِدْهُ، فَقُلْتُ: زِدْنِي كَذٰلِكَ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، فَقَالَ: اِقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ»

''میرے پاس جبریل و میکائیل علیہم آئے۔ جبریل علیہ میری دائیں جانب بیٹھے اور میکائیل علیہ بائیں جانب بیٹھ گئے۔ جبریل علیہ نے فرمایا: اے محمد! قرآن کو ایک حرف پر پڑھیے۔ تو میکائیل علیہ نے کہا: اس سے اضافے کا مطالبہ کیجیے۔ میں نے کہا: اور اضافہ کریں۔ جبریل علیہ نے فرمایا: قرآن مجید کو تین حرفوں پر پڑھیے۔ میکائیل نے پھر کہا: اضافہ طلب کیجیے۔ تو میں نے کہا: اور زیادہ کیجیے۔ اسی طرح کرتے گئے حتیٰ کہ سات حروف تک جبریل علیہ پہنچ گئے اور فرمانے لگے: قرآن مجید کو سات حروف پر پڑھیے۔ سارے حروف ہی شافی وکافی ہیں۔''[1]

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کے بعد میں نے میکائیل علیہ کو دیکھا کہ وہ خاموش ہو گئے ہیں۔ میکائیل علیہ کا خاموش ہونا، پھر آپ کا درخواست نہ کرنا اور دل کا مطمئن ہوجانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ سات کا عدد کافی وشافی ہے، اس پر کثرت اور اضافے کی ضرورت نہیں، نیز نبی کریم ﷺ کا اطمینانِ قلب بھی قدرتی حکمت کے تابع ہے، گویا اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشا بھی یہی تھی کہ سات حروف میں قرآن مجید کو نازل کریں۔ اسی لیے اپنے حبیب مصطفیٰ ﷺ کے دل کو سکون دے دیا کہ پھر انھوں نے مزید کا سوال نہیں کیا۔

اے میرے مسلمان بھائی! گزشتہ بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے سات حروف میں نازل کیا ہے جس کو آج کل قراءت کا نام دیتے ہیں۔ یہ تھی ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ کے بارے میں انتہائی اختصار سے گفتگو۔ آیئے، ذرا دوسرے جز کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی حفاظت بھی ہم ہی کرنے والے ہیں

پہلے مرحلے میں ہم نے یہ بات سمجھ لی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے سات حروف میں نازل ہوا۔ اب اس مرحلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی حفاظت کن طریقوں سے کی گئی۔

[1] مسند أحمد: 5/114، 122، وصحيح الجامع، حديث: 78.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے سات حروف پر نازل ہونے کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے صحابہ ؓ کو یہ لہجات اور قراءات سکھلانی شروع کر دیں جنھیں حدیث میں حروف سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چونکہ سارے کے سارے حروف قرآن منزل من اللہ تھے، اس لیے صحابہ ؓ نے انھیں معمول زندگی بنا لیا اور نماز و خارج نماز میں جو نبی کریم ﷺ سے سیکھا، اسے پڑھنا، دہرانا اور محفوظ کرنا شروع کیا۔ چونکہ تمام صحابہ ؓ نے سارے حروف نہیں سیکھے تھے، کسی نے کوئی سیکھ لیا اور کسی نے کوئی سیکھ لیا جس کی وجہ سے اجنبیت بھی محسوس ہوئی اور اختلاف بھی پیدا ہوا لیکن آخر یہ اختلاف نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بڑے ہی اچھے انداز میں حل ہوا۔ حل ہی نہیں ہوا بلکہ اس حکم اور رحمت کی توضیحات ہوئیں جس کی بنا پر صحابۂ کرام ؓ نے اسے پڑھنا شروع کیا، چنانچہ سیدنا عمر ؓ فرماتے ہیں:

«سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَرْسِلْهُ، اِقْرَأْ يَا هِشَامُ! فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ، إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ»

''میں نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں سیدنا ہشام بن حکیم ؓ کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا۔ جب میں نے توجہ کی تو وہ مختلف حروف (لہجات وقراءات) میں پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز کی حالت ہی میں انھیں دبوچ لیتا (پل پڑتا) لیکن میں نے صبر کیا حتیٰ کہ انھوں نے سلام پھیر لیا، پھر میں نے ان کی چادر پکڑ کر کھینچا اور کہا: تمھیں کس نے یہ سورت پڑھائی ہے جو ابھی میں نے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوں پڑھایا ہے۔ میں نے کہا: تو نے غلط کہا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یوں نہیں پڑھایا جیسے تم نے ابھی پڑھا ہے، پھر میں انھیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے انھیں سورۂ فرقان اس سے مختلف طریقے پر پڑھتے سنا ہے جس پر آپ نے مجھے پڑھائی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں چھوڑ دو۔'' پھر سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم پڑھو۔'' چنانچہ اُنھوں نے سورۂ فرقان اسی طرح پڑھی جس طرح میں نے انھیں پڑھتے سنا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یوں ہی نازل ہوا ہے۔'' پھر فرمایا: ''عمر! تم پڑھو۔'' چنانچہ میں نے اس طریقے کے مطابق پڑھا جیسا کہ آپ نے مجھے پڑھایا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یوں ہی نازل ہوا ہے۔ یہ قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے، اس لیے اس قرآن (کے سات حروف میں) سے جو میسر آئے، اسے پڑھو۔''[1]

اس حدیث سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ حیاتِ نبوی ﷺ میں ان حروف (قراءات) کو نماز میں بھی پڑھا جاتا تھا اور ہر شخص اللہ کے رسول ﷺ کے سکھلائے ہوئے طریقے کے مطابق ہی پڑھتا تھا۔ دوسرا یہ پتہ چلا کہ حروف کو قراءات کہنا درست ہے، اسی لیے علم قراءات معرض وجود میں آیا کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے فرمایا: «يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ» ''وہ بہت سارے حروف میں پڑھ رہا تھا''...... پھر اس کی تعبیر قراءت سے کی اور فرمایا: «فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ» ''پھر ہشام بن حکیم نے وہ قراءت پڑھی جو میں نے سنی تھی''...... حالانکہ حروف سنے تھے، قراءت نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ قراءات متواترہ ہیں اور حدیث: «أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ» 21 صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نقل کی ہے۔ یہ حدیث جہاں متواتر ہے وہاں یہ مسلمات میں سے ہے۔ یہاں یہ اشکال دور کرنا بھی ضروری ہے کہ ان حروف سے مراد وہ قراءات سبعہ وعشرہ مقصود نہیں جو آج کل رائج ہیں جنھیں باقاعدہ نام دیا گیا ہے کہ نافع کی قراءت، ابن کثیر کی قراءت، اس لیے کہ یہ قراء اور جہابذہ تو پیدا بعد میں ہوئے ہیں۔ جب علم قراءت وجود میں آیا تو وہ قراءات (حروف) جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پڑھی جاتی تھیں، ان کی نسبت ان علماء کی طرف اس وجہ سے کی گئی کہ انھوں نے ان میں کسی ایک قراءت کو اختیار کیا اور اسے پڑھانا شروع کر دیا۔ ایسا

[1] صحيح البخاري، حديث: 4992.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اخذ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قراءت اسی قاری کے نام سے منسوب ہوگئی جو اس نے پڑھنی اور پڑھانی شروع کی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ گزرا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جو قراءت پڑھتے تھے، وہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سنی تھی اور جو سیدنا ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ نے پڑھی، وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے اس وقت تک نہیں پڑھائی تھی۔ سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ نے اسے اختیار کیا جو انھیں سکھایا گیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اختیار کیا جو انھیں پڑھایا گیا۔ اسی طرح کا واقعہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی بیان کرتے ہیں:

«كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ، فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ. فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ، فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَآ، فَحَسَّنَ النَّبِيُّ ﷺ شَأْنَهُمَا، فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي. فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَرَقًا. فَقَالَ لِي: يَا أُبَيُّ! أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ، فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي، فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ أَنِ اقْرَأْهُ عَلَى حَرْفَيْنِ، فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي، فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ: اِقْرَأْهُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْئَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأُمَّتِي، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأُمَّتِي وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى إِبْرَاهِيمُ»

''میں ایک دن مسجد میں تھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا۔ اس نے نماز میں ایسی قراءت کی کہ میں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا، پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے پہلے شخص سے بھی مختلف قراءت کی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم سب رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کی: اس شخص نے قرآن مجید اس طرح پڑھا ہے کہ میں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا ہے اور پھر دوسرا آدمی (مسجد میں) داخل ہوا اور اس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے بھی مختلف طریقے سے پڑھا ہے تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو (اپنے اپنے طریقے سے قرآن) پڑھ کر سنانے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے قراءت کی۔ ان دونوں کی قراءت سن کر نبیٔ کائنات ﷺ نے انھیں درست قرار دیا۔ اس پر میرے دل میں ایسے وسوسے نے جنم لیا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی اس قدر شدید وسوسے کی کیفیت پیدا نہ ہوئی تھی۔ جب رسالت مآب ﷺ نے میری یہ کیفیت دیکھی تو میرے سینے پر ہاتھ مارا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ مارتے ہی میں پانی پانی ہو گیا اور میرے پسینے چھوٹ گئے۔ مجھے ڈر کے مارے یوں محسوس ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، پھر کونین کے تاجدار نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے اُبَی! جب قرآن مجید میری طرف بھیجا گیا تو مجھے حکم دیا گیا کہ میں قرآن مجید کو ایک حرف پر پڑھاؤں۔ میں نے جواب میں یہ استدعا کی کہ میری اُمت کے ساتھ نرمی کی جائے، پھر دوسری مرتبہ مجھے دو حرفوں پر پڑھانے کا کہا گیا۔ میں نے عرض کیا: میری اُمت کے ساتھ نرمی برتی جائے۔ تیسری مرتبہ حکم ہوا کہ سات حرفوں پر پڑھاؤ۔ مزید یہ اشارہ بھی ہوا کہ جتنی مرتبہ تم نے گزارش کی ہے اور تمھیں اس کا جواب دیا گیا ہے، اس پر تمھیں اتنی ہی دعائیں مانگنے کی اجازت دی جاتی ہے (اور وہ قبول ہوں گی۔) اس پر میں نے عرض کیا: اے میرے رب! میری اُمت کو معاف کر دے۔ اے میرے رب! میری اُمت کو معاف کر دے اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لیے مؤخر کر دی جب ساری مخلوق میری طرف رجوع کرے گی (کہ میں اللہ کے ہاں ان کی سفارش کروں) یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی رجوع فرمائیں گے۔''[1]

اسی طرح کا واقعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی پیش آیا جیسا کہ طبرانی کی روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو مختلف قراءت سے قرآن پڑھتے سنا تو دونوں جھگڑتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس گئے۔ وہ آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے مجھے اسی طرح نہیں پڑھایا؟ تو آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں کوئی بات آئی جسے آپ ان کے چہرے سے پہچان گئے۔ آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اے اللہ! عمر سے شیطان کو دور کر دے۔'' اور بعد میں فرمایا: ''قرآن

[1] صحیح مسلم، حدیث: 820.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ ہر حرف شافی وکافی ہے۔"

اسی طرح کا ایک واقعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«انه سمع رجلا يقرأ آية سمع النبي ﷺ قرأ خلافها فأخذت بيده فانطلقت به إلى النبي ﷺ فقال: كلاكما محسن، فاقرآ، فإن من كان قبلكم اختلفوا فأهلكهم»

"انھوں نے ایک آدمی کو قرآن مجید کی ایک آیت ایسے طریقے سے پڑھتے سنا کہ انھوں نے نبیٔ کریم ﷺ سے اس کے برخلاف سنا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لے آیا تو آپ نے فرمایا: "تم دونوں ہی صحیح ہو، پس پڑھتے رہو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔""[1]

اس واقعے کی معمولی سی تفصیل صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے آپ ﷺ نے ﴿حٰمٓ﴾ سے شروع ہونے والی کوئی سورت پڑھائی۔ جب میں مسجد گیا تو میں نے ایک شخص کو وہ سورت پڑھنے کو کہا۔ وہ آدمی سورت کو اس انداز میں پڑھنے لگا جس طرح میں نے نہیں پڑھا تھا اور کہنے لگا: مجھے یوں ہی رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا تھا، چنانچہ ہم آپ ﷺ کے پاس چلے گئے اور آپ کو اس معاملے کی خبر دی تو آپ ﷺ کا چہرہ غصے کی وجہ سے متغیر ہو گیا اور فرمانے لگے: "تم سے پہلے لوگ اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے۔" پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی بات کہی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: رسالت مآب ﷺ حکم فرما رہے ہیں کہ تم میں سے ہر کوئی اسی طرح پڑھے جس طرح وہ سکھایا گیا ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم چلے گئے اور ہم میں سے ہر ایک ان حروف کی قراءت کرتا تھا جن کی اس کا ساتھی نہیں کرتا تھا۔

ان مذکورہ واقعات سے یہ مترشح ہوا کہ حروف سے مراد قراءات ہیں جو کہ نبوی دور میں پڑھی جاتی تھیں (جن کو حدیث میں کبھی حروف، کبھی قراءات سے تعبیر کیا گیا ہے)۔ قرائے عشرہ (دس قاریوں) نے انھی قراءات پر ہمیشگی کی تو ان کی طرف نسبت ہو گئی ورنہ یہ اُنھوں نے خود نہیں گھڑیں بلکہ صحابہ و تابعین

[1] صحيح البخاري، حديث: 5062.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے حاصل کیں۔ جیسا کہ امام عاصم بن بہدلہ جو کہ قراءات عشرہ (دس قراءتوں) کے پانچویں قاری ہیں۔ ان کے دو معروف شاگرد امام حفص اور امام شعبہ ہیں۔ امام حفص کو (جن کی روایت پاک و ہند میں پڑھی جاتی ہے) ان کے استاد امام عاصم نے وہ روایت پڑھائی جو کہ اُنھوں نے ابوعبدالرحمٰن السلمی سے پڑھی، اُنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے، اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، اُنھوں نے جبریل علیہ السلام سے اور اُنھوں نے اللہ جل شانہ سے۔ اور دوسرے شاگرد امام شعبہ، ان کے استاد بھی امام عاصم ہیں، انھوں نے انھیں وہ روایت پڑھائی جو اُنھوں نے زر بن حبیش سے پڑھی اور اُنھوں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اُنھوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے، اُنھوں نے جبریل علیہ السلام سے اور جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے۔

چونکہ حدیث کے لفظ ہیں: «فَلْيَقْرَأْ كَمَا عُلِّمَ» ''جیسے کسی کو سکھایا گیا ہے، ویسے ہی وہ پڑھے (اور پڑھائے)۔''[1] اسی لیے ہر صحابی نے جو پڑھا، اسے اسی طرح سکھایا۔ اسی طرح تابعین اور قراء نے بھی جس طرح پڑھا، اسی طرح پڑھایا حتیٰ کہ ان قراءات کی نسبت ان کی طرف ہوگئی۔ یہ نسبت اسی طرح ہے جس طرح ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری کی ہے، حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے اپنے پاس سے نہیں گھڑا بلکہ صحیح، متصل اور مرفوع سند سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ تو جس طرح حدیث کی نسبت امام بخاری کے اتقان، ثقاہت اور زہد و تقویٰ کی بنیاد پر ان کی طرف کی گئی، اسی طرح قراءت کی نسبت ان قراء کی طرف ان کے اتقان و ثقاہت اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے کی گئی ہے۔

الغرض جو قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے سات حروف کی شکل میں نازل ہوا جیسا کہ ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ﴾ کے تحت بحث ہوئی، وہ ﴿وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○﴾ کے چیلنج کے ساتھ آج تک ہمارے پاس دس قراءتوں کی شکل میں محفوظ و مصون ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ سات حروف پڑھتے پڑھاتے رہے حتیٰ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے، پھر زمام خلافت خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئی تو اُنھوں نے اپنے دور میں قرآن مجید کو اسی طرح جمع کروایا جس طرح انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ اس کام کے ذمے دار سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے جن کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس سال کی طویل صحبت رہی اور وہ عرضۂ اخیرہ (آخری دور) میں شامل تھے،

[1] مجمع الزوائد: 314/7.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اُنھوں نے تمام مقررہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر اس قرآن مجید کو (جو پہلے سینوں میں تھا اور چیدہ چیدہ لکھا ہوا تھا) تحریری شکل دی جو کہ ساتوں حروف پر مشتمل تھی اور آخری دور کی انتہا تک باقی تھی اور منسوخ نہیں ہوئی تھی۔ [1]

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ نسخہ تحریری شکل میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، پھر ان کی وفات کے بعد یہ تحریری شکل میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس منتقل ہوا۔ خلیفۂ راشد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں 25 ہجری کو خلافت کے دوسرے یا تیسرے سال آرمینیا کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فوج گئی اور اس فوج کے چیف کمانڈر سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما تھے۔ اُنھوں نے واپسی پر خلیفۃ المسلمین کو لوگوں کے قراءت کے معاملے میں اختلاف سے آگاہ کیا تو «أرسل عثمان إلى حفصة أن أرسلي إلينا بالصحف ننسخها في المصاحف ثم نردها إليك» ''عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھجوایا کہ وہ صحائف ہمیں بھیج دیں۔ ہم ان کی نقل کروا کر آپ کو واپس کر دیں گے۔'' [2] ...... چنانچہ اُنھوں نے وہ صحائف بھیجے اور انھیں نقل کیا گیا جن کو بعد میں مصاحفِ عثمانیہ سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ مصاحف بھی انھی سات حروف پر مشتمل تھے جن پر قرآن مجید نازل ہوا کیونکہ یہ انھی صحائف کی نقلیں تھیں جو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے جو عہد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ میں بالاجماع سات حروف میں لکھے گئے تھے۔ [3]

پھر عہد عثمانی کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو قرآن مجید اسی طرح پڑھا جاتا رہا جس طرح نازل ہوا۔ حتیٰ کہ تابعین کا دور آیا تو اُنھوں نے بھی قرآن مجید کو اسی طرح پڑھا جس طرح سات حروف میں نازل ہوا تھا، جیسا کہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بھی قرآن مجید کو سات حروف میں پڑھتے تھے، پھر قرائے عشرہ کا دور آیا اور پوری اُمت کا اجماع ہوا کہ یہ سات حروف (قراءات عشرہ) متواتر ہیں۔ ان میں کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ جو شک کرتا ہے، وہ معاند اور جاہل ہے۔ [4] اور آج

[1] صحیح البخاري، حديث: 4986. [2] صحيح البخاري، حديث: 4987. [3] رسم المصحف وضبطه، ص: 23. [4] ملاحظہ ہو: غاية الوصول شرح لب الأصول لزكريا الأنصاري، ص: 34، والدرر اللوامع لابن أبي شريف، ص: 78، ومفاتيح الأصول للطباطبي، وبديع النظام لابن ساعاتي، ص: 56، وفتح الغفار لابن النجيم: 78/1، والمغني للقاضي عبدالجبار، ص: 159، 160، وحصول المأمول للسيد صديق حسن بهادر، ص: 35، والبرهان للزركشي: 322/1، وأثر القراءة في الفقه الإسلامي، ص: 130، 132، وتيسير التحرير في أصول الفقه لأمير بادشاه: 12/3، ومنجد المقرئين، ص: 129، والفقه الأكبر شرح ملا »

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک لاتعداد کتابیں لکھی گئیں جو ساری اس بات کی دلیل قاطع ہیں کہ اللہ جل شانہ نے جو ﴿ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ ﴾ کہا تھا، وہ سچا ہے اور مستشرقین اور ان کے اقوال سے متاثر ہونے والوں کے برے گمان و افکار جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ سات حروف میں سے ایک باقی بچا ہے، باقی حذف ہو گئے ہیں، نیز قراءات متواترہ نہیں بلکہ قاریوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

قرآن مجید کے اس پہلے حق کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق کرے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام حقیقی ہے اور یہ پیارے پیغمبر محمد ﷺ پر سیدنا جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے اترا تھا۔ اور جس طرح سات حروف (قراءات عشرہ) میں اترا تھا، اسی طرح من وعن محفوظ ومصون ہے اور ہم تک پہنچا ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک نہیں جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا تھا:

حرف او را ریب نے، تبدیل نے آیہ اش شرمندۂ تاویل نے

''قرآن مجید کے نہ کسی حرف میں کوئی تبدیلی یا ترمیم ہوئی ہے اور نہ اس میں کوئی شک والی بات ہی ہے اور اس کی آیات درحقیقت تاویل کی محتاج نہیں ہیں اور وہ آیات خود اپنی جگہ پر واضح اور بینات کی حیثیت رکھتی ہیں۔''

یہی وہ ایمان محکم تھا جس کا اقرار سلف صالحین نے کیا اور پھر صرف زبان سے اقرار نہیں کیا بلکہ دل میں اسے جگہ دی اور تصدیق کی، پھر اس کے مطابق عملِ پیہم کی مہریں ثبت کیں تو چشم فلک نے دیکھا کہ پوری کائنات پر ان کا رعب ودبدبہ چھا گیا اور اُنھوں نے پوری کائنات کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ یہ زندگی کی ساری حلاوتیں، لذتیں، ثروت وحکومت اور بادشاہت وخلافت ان کو کیوں نہ ملتیں جبکہ اُنھوں نے اسلام کے مل جانے کے بعد اس قرآن مجید پر ایمان اس طرح قائم کیا کہ قلبی تصدیق کو کافی نہ سمجھا بلکہ پورے کے پورے قرآن کو دل اور سینے میں اتار لیا۔ جب ان کے باطن منور ہوئے تو پھر اسی قرآن مجید کی روشنی کے ذریعے سے اُنھوں نے پوری کائنات کو منور وروشن کیا، بقول شاعر:

« علي القاري:167، وكتاب السبعة، ص:49-52، والإبانة للمكي، ص:60، والإعلام:261/1، وأبحاث في قراءة القرآن الكريم لعبد الفتاح القاضي، ص:25، 26.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ ہو ممتاز اسلام دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں

لیکن آج ہمارے قلوب واذہان اس ایمان سے خالی ہیں، کوئی کلام اللہ کے حقیقی ہونے کا اقرار کرتا ہے تو کوئی اس کو محمد ﷺ کا جادو وطلسم اور سابقہ کتب کا خلاصہ تصور کرتا ہے۔ کوئی فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ کے چیلنج کو قبول کر کے کہتا ہے کہ قرآن مجید نازل تو ہوا تھا سات حروف میں، اب ایک باقی رہ گیا ہے۔ الغرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایمان ایسا ہو تو پھر اس کے ثمرات کیسے مل سکتے ہیں؟ کیونکہ پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی ہے جس کا نتیجہ ٹیڑھی عمارت ہی نکلنا ہے:

خشتِ اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

''جس دیوار کی پہلی اینٹ معمار ٹیڑھی لگا دے، وہ آسمان تک بھی چلی جائے تو ٹیڑھی ہی رہتی ہے۔''

تو جب اس ایمان کو ٹیڑھا کیا گیا تو اس کے نتائج بھی برے دیکھے کیونکہ ٹیڑھے کا نتیجہ بھی ٹیڑھا ہی ہوتا ہے، بقول شاعر:

کچھ لوگ بچھا کر کانٹوں کو پھولوں کی توقع رکھتے ہیں
شعلوں کو ہوائیں دے کر وہ ساون کی توقع رکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو پکا فرمائے اور قرآن مجید کے اس پہلے حق کو حق سمجھ کر حرزِ جان بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا حق

قرآن مجید کو پڑھا جائے

مسلمان ہونے کے ناتے سے ہم پر جو دوسرا حق عائد ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کو پڑھیں۔ اسے بار بار اور اس طرح پڑھا جائے جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے، یعنی اس کے مطالب و مفاہیم کو اچھی طرح سمجھا جائے، چنانچہ خود باری تعالیٰ حکم فرماتے ہیں:

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا ○

''اور آپ اس کی تلاوت کیجیے جو کچھ آپ کے رب کی کتاب میں سے آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے، اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور آپ اس کے سوا کوئی جائے پناہ ہرگز نہیں پائیں گے۔''[1]

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ﴾

''جو کتاب (قرآن مجید) آپ کی طرف وحی کی گئی ہے، اسے پڑھیے اور نماز قائم کیجیے۔''[2]

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تلاوت مسلسل کرتے رہنا ضروری ہے۔ یہ مومن کی روح کی غذا ہے اور اس کے ایمان کو تر و تازہ اور سرسبز و شاداب رکھنے اور مشکلات و موانع کے مقابلے کے لیے سب سے مؤثر ہتھیار اور اہم ترین ذریعہ ہے۔ مذکورہ آیات قرآن مجید کو ایک بار پڑھ کر کافی سمجھ لینے کا رد کرتی ہیں کیونکہ اگر یہ ایک بار ہی پڑھنے کی چیز ہوتی تو کم از کم نبی کریم ﷺ کو تو اس کے بار بار پڑھنے کی حاجت نہ تھی۔ لیکن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بار بار پڑھنے کی تاکید ہوئی ہے حتیٰ کہ

[1] الکھف 18:27. [2] العنکبوت 29:45.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی ایام میں تو انتہائی تاکیدی حکم تھا کہ رات کا اکثر حصہ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہو کر قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہوئے بسر کریں اور خصوصاً جب مشکلات و مصائب کا زور ہوتا تھا اور صبر و استقامت کی خاص ضرورت ہوتی تھی تو رسول کریم ﷺ کو تلاوت قرآن مجید کا حکم دیا جاتا۔ آپ ﷺ تلاوت فرماتے اور تمام مصائب دور ہو جاتے۔ تروتازگی کی بادِ فرحت چلنے لگتی، خوشیوں کا تسلط قائم ہو جاتا اور مصائب کا قلع قمع ہو جاتا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی قرآن مجید کی بار بار تلاوت کر کے شادابیوں اور فرحتوں سے ہمکنار ہوا کرتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان قدردانوں کی کیفیت یوں بیان فرماتے ہیں:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ

''وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب (قرآن مجید) عطا کی ہے، وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جس طرح کرنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس (قرآن مجید) کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔''[1]

مذکورہ تینوں آیات میں لفظ تلاوت استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی پیچھے چلنے اور پڑھنے کے ہیں۔ یہ تَلَا یَتْلُو تِلَاوَةً وَ تلوا سے ہے اور تَالَاہُ بھی اسی سے ہے جس کے معنی تابعداری کرنا اور موافقت کرنا ہیں، چنانچہ احترام و تعظیم کے ساتھ قرآن مجید کو مقدس آسمانی کتاب سمجھتے ہوئے انابت اور خشوع و خضوع کے ساتھ حصول برکت و نصیحت کی غرض سے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر کے پڑھنے کو تلاوت کہتے ہیں۔ اور یہی چیز نبی ﷺ سے مذکورہ آیتوں میں مقصود تھی جس کو انھوں نے پورا فرمایا اور پھر آپ ﷺ کے صحابہ نے بھی پورا کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے ﴿حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ ''جس طرح تلاوت کا حق ہے''...... سے تعبیر کیا۔ اگرچہ قرآن مجید کو پڑھنے کے لیے قراءت کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے، تاہم وہ لفظ عمومی ہے اور ہر چیز کے پڑھنے پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید کا مسلمانوں پر ایک حق یہ ہے کہ وہ اس کی تلاوت اس طرح کریں جس طرح کرنے کا حق ہے۔ اس حق کے حصول کو مندرجہ ذیل آداب کو ملحوظ رکھنے سے ممکن بنایا جا سکتا ہے:

قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھا جائے

قرآن مجید کی تلاوت کا حق ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کو ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے۔

---

[1] البقرة 2:121.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیل باب تفعیل سے مصدر ہے، چنانچہ رتَّلَ فلانٌ كلامَہ کا مطلب لغت عرب میں یہ لیا جاتا ہے کہ فلاں نے ٹھہر ٹھہر کر، اچھی طرح سوچ سمجھ کر بغیر تیزی کے، مرتب اور خوش اسلوبی سے کلام کیا۔ اسی لیے خوبصورت اور ہموار دانتوں کو عربی میں ثَغْرٌ رَتَلٌ کہتے ہیں۔ الغرض ترتیل کے لغوی معنی یہ ہوئے کہ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر، خوش اسلوبی وخوش الحانی اور حسن ادائیگی وترتیب کے ساتھ پڑھنا۔

اور اصطلاح میں ترتیل کہتے ہیں:

«قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ بِتَمَهُّلٍ وَاطْمِئْنَانٍ مَعَ تَدَبُّرِ الْمَعَانِي وَمُرَاعَاةِ كَيْفِيَةِ تِلَاوَةِ كِتَابِ اللهِ الْمُنَزَّلَةِ مِنْهُ»

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر اطمینان اور معانی کے تدبر کے ساتھ، نیز اس کیفیت کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھنا جس طرح اللہ تعالیٰ نے پڑھا اور نبی کریم ﷺ کو حکم دیا۔''①

معلوم ہوا کہ ترتیل، قرآن مجید کو اس کیفیت کے ساتھ پڑھنے کو کہتے ہیں جس کے مطابق اللہ جل شانہ نے پڑھ کر فرشتے جبریل علیہ السلام کو سنایا اور پھر اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا﴾

''اور ہم نے اسے (قرآن مجید کو) ٹھہر ٹھہر کر ہی (ترتیل کے ساتھ) پڑھ کر سنایا ہے۔''②

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید ترتیل کے ساتھ ہی نازل ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ وہ بھی ترتیل کے ساتھ اسے پڑھیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝﴾

''اور قرآن مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل کے ساتھ) پڑھا کرو۔''③

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔④

① فتح القدیر: 419/5، وابن کثیر: 559/4، والمعجم الوسیط: 1، 227/2، والمنجد، ص: 368، وعمدة العرفان، ص: 25. ② الفرقان 32:25. ③ المزمل 4:73. ④ تفسیر ابن کثیر: 559/4.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا قرآن کریم ترتیل کے ساتھ پڑھنا فرمانِ ربانی کی پیروی میں تھا۔ قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے طریق نزول کے ساتھ ایک مماثلت پیدا ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید چونکہ ٹھہر ٹھہر کر نازل ہوا، یکبارگی نازل نہیں ہوا۔ اس طرح یہ تثبیت قلبی (دل کی مضبوطی) کا مؤثر ذریعہ بھی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ترتیل کے ساتھ پڑھنے سے قلب انسانی کو زیادہ سے زیادہ فیض حاصل ہوتا ہے حتی کہ شدت تاثر سے قلب میں گریہ طاری ہو جاتا ہے۔

اسی لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی ترتیل سے پڑھتے تھے جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ اُنھوں نے فرمایا:

«لَأَنْ أَقْرَأَ سُورَةً أُرَتِّلُهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ»

''ایک سورت کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا مجھے (بغیر ترتیل کے) پورا قرآن پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔''[1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔[2]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«لَا تَنْثُرُوهُ نَثْرَ الرَّمْلِ وَلَا تَهُذُّوهُ هَذَّ الشِّعْرِ قِفُوا عِنْدَ عَجَائِبِهِ وَحَرِّكُوا بِهِ الْقُلُوبَ وَلَا يَكُنْ هَمُّ أَحَدِكُمْ آخِرَ السُّورَةِ»

''قرآن مجید کو ریت کی طرح نہ پھیلاؤ اور نہ اسے شعر کی طرح گاؤ بلکہ اس کے عجائبات کے پاس رک جاؤ، اس کے ساتھ دلوں کو حرکت دو اور یہ قصد نہ رکھو کہ سورت کے آخری حصے تک جلد پہنچنا ہے۔''[3]

یعنی اتنا تیز نہ پڑھو کہ معانی کا خیال ہی نہ رہے اور نہ شعروں کی طرز پر پڑھو کہ حروف کی ساخت ہی بدل جائے بلکہ اس طرح پڑھو جس طرح نبی کریم ﷺ پڑھتے تھے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

[1] التبيان في آداب حملة القرآن، ص: 88. [2] فتح الباري: 115/9. [3] تفسير ابن كثير: 559/4.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

«كَانَ يَقْطَعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً، ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ثُمَّ يَقِفُ، ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ، ثُمَّ يَقِفُ»

''نبی کریم ﷺ اپنی قراءت کو ایک ایک آیت کر کے پڑھتے تھے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پڑھتے اور ٹھہر جاتے، پھر ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھتے اور ٹھہر جاتے۔''[1]

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول ﷺ کی قراءت کی صفت بیان کی تو فرمایا: ہر ہر حرف الگ الگ ہوتا، یعنی انتہائی ترتیل کے ساتھ پڑھتے۔[2]

قیامت کے دن اسی ترتیل کے بارے میں اللہ جل شانہ فرمائیں گے: اے قاریِ قرآن! قرآن پڑھتا جا اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتا جا۔

«وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا»

''اور ترتیل کے ساتھ پڑھ جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔''[3]

چنانچہ اسی ترتیل کی تفسیر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یوں کی ہے:

«اَلتَّرْتِيلُ هُوَ تَجْوِيدُ الْحُرُوفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوفِ»

''ترتیل کے معنی ہیں: حروف کی تجوید (حروف کو شناخت کے ساتھ ان کے مخارج و صفات کے ساتھ ادا کرنا) اور وقوف کی معرفت۔''[4]

اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی (جو خود ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتے تھے) لوگوں کو یہی حکم دیا:

«جَوِّدُوا الْقُرْآنَ وَزَيِّنُوهُ بِأَحْسَنِ الْأَصْوَاتِ»

''قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھو اور اسے اچھی آوازوں کے ساتھ مزین کرو۔''[5]

گویا ان کا یہ قول ترتیل کی تفسیر ہی ہے اور پھر عملی طور پر اسے اپنے شاگردوں کو بھی پڑھایا جیسا کہ سیدنا موسیٰ بن یزید الکندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] صحيح الجامع، حديث: 5000. [2] سنن أبي داود، حديث: 1466. [3] سنن أبي داود، حديث: 1464.
[4] منار الهدى في بيان الوقف والابتدا: 9/1. [5] النشر في القراءات العشر: 236/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«كان ابن مسعود يقرئ رجلا فقرأ الرجل: إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ مرسلة، فقال ابن مسعود: ما هكذا أقرأنيها النبي ﷺ، فقال: كيف أقرأكها؟ فقال: أقرأنيها إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ فمدها»

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو پڑھایا کرتے تھے تو اس آدمی نے پڑھا: إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ اور لِلْفُقَرَآءِ کو بغیر مد کے پڑھا تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس طرح نبی کریم ﷺ نے مجھے نہیں پڑھایا تھا۔ اس آدمی نے عرض کیا: پھر آپ کو کیسے پڑھایا تھا؟ تو فرمانے لگے: آپ ﷺ نے مجھے إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ پڑھایا تھا تو لِلْفُقَرَآءِ میں مد کی تھی۔''[1]

اس روایت کو طبرانی نے معجم الاوسط اور الکبیر میں اور ابن مردویہ اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ اور محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انھی دلائل و براہین کو سامنے رکھ کر (نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں جو قرآن مجید ترتیل سے پڑھا جاتا تھا) علماء نے ایک علم کی بنیاد رکھی جس کا نام علم تجوید رکھا۔ یہ سیدنا علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے مذکورہ اقوال سے مستنبط کیا گیا ہے کیونکہ صحابی کی تفسیر حجت ہے، حتی کہ علامہ محمد مکی نصر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (نهاية قول المفيد) میں علماء کا تجوید کے وجوب پر اجماع نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

«فَقَدِ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ الْمَعْصُومَةُ مِنَ الْخَطَإِ عَلٰى وُجُوبِ التَّجْوِيدِ مِنْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى زَمَانِنَا وَلَمْ يَخْتَلِفْ فِيهِ أَحَدٌ مِّنْهُمْ وَهٰذَا مِنْ أَقْوَى الْحُجَجِ»

''اُمت اسلامیہ کا نبی کریم ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک تجوید و ترتیل کے وجوب پر اجماع ہے اور کسی نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا اور یہ تمام دلائل سے قوی حجت ہے۔''[2]

اور علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«لَا شَكَّ أَنَّ الْأُمَّةَ كَمَا هُمْ مُتَعَبَّدُونَ بِفَهْمِ مَعَانِي الْقُرْآنِ وَإِقَامَةِ حُدُودِهِ

[1] الدر المنثور، ص:449، السلسلة الصحيحة، حديث: 2237. [2] هداية القاري إلى تجويد كلام الباري، ص:26.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کو پڑھا جا۔

مُتَعَبِّدُونَ بِتَصْحِيحِ أَلْفَاظِهِ وَإِقَامَةِ حُرُوفِهِ عَلَى الصِّفَةِ الْمُتَلَقَّاةِ مِنْ أَئِمَّةِ الْقِرَاءَةِ الْمُتَّصِلَةِ بِالْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ الْأَفْصَحِيَّةِ الْعَرَبِيَّةِ الَّتِي لَا تَجُوزُ مُخَالَفَتُهَا وَالْعُدُولُ عَنْهَا إِلَى غَيْرِهَا»

''اس بات میں شک نہیں کہ اُمت جس طرح قرآن مجید کے فہم اور اس کی حدود قائم کرنے میں ثواب کی مستحق ہے، اسی طرح وہ اس بات پر بھی اجر کی مستحق ہے کہ اس کے الفاظ صحیح طور پر ادا کیے جائیں اور اس کے حروف اسی طریقے کے مطابق ادا کیے جائیں جو ائمۂ قراءات سے اخذ کیا گیا ہے اور اس کی سند نبی کریم ﷺ کے فصیح عربی دور سے متصل ہے، نیز ان احکام وقوانین کی مخالفت اور انحراف کسی صورت جائز نہیں۔''[1]

اور مزید اپنی کتاب ''المقدمۃ الجزریۃ'' میں فرماتے ہیں:

وَالْأَخْذُ بِالتَّجْوِيدِ حَتْمٌ لَازِمٌ   مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ الْقُرْآنَ آثِمُ

لِأَنَّهُ بِهِ الْإِلٰهُ أَنْزَلَا   وَهٰكَذَا مِنْهُ إِلَيْنَا وَصَلَا

''تجوید کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ جو تجوید کے ساتھ قرآن مجید نہیں پڑھتا، وہ خطاکار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجوید کے ساتھ ہی قرآن مجید نازل کیا ہے اور اسی (تجوید) کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تک پہنچا ہے۔''[2]

تجوید وترتیل کے بغیر قرآن پڑھنے والا گنہگار اس لیے ہوتا ہے کہ جب وہ ترتیل وتجوید کا لحاظ نہیں رکھے گا تو حروف صحیح نہیں ادا ہوں گے اور جب حروف صحیح طور پر نہ پڑھے جائیں تو ان کے معنی بھی غلط ہوں گے جس کی چند مثالوں سے وضاحت کی جاتی ہے:

- ہم نماز پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں: اَللّٰہُ أَکْبَرُ ''اللہ بہت بڑا ہے۔'' لیکن اگر غلط طور پر بغیر تجوید کے پڑھے گا تو وہ اکبر کے کاف کو موٹا کر کے اقبر پڑھ دے گا جس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ اللہ نے قبر کھودی۔ ظاہر ہے کہ یہ اللہ کی توہین ہے، نعوذ باللہ۔ اس سے نماز کیسے سلامت رہے گی؟

[1] النشر في القراءات العشر: 1/237. [2] المقدمة لمتن الجزرية، رقم البيت: 28,27.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر نماز میں ہم کہتے ہیں: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ جس کے معنی ہیں: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔'' لیکن اگر اس ''حا'' کو ''ھا'' بنا کر (اَلْھَمْدُ) پڑھ دیا تو اس کے معنی یہ ہو جائیں گے: ''آگ کی حرارت کا ختم ہونا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' جبکہ یہ معنی تو یہاں مقصود ہی نہیں۔

اسی طرح قرآن مجید میں ہم پڑھتے ہیں: ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قادر ہے''[1] اگر ہم نے قدیر کی قاف کو باریک کر کے کدیر پڑھ دیا تو معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کدورت رکھنے والا ہے اور یہ بندوں کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی گندی صفات سے منزہ اور مبرا ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جنتیوں کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا﴾ ''ہم جنتیوں کو گھنے سایوں میں داخل کریں گے۔''[2] اگر یہاں ''ظا'' کو موٹا نہ پڑھا بلکہ باریک پڑھ دیا تو یہ (ذلا ذلیلا) بن جائے گا جس کے معنی ہوں گے: ہم جنتیوں کو بڑی ذلالتوں میں داخل کریں گے۔ اس سے مفہوم بالکل الٹ ہو جائے گا۔

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ ''بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں۔''[3] اب اگر ﴿الْمُبَذِّرِيْنَ﴾ کی ذال کو موٹا پڑھ دیں تو یہ ظا بن جائے گی جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ختنے کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ ذرا سوچیں، ایک تو قرآن کا مفہوم غلط ہوا اور دوسرا فطرت کی دس چیزوں میں سے ایک ختنہ کرنا بھی ہے۔ ایک طرف تو ختنہ کرنا فطرت کی علامت ہے، دوسری طرف ہم اس کو صرف اپنی جہالت کی بنا پر شیطانی فعل بنا رہے ہیں۔

اسی طرح قرآن مجید میں حکم ربانی ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝﴾ ''(اے محمد ﷺ!) آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔''[4] اگر وَانْحَرْ جو کہ نَحَرَ سے ہے جس کے معنی قربانی کرنے کے ہیں، اس کو حا کے بجائے ھا پڑھ دیا تو نَهَرَ (ڈانٹنے) سے ہوگا۔ اس کے معنی ہوں گے: اے محمد! آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور ڈانٹیں۔ یہ کس قدر گستاخانہ مفہوم بن جائے گا۔

اسی طرح ہم صبح و شام تینوں قل (سورۂ إخلاص، والفلق، والناس) پڑھتے ہیں: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ

---

[1] البقرۃ 2:20. [2] النسآء 4:57. [3] بني إسرآئيل 17:27. [4] الکوثر 108:2.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿اَحَدٌ﴾ کے معنی یہ ہیں: ''کہو: وہ اللہ ایک ہے۔'' لیکن اگر ہم نے ﴿قُلْ﴾ کے قاف کو باریک کر دیا تو یہ كُلْ بن جائے گا جس کے معنی یہ ہو جائیں گے: کھاؤ وہ اللہ ایک ہے۔

❀ اسی طرح اگر ترتیل وتجوید کی معرفت نہ ہو تو آیات قرآنیہ پر بغیر معرفت کے اس انداز سے وقف ہو جاتا ہے جس سے معنی خراب ہو جاتے ہیں، مثلاً: اللہ کے فرمان: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ﴾[1] پر وقف کریں تو معنی یہ ہوتے ہیں: ''اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ''۔ حالانکہ نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے تو یہاں وقف نہیں ہوگا بلکہ ہر آیت پر وقف کریں یا جہاں معنی پورے ہوتے ہوں جیسا کہ اسی آیت کے اگلے الفاظ ہیں: ﴿وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى﴾ ''جب تم نشے میں ہو'' تو وہاں وقف درست ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اوقاف کی معرفت ترتیل وتجوید کے بغیر ناممکن ہے اور بسا اوقات لازمی وقف کرنا ہوتا ہے لیکن ہم نہیں کرتے بلکہ وصل کرتے ہیں، مثلاً: ﴿وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾[2] کو اگر اکٹھا پڑھیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے: اے نبی! آپ کو ان (مشرکوں وکافروں) کی یہ باتیں غم میں نہ ڈالیں کہ ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ حالانکہ یہی تو لڑائی تھی کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو عبادت کے لائق نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کے شریک بھی بناتے تھے لیکن یہ معنی کب پیدا ہوا جب ہم نے اسے ملا کر پڑھا، اس لیے ﴿قَوْلُهُمْ﴾ پر ٹھہرنا لازمی اور ضروری ہے، پھر آگے پڑھیں تو معنی یہ ہوں گے: تمھیں ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں۔ ساری عزت تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے (وہی تمھیں عزت دے گا، یہ تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے)۔

میرے محترم بھائی! تجوید کے بغیر قرآن مجید تو کیا، نماز کی دعاؤں کا مفہوم بھی تبدیل ہو جاتا ہے، مثلاً: ہم دعائے استفتاح میں پڑھتے ہیں: «وَتَبَارَكَ اسْمُكَ» جس کے معنی ہیں: اے اللہ! تیرا نام بڑا بابرکت ہے۔ بعض لوگ تجوید کی معرفت نہ ہونے سے سین کو ثا بنا کر (اثمك) پڑھ دیتے ہیں جس کے معنی یہ بن جاتے ہیں: اے اللہ! تیرا گناہ برکت والا ہے، نعوذ باللہ۔ کیا ہم اس طرح اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہے ہیں یا برائی بیان کر رہے ہیں؟

---

[1] النسآء 43:4. [2] یونس 65:10.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے محترم بھائیو! اسی لیے قرآن مجید کو ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوں گے۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ ہم قواعد اور قانون دو سال میں یاد کریں۔ یہ قواعد اصل مقصود نہیں، اصل مقصود تو وہ کیفیت ہے جس کیفیت پر قرآن مجید نازل ہوا۔ وہ ترتیل کی کیفیت ہے جو بغیر استاد کے ممکن نہیں، اس لیے جو شخص استاد سے نہیں پڑھتا بلکہ خود ہی پڑھتا ہے، وہ صحیح نہیں پڑھ سکتا جیسا کہ علامہ الحسینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَن يَأخُذِ العِلمَ عَن شَيخٍ مُشافَهَةً
يَكُن عَنِ الزَّيغِ والتَّصحِيفِ في حَرَمِ
وَمَن يَكُن آخِذًا لِلعِلمِ مِن صُحُفٍ
فَعِلمُهُ عِندَ أَهلِ العِلمِ كَالعَدَمِ

''جو شخص کسی شیخ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے علم حاصل کرتا ہے، اس کا علم ٹیڑھ پن اور تحریف سے محفوظ رہتا ہے اور جو شخص صحائف (کتابوں) سے علم حاصل کرتا ہے، اس کا علم اہل علم کے نزدیک نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔''[1]

اس لیے سعادت مند وہ ہے جو قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھتا ہے جیسا کہ علامہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَلْيَحْرِصِ السَّعِيدُ فِي تَحْصِيلِهِ وَلَا يَمَلَّ قَطُّ مِنْ تَرْتِيلِهِ

''سعادت مند کو چاہیے کہ اس کی تحصیل کا حریص ہو اور اس کی ترتیل سے کبھی اکتاہٹ محسوس نہ کرے۔''[2]

اور یہی بار بار پڑھنا (مشق کرنا) قاری اور غیر قاری کا فرق ہے جیسا کہ علامہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ تَرْكِهِ إِلَّا رِيَاضَةُ امْرِئٍ بِفَكِّهِ

[1] القول السديد في بيان حكم التجويد، ص: 50. [2] طيبة النشر، شعر نمبر: 12.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’قاری اور غیر قاری کے درمیان فرق صرف منہ کی ریاضت (مشق) کا ہے۔‘‘[1]

لیکن افسوس کہ ہم خود تو تجوید و ترتیل حاصل نہیں کرتے، الٹا جنھوں نے حاصل کی ہے یا کر رہے ہیں، انھیں طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ واقعی کسی نے خوب کہا ہے:

«اَلْقَارِئُ بِالتَّجْوِيدِ مُحْسِنٌ مَّأْجُورٌ وَمُخَالِفُهُ إِمَّا مُسِيئٌ مَأْزُورٌ أَوْ مُقَصِّرٌ مَغْرُورٌ أَوْ ضَعِيفٌ مُتَتَعْتِعٌ مَعْذُورٌ»

’’قرآن مجید کو تجوید سے پڑھنے والا اچھا کام کرنے والا ہے اور اجر پانے والا ہے۔ اور اس کی مخالفت کرنے والا غلطی کا مرتکب اور گنہگار ٹھہرتا ہے، نیز تجوید کی مخالفت وہ کرے گا جو مغرور و متکبر ہوگا۔ یا وہ شخص جو ہکلاتے ہوئے (اٹک اٹک کر) پڑھتا ہے مگر وہ اس وجہ سے معذور کہلائے گا۔‘‘

علامہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«مَنْ يُحْسِنِ التَّجْوِيدَ يَظْفَرْ بِالرَّشَدِ»

’’جو اچھی طرح تجوید میں ماہر ہوگا، وہ ہدایت پائے گا۔‘‘[2]

تجوید کے مخالف کی تین حالتیں

تجوید کا مخالف مندرجہ ذیل تین حالتوں سے خالی نہیں ہوتا:

- وہ گنہگار ہے اور غلط آدمی ہے کیونکہ وہ قاری نہیں بلکہ سیدھا قرآن سے بغض رکھتا ہے۔
- وہ متکبر ہے اور خود قرآن سیکھتا نہیں، اس لیے اس کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ مَنْ جَهِلَ شَيْئًا عَادَاهُ ’’جو کسی چیز سے ناواقف ہو تو وہ اس ناواقفیت کی بنا پر اس سے عداوت رکھتا ہے۔‘‘ یعنی اپنے تکبر و اَنا کی وجہ سے اسے سیکھتا نہیں، پھر اس محرومی کو مخالفت کی آگ کا لبادہ پہنا دیتا ہے۔
- وہ کمزور آدمی ہے اور اس کی زبان اٹکتی ہے تو وہ اس وجہ سے اس کی مخالفت کرتا ہے۔ اس کی یہ مخالفت ایک عذر کی بنیاد پر ہے۔

[1] المقدمة الجزرية، شعر نمبر: 33. [2] شرح المقدمة الجزرية: 10/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے مسلمان بھائیو! ذرا سوچیں، اگر آپ ان تینوں میں سے کسی ایک قسم پر ہیں تو فوری توبہ کریں اور محسن اور اجر پانے والوں میں سے ہو جائیں۔ قیامت کے دن کیا جواب دو گے کہ ہم مشغول تھے اور ہمیں ہمارے کاروبار کے مندہ پڑ جانے کا خطرہ تھا؟ لیکن افسوس تو اس پر ہے جو مدارس دینیہ میں کئی سال لگا کر فارغ ہوتا ہے، اس کے خطاب کا آہنگ تو آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہوتا ہے لیکن جب فاتحۃ القرآن ہی پڑھے تو واللہ! شرم آتی ہے کہ اتنا اچھا مقرر اور قرآن کے بارے میں اتنا کورا شخص ہے؟! دوسری طرف جو قاری بنتے ہیں، انھیں یہی فکر ہوتی ہے کہ میں نے پڑھنا کیسے ہے؟ کچھ پتہ نہیں کہ جو پڑھ رہا ہوں، اس کے معنی کیا ہیں؟ بالفاظ دیگر قراءت تو بڑی اچھی ہے لیکن سورۂ فاتحہ کا ترجمہ بھی نہیں آتا۔ یہ تو دینی لوگوں کا حال ہے کہ وہ افراط و تفریط کا شکار ہیں اور یہ دو انتہائیں ہیں۔ جب تک ان کو یکجانہ کیا جائے، خاطر خواہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے، اس لیے میں علماء سے انتہائی ادب سے گزارش کروں گا کہ وہ قرآن مجید کو اس طرح پڑھنے کی سعی و جدوجہد ضرور کریں اور سیکھیں جس طرح ہمارے نبی ﷺ نے پڑھا تھا اور وہ ترتیل ہے جو ہم تک پہنچی ہے۔ قرآن چونکہ عربی زبان میں ہے، اسے عربی لہجے ہی میں پڑھنا چاہیے۔

علامہ موسیٰ نصر ﷾ فرماتے ہیں:

«إِنَّ الْقُرْآنَ وَصَلَنَا مُتَوَاتِرًا بِلُغَتِنَا وَصِفَةَ تِلَاوَتِهِ أَيْضًا مُتَوَاتِرَةٌ إِذْ هُمَا أَيِ اللَّفْظُ وَصِفَةُ التِّلَاوَةِ مُتَلَازِمَانِ تَلَازُمَ ذَاتِ الشَّيْءِ الْوَاحِدِ صِفَتَهُ»

”قرآن مجید اپنی لغت (عربی) کے ساتھ ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچا ہے اور اس کی صفت تلاوت (ترتیل و تجوید) بھی متواتر ہے گویا کہ لفظ اور اس کی صفت دونوں لازم و ملزوم ہیں جس طرح ایک چیز کے ساتھ اس کی صفت لازمی ہوتی ہے۔“[1]

اب دیکھیں، اگر ہم کہیں کہ ڈاکٹر صاحب آئے ہیں تو ظاہر ہے ڈاکٹری ان کی صفت ہے۔ وہ جب آئے ہیں تو ڈاکٹری ساتھ لے کر آئے ہیں، گھر چھوڑ کر تو نہیں آئے۔ اسی طرح قرآن مجید اگر عربی زبان میں ہے تو اس کی صفتِ تلاوت بھی ہم تک محفوظ پہنچی ہے، اس لیے جہاں ہم قرآن مجید کو متواتر سمجھ کر

[1] القول المفيد، ص:14.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرتے ہیں، اس کی صفت بھی حاصل کرنا ہوگی اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول کریم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے۔ اسی طرح میں قرائے کرام سے بھی گزارش کروں گا کہ جہاں انھوں نے قرآن مجید کی تلاوت کی نوک پلک کو سنوارنے میں وقت لگایا ہے تو وہ اس قرآن مجید کا فہم بھی حاصل کریں کیونکہ جب تک عمل نہیں ہوگا، اکیلا تلاوت کر لینا اس کے لیے نفع بخش نہیں ہوگا اور عمل کرنا علم پر موقوف ہے۔ اگر کسی کو قرآن مجید کے معانی و مطالب اور مفاہیم و مدعا کا پتہ نہیں ہوگا تو پھر وہ کیا عمل کرے گا اور کیسے کرے گا؟ اگر یہ دونوں شعبے علماء و قراء اپنی اپنی انتہاء کو چھوڑ کر دونوں کو ملا کر چلیں گے تو ان شاء اللہ العزیز معاشرے کی ایک عظیم اکثریت بہترین انسان عالم وقاری بنے گی جس سے بوڑھے، بچے اور ادھیڑ عمر لاکھوں لوگ جو ناظرہ بھی پڑھنے پر قادر نہیں اور قرآن کے بارے میں بالکل نابلد ہیں، ان کی زندگیاں سدھر جائیں گی اور ان کی زندگیوں کے سدھرنے سے ایک اچھا معاشرہ قائم ہوگا اور قیامت کے روز اس نیکی کا سہرا علماء وقراء کے سروں پر سجایا جائے گا۔ www.kitabosunnat.com

اے میرے مسلمان بھائی! یہ تھی قرآن مجید کے دوسرے حق کی پہلی شرط کہ ہم قرآن کو اس طرح پڑھیں جس طرح پڑھنے کا حق ہے اور حق اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک ترتیل و حروف کی شناخت و پہچان اور ان کی ادائیگی کی صلاحیت حاصل نہ کی جائے جس کے بارے میں ہم نے دلائل پیش کیے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ لفظ کے بدلنے سے معانی بدلتے ہیں جس سے مراد الٰہی بھی بدلتی ہے اور بسااوقات تو نماز بھی باطل ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، چنانچہ ان مختصر دلائل کو پڑھنے کے بعد بھی اگر اس نعمت جلیلہ کی طرف توجہ نہ دی جائے اور اسے اپنے ماتھے کا جھومر نہ بنایا جائے اور ترتیل (تجوید) کا انکار کیا جائے تو پھر شاعر کا یہ قول پیش خدمت ہے:

وَلَيْسَ يَصِحُّ فِي الْأَذْهَانِ شَيْئٌ

إِذَا احْتَاجَ النَّهَارُ إِلَى دَلِيلٍ

''اس ذہن کی صحت کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے جو دن چڑھے ہوئے کی دلیل مانگے۔''[1]

---

[1] دلائل الإعجاز للجرجاني، ص: 143.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا ذہن صحیح نہیں ہوتا، اس کے علاج کی ضرورت ہے۔ اور وہ علاج قرآن وسنت کی طرف رجوع اور یوم آخرت کا ڈر، نیز قرآن مجید اور اس کے اتارنے والے کی عظمت کا احساس ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کو اس طرح پڑھنے کی توفیق دے جس طرح ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ نے پڑھا تھا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھا جائے

کسی بھی زبان کا مقامِ عروج (Climex) بولنے سے جلوہ گر ہوتا ہے اور حسنِ سماعت کا ذوق تقریباً ہر انسان میں ودیعت کیا گیا ہے اور اچھی آواز ہر شخص کو بھاتی ہے، اس لیے قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنا ضروری ہے اور چونکہ اسلام ایک دینِ فطرت ہے اور وہ خالق ربانی کے فطری جذبوں کو یکسر ختم نہیں کرتا بلکہ ان تمام دواعی کو صحیح راستوں پر ڈال دیتا ہے، چنانچہ حسنِ نظر اور حسنِ سماعت انسان کے قدرتی داعیات میں سے ہے، اسی لیے قرآن مجید کو خوش اسلوبی اور خوبصورت آواز میں پڑھنے کا باقاعدہ حکم دیا گیا۔ سیدنا براء بن عازب، ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ»

”قرآن مجید کو اپنی آوازوں کے ساتھ زینت دو۔“ [1]

پھر اس کی توجیہ بھی بیان کی کہ اچھی آواز سے کیوں پڑھنا ہے، چنانچہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«حُسْنُ الصَّوْتِ زِينَةُ الْقُرْآنِ»

”اچھی آواز قرآن مجید کی زینت ہے۔“ [2]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا»

---

[1] سنن النسائي، حديث: 1016. [2] السلسلة الصحيحة، حديث: 1815.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’قرآن مجید کو اپنی آوازوں کے ساتھ زینت دو کیونکہ اچھی آواز قرآن کریم کے حسن کو مزید زیادہ کر دیتی ہے۔‘‘[1]

چنانچہ قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ اور جو قرآن مجید کو اچھی آواز میں نہیں پڑھتا، اس کے بارے میں وعید آئی ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ»

’’جو شخص قرآن مجید کو حسنِ صوت سے نہیں پڑھتا، وہ ہم میں سے نہیں۔‘‘[2]

اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود قرآن مجید کو اچھی آواز سے پڑھتے تھے جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ»

’’میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورت ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○﴾ پڑھتے سنا۔ میں نے کسی کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر حسین آواز والا نہیں سنا۔‘‘[3]

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت آواز کے بارے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ»

’’اللہ تعالیٰ کسی بات کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جس قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے کو متوجہ ہو کر سنتا ہے جبکہ آپ قرآن مجید کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھ رہے ہوتے ہیں۔‘‘[4]

صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی اچھی اور خوبصورت آواز میں قرآن نہیں پڑھتے تھے بلکہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خوبصورت آواز میں پڑھتے تھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہتے کہ مجھے قرآن سناؤ

[1] السلسلة الصحيحة، حديث: 771. [2] سنن أبي داود، حديث: 1471. [3] صحيح البخاري، حديث: 769.
[4] صحيح البخاري، حديث: 7482.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قرآن سناؤں، حالانکہ قرآن مجید تو آپ پر نازل ہوا ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إني أحب أن أسمعه من غيري»

''میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی دوسرے سے قرآن سنوں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں نے سورۂ نساء پڑھی۔ [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک آدمی کی قراءت سنی۔ فرمانے لگے: یہ کون ہے؟ بتایا گیا: یہ عبداللہ بن قیس ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَقَدْ أُوتِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ»

''یہ شخص آلِ داود کے سازوں میں سے ایک ساز دیا گیا ہے۔'' [2]

یعنی داود علیہ السلام کی آل کی بانسریاں۔ سیدنا داود علیہ السلام خوبصورت آواز میں زبور پڑھتے۔ خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رلاتے، نیز سیدنا داود علیہ السلام زبور کو 70 لہجوں میں پڑھتے تھے۔ [3]

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو قرآن پڑھتے سنا تو ان سے فرمایا: ''میں رات کو تیری قراءت سن رہا تھا۔'' «لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ» ''تو آلِ داود کی مزامیر (بانسریوں) میں سے ایک مزمار دیا گیا ہے۔'' [4]

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر مجھے پتہ چل جاتا تو «لَحَبَّرْتُهُ لَكَ تَحْبِيرًا» ''میں آپ کے لیے اور زیادہ حسین پڑھتا۔'' [5]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب بھی سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو کہتے:

«ذَكِّرْنَا رَبَّنَا يَا أَبَا مُوسٰى فَيَقْرَأُ عِنْدَهُ»

''اے ابوموسیٰ! ہمارے رب کی یاد تازہ کرو تو پھر وہ ان کے پاس قرآن مجید پڑھتے۔'' [6]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک دن میں عشاء کی نماز کے بعد دیر سے گھر پہنچی،

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 5049، 5050، وصحيح مسلم، حديث: 800. [2] سنن ابن ماجه، حديث: 1341. [3] فتح الباري: 90/9. [4] صحيح مسلم، حديث: 793. [5] فتح الباري: 116/9. [6] سنن الدارمي»

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب گھر آئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: کہاں تھی؟ میں نے کہا: میں آپ کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سن رہی تھی، میں نے اس جیسی قراءت اور آواز کسی کی نہیں سنی۔ نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اسے غور سے سنا اور میری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے: ''یہ سالم مولی ابی حذیفہ ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری اُمت میں ایسے شخص بھی پیدا کیے ہیں۔''[1]

عبدالرحمٰن بن سائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے جبکہ ان کی آنکھوں کی بینائی جا چکی تھی۔ میں نے انھیں سلام کیا تو اُنھوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے بتلایا تو کہنے لگے:

«مَرْحَبًا يَابْنَ أَخِي بَلَغَنِي أَنَّكَ حَسَنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ»

''خوش آمدید میرے بھتیجے! میں نے سنا ہے کہ آپ قرآن کی تلاوت بڑی حسین آواز میں کرتے ہیں۔''

پھر کہنے لگے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو قرآن غنا (خوبصورت آواز) سے نہیں پڑھتا، وہ ہم میں سے نہیں۔''[2]

مسند ابی عوانہ میں روایت ہے:

«أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، كَانَ يُقَدِّمُ الشَّابَّ الْحَسَنَ الصَّوْتِ لِحُسْنِ صَوْتِهِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ»

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نوجوان کو اس کی اچھی آواز کی وجہ سے قوم سے مقدم کرتے تھے۔ (وہ امامت کرواتا تھا۔)''[3]

امام نووی رحمہ اللہ نے علمائے سلف و خلف کا اجماع نقل کیا ہے کہ صحابہ، تابعین اور علمائے امصار سب متفق ہیں کہ قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے۔[4]

◄◄ حدیث: 3494. [1] سنن ابن ماجه، حديث: 1338. [2] سنن ابن ماجه، حديث: 1337. [3] مسند أبي عوانة: 479/4. [4] التبيان، ص: 87، وفتح الباري: 91/9.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«أما تحسين الصوت وتقديم حسن الصوت على غيره فلا نزاع في ذلك»

''آواز کو اچھا کرنے اور اچھی آواز والے کو دوسروں پر مقدم کرنے میں کوئی اختلاف نہیں، یہ اتفاقی چیز ہے۔''[1]

اس سابقہ بیان سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت ضروری ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اچھی آواز کا معیار یہی ہے کہ صرف آواز اچھی ہو؟ نہیں، اس کا یہ قطعاً مطلب نہیں۔ آواز کا اچھا ہونا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، وہ جسے چاہے دے۔ کتنے ہی قراء ایسے ہیں جنھوں نے حفظ بھی مکمل نہیں کیا مگر ان کی آواز اتنی پیاری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں مسجد نبوی جیسی عظیم جگہوں میں امامت کا موقع دیا اور کتنے ہی ماہر قراء اور عالم ہیں لیکن ان کی آواز بالکل سادہ ہے۔ ان کی ادا تو عمدہ ہے لیکن آواز زیادہ خوبصورت نہیں، اس لیے اچھی آواز کا اصل معیار وہ ہے جو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ الَّذِي إِذَا سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ رَأَيْتَ أَنَّهُ يَخْشَى اللهَ»

''لوگوں میں سے قرآن مجید کی خوبصورت آواز میں تلاوت کرنے والا وہ ہے کہ جب تم اسے پڑھتے ہوئے سنو تو ایسے لگے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔''[2]

اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«أَحْسَنُ النَّاسِ قِرَاءَةً الَّذِي إِذَا قَرَأَ رَأَيْتَ أَنَّهُ يَخْشَى اللهَ»

''لوگوں میں سے اچھی قراءت والا وہ ہے کہ جب وہ قراءت کرے تو آپ کو لگے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔''[3]

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب آیت خوف پڑھتے تو اس سے پناہ مانگتے اور جب آیت رحمت پڑھتے تو اس کا سوال کرتے اور جب ایسی آیت تلاوت فرماتے جس میں اللہ

---

[1] فتح الباري: 91/9. [2] صحيح الجامع، حديث: 2202، وسنن ابن ماجه، حديث: 1331. [3] صحيح الجامع، حديث: 194.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی پاکی بیان ہوئی ہوتی تو سبحان اللہ کہتے۔[1]

مومن کا منہج چونکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف اور اس کی جنت کی اُمید کے درمیان ہوتا ہے جو اس حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تحسین فقط کانوں پر ہاتھ رکھ کر خوبصورت پڑھنا نہیں بلکہ بڑے پیار، وقار، میٹھی آواز اور بغیر تکلف وتصنع کے لطیف ومدہ تلاوت کا نام ہے جس میں لہجۂ عرب کے موافق پڑھتے وقت خشوع وخضوع اور وقار بھی قائم رہے۔ تلاوت کے وقت پیشانی پر شکن ڈالنا اور جلد جلد پلکیں گرانا یا زور سے آنکھیں بند کرنا، ناک پھلانا، منہ کو ٹیڑھا کرنا، گرج دار و رعشہ زدہ آواز نکالنا اور منہ کو گھرا کر کے گلے سے زور زور سے آواز نکالنا یہ سب تکلفات ہیں۔ اس سے طبیعتیں نفرت کرتی ہیں اور دل بیزار ہوتے ہیں اور یہی وہ تکلفات ہیں جنھوں نے لوگوں کو ترتیل وتجوید سے دور کر دیا ہے۔ اسی کے بارے میں سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَخَافُ عَلَيْكُمْ سِتًّا: إِمَارَةَ السُّفَهَاءِ، وَسَفْكَ الدَّمِ، وَبَيْعَ الْحُكْمِ، وَقَطِيعَةَ الرَّحِمِ، وَنَشْوًا يَتَّخِذُونَ الْقُرْآنَ مَزَامِيرَ، وَكَثْرَةَ الشُّرَطِ»

''مجھے تم پر چھ چیزوں کا خوف ہے: ① بیوقوفوں کی امارت ② خونریزی ③ حکم کی بیع (رشوت لے کر فیصلہ تبدیل کرنا) ④ قطع رحمی (قطع تعلق) ⑤ چھوٹے بچے قرآن مجید کو بانسریاں (گیت) بنالیں گے ⑥ فوجی دستوں کی کثرت۔''[2]

اس حدیث میں مقصود پانچویں چیز ہے کہ قرآن مجید کو گیتوں کی طرح پڑھیں گے، خشیت نہیں ہوگی اور اپنا نام پیدا کرنے کے لیے مذکورہ حربے استعمال کریں گے۔ آواز جتنی مرضی حسین ہو، ایسے شخص کو برباد کر دے گی۔ اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ریاکاری سے ڈراتے ہوئے خاص طور پر یہ فرمایا:

«أَكْثَرُ مُنَافِقِي أُمَّتِي قُرَّاؤُهَا»

''میری اُمت کے اکثر منافق قاری ہوں گے۔''[3]

میرے محترم ومعزز بھائی! جب بھی تلاوت کریں، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کریں۔ آواز جیسی بھی ہو،

---

① صحيح الجامع، حديث: 4782. ② مسند أحمد: 494/3، وصحيح الجامع، حديث: 216. ③ صحيح الجامع، حديث: 1203، والسلسلة الصحيحة، حديث: 750.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مقصود ہو نہ کہ لوگوں کو راضی کرنا اور لوگوں کی رضا حاصل بھی نہیں ہو سکتی بلکہ اللہ تعالیٰ کا مجرم بنا دیتی ہے۔

امام آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«ينبغي لمن رزقه الله حسن الصوت بالقرآن أن يعلم أنّ الله عزّ وجلّ قد خصه بخير عظيم فليعرف قدر ما خصه الله عزّ وجلّ به وليقرأه لله لا للمخلوقين وليحذر من الميل إلى أن يستمع منه ليحظى به عند السامعين رَغبة فِي الدُّنيا وَالمَيل إلى الثناء والجاه عِند أبناء الدُّنيا وَالصّلاة بالملوك دُونَ الصّلاةِ بِعوام الناس. فَمَنْ مالت نفسه إلى ما نهيته عنه خِفت أن يَكون حُسنَ صَوْتِهِ فِتْنَةً عَلَيْهِ وَإِنَّمَا يَنفعه حُسنُ صَوْتِهِ إذا خَشِيَ الله عَزَّ وَجَلَّ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَانَ مُرَادُهُ أَنْ يُسْتَمَعَ مِنْهُ الْقُرآنُ لِيَنتَبِهَ أَهْلُ الْغَفْلَةِ عَنْ غَفْلَتِهِمْ فَيَرْغَبُوا فِيمَا رَغَّبَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَنْتَهُوا عَمَّا نَهَاهُمْ عَنْهُ. فَمَنْ كَانَتْ هٰذِهِ صِفَتُهُ انْتَفَعَ بِحُسْنِ صَوْتِهِ وَانْتَفَعَ بِهِ النَّاسُ»

''اللہ رب العزت نے جسے اچھی آواز سے نوازا ہو، اسے اس نعمت کا احساس ہونا چاہیے کہ اللہ رب العزت نے اسے کس قدر شرف بخشا ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ اس کی قدر کرے اور صرف اللہ رب العزت ہی کے لیے تلاوت کرے، مخلوق کی خوشنودی کے لیے تلاوت نہ کرے۔ اور وہ اپنے اندر یہ لالچ پیدا نہ ہونے دے کہ اپنی خوبصورت آواز کے ذریعے سے لوگوں کو محظوظ کر کے ان سے دنیوی فوائد حاصل کرنے کی کوشش میں لگ جائے، نیز دنیا داروں سے داد و تحسین لینے اور اپنی واہ واہ کروانے کی غرض سے تلاوت نہ کرے اور نہ دولت مندوں اور بادشاہوں کو اپنی خوبصورت آواز میں قرآن سنانے اور انھیں نماز پڑھانے کے لیے مارا مارا پھرے۔ یاد رکھیں، اگر کوئی شخص ان امور سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا تو اس کے لیے اس کی آواز ہی فتنہ بن جائے گی، البتہ جو قاری مخفی اور علانیہ طور پر اللہ رب العزت سے ڈرتا ہے اور مقصود و مطلوب صرف اللہ رب العزت کی خوشنودی کو بناتا ہے تو اس کی آواز اس کے لیے نفع مند بن جاتی ہے۔ ایسا قاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نیت سے لوگوں کو قرآن سناتا ہے تاکہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں، اللہ رب العزت نے جس کام کی ترغیب دی ہے، اس میں رغبت کرنے لگیں اور جس کام سے روکا ہے، اس سے رک جائیں تو ایسا شخص خود بھی اپنی آواز سے نفع اٹھاتا ہے اور لوگ بھی اس کی آواز سے نفع اٹھاتے ہیں۔''[1]

الغرض اچھی آواز وہی تصور کی جائے گی جس میں قرآن مجید کو بغیر کسی تکلف و بناوٹ کے انتہائی وقار و اطمینان اور خشیت الٰہی کے ساتھ، نیز ٹھہر ٹھہر کر ہر ہر حرف کو واضح کر کے اور آواز کو لمبا کر کے پڑھا جائے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ مَدًّا»

''اللہ کے رسول ﷺ اپنی آواز کو قرآن مجید کے ساتھ لمبا کرتے تھے۔''[2]

رسول اللہ ﷺ کا یہ طریقہ وقار، اطمینان اور خشیت کو واضح کرتا ہے اور تکلف، تصنع، بناوٹ اور غلو کی نفی کرتا ہے۔ اسی لیے علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ نے بھی قاری کی تعریف یہی کی ہے:

مُكَمَّلًا مِّنْ غَيْرِ مَا تَكَلُّفِ بِاللُّطْفِ فِي النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ

''قاریِ قرآن عمدہ ادائیگی کرنے والا (صحیح تلفظ کو ادا کرنے والا) اور تکلف اور بے راہ روی سے بچنے والا (تجوید کے خلاف نہ پڑھنے والا) ہوتا ہے۔''[3]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید خوبصورت سے خوبصورت ترین آواز میں پڑھنے کی توفیق دے اور اس صفت کو اپنانے کی توفیق دے جو رب کو راضی کرے اور ریاکاری اور دکھلاوے سے بچائے۔ آمین!

قرآن مجید کو یاد کیا جائے اور اس کی روزانہ تلاوت کو معمول بنایا جائے

قرآن مجید کے حفظ کا سلسلہ نہایت ہی مبارک اور حفاظتِ قرآن کی ربانی تدابیر میں سے ایک تدبیر ہے۔ اس کی طرف توجہ و انہماک کی اشد ضرورت ہے۔ ایک وقت تھا کہ ایک ایک گھر میں کئی کئی حافظ

[1] أخلاق حملة القرآن، ص: 88. [2] صحيح الجامع، حديث: 5013. [3] المقدمة الجزرية، رقم البيت: 32.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتے تھے اور وہ گھرانا منحوس سمجھا جاتا تھا جس میں ایک شخص بھی حافظ قرآن نہ ہوتا۔ آج بھی اگر چہ قرآن مجید کے لاکھوں حافظ ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ حفظ ایک رواج بن گیا ہے۔ قرآن مجید تو اس لیے حفظ کرنا چاہیے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ ہدایت لے سکیں اور رات کی تاریکیوں میں اس سے محظوظ ہو سکیں لیکن بطور رواج یاد کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو دکھاوے اور ریا کاری کے لیے یاد کیا ہوتا ہے، وہ یاد کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے، پھر وہ اس کے لیے مصیبت بن جاتا ہے اور دین کیا سمجھنا، وہ داڑھی کو بھی کٹوا دیتا ہے لیکن ہے حافظ۔ اس نے دُنیا کا امام کیا بننا ہے، وہ باجماعت نماز کا مقتدی بھی نہیں بن پاتا بلکہ نمازیں بھی چھوڑ دیتا ہے، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں ذوق و شوق سے قرآن مجید یاد کیا جاتا اور جس نے قرآن زیادہ یاد کیا ہوتا، اس کو امامت کے لیے مقدم کیا جاتا تھا۔ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ گئے اور قباء بستی میں ٹھہرے تو ان لوگوں کو سیدنا سالم رضی اللہ عنہ، جو سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، نماز پڑھاتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ «كَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا» ''انھوں نے باقی ساتھیوں سے زیادہ قرآن مجید یاد کیا ہوا تھا۔''[1]

اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن کے قاری کو امام بنانے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ»

''قوم کا امام وہ بنے جو اللہ کی کتاب کو سب سے زیادہ پڑھنے والا ہو (جسے سب سے زیادہ قرآن مجید یاد ہو)۔''[2]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ»

''جب (نماز پڑھنے والے) تین ہوں تو ان میں سے ایک امامت کروائے اور ان تینوں میں سے امامت کا زیادہ حق وہ رکھتا ہے جو ان میں سے زیادہ (قرآن) پڑھا ہوا ہو۔''[3]

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں حافظ قرآن کو فوقیت دی جاتی تھی، اگرچہ وہ عمر میں

[1] صحيح البخاري، حديث:692. [2] صحيح مسلم، حديث:673. [3] صحيح مسلم، حديث:672.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوٹا ہوتا۔ سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ، وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ، كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ: أَلَا تُغَطُّونَ عَنَّا اِسْتَ قَارِئِكُمْ؟»

''میری قوم کے لوگوں نے نماز کی امامت کے لیے مجھے آگے کر دیا۔ میں اس وقت چھ یا سات برس کا تھا۔ میرے پاس ایک ہی چادر تھی جو سجدے کے وقت (پیچھے سے) سمٹ جاتی (اور میں برہنہ ہو جاتا تھا)۔ قبیلے کی ایک عورت نے کہا: تم اپنے قاری (امام) کی سرین ہم سے کیوں نہیں چھپاتے؟''[1]

سنن نسائی میں سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی عمر آٹھ سال مذکور ہے۔[2]

حفظ قرآن کی اتنی اہمیت تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کا نکاح قرآن کی سورتیں یاد کروانے کے عوض کر دیا جو اسے زبانی یاد تھیں۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی سے پوچھا:

«مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا، وَسُورَةُ كَذَا، عَدَّهَا، قَالَ: أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ»

''تیرے پاس قرآن میں سے کیا کچھ ہے؟'' وہ کہنے لگا: مجھے فلاں سورت اور فلاں سورت اور فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے گن کر بتائیں۔ آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا: ''کیا تو انھیں زبانی پڑھتا ہے؟'' تو اس نے ہاں میں جواب دیا۔''[3]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بچوں کو چھوٹی عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کرواتے تھے کیونکہ چھوٹی عمر میں حاصل کردہ تعلیم ذہن میں خوب راسخ ہوتی ہے جیسا کہ مشہور مقولہ ہے:

«اَلتَّعَلُّمُ فِي الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ»

''چھوٹی عمر میں تعلیم ایسے ہے جیسے پتھر پر نقش۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

[1] صحيح البخاري، حديث: 4302. [2] سنن النسائي، حديث: 790. [3] صحيح البخاري، حديث: 5030.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«...رسول اللہ... وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ»

''اللہ کے رسول ﷺ فوت ہوئے تو میں دس سال کا تھا اور میں اس وقت محکم سورتیں پڑھ چکا تھا۔''⁽¹⁾

افسوس! آج حفظ قرآن کا ذوق رواج کی حد تک رہ گیا ہے حتی کہ علماء بھی اس سے مستغنی ہو گئے ہیں۔ مساجد کے امام جنھیں قرآن مجید سے سب سے زیادہ شغف ہونا چاہیے تھا، انھوں نے جتنا یاد کیا ہوا ہے، اسی پر قناعت کر کے بیٹھے ہیں اور بار بار انھی حصوں کو فرضی نمازوں میں دہراتے رہتے ہیں۔ مزید یاد کرنے کی ہمت ہی نہیں کرتے۔

اے میرے مسلمان بھائی! کبھی تو نے سوچا کہ قرآن مجید کا تعلق تہجد کے ساتھ بڑا ہی گہرا ہے اور حقیقت میں قرآن یاد ہی تین چیزوں سے ہوتا ہے: ① تہجد میں پڑھنے سے ② امامت کروانے سے ③ قرآن مجید حفظ کروانے سے۔ لیکن ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ ہم رات کو رب کے حضور کھڑے ہو کر اس سے ہم کلام ہوں اور جنت کی بشارتیں لے لیں۔ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوتُ لَيْلَةٍ»

''جو رات کو صرف 100 آیات (نماز میں) پڑھے، اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔''⁽²⁾

اور فرمایا:

«يَاأَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ»

''اے لوگو! سلام پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور تہجد پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''⁽³⁾

غور فرمائیں! اگر قرآن حفظ نہ کیا ہوگا تو تہجد میں کیا پڑھے گا؟!

⁽¹⁾ صحيح البخاري، حديث: 5035. ⁽²⁾ صحيح الجامع، حديث: 6468، والسلسلة الصحيحة، حديث: 644. ⁽³⁾ سنن ابن ماجه، حديث: 3251.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے:

«مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِينَ»

''جو رات کو قیام میں دس آیتیں پڑھے، اس کا نام غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا اور جو سو آیات پڑھے، اس کا نام قانتین (عابدین) میں لکھا جائے گا اور جو ہزار آیات پڑھے، اس کا نام مقنطرین (بے انتہا ثواب جمع کرنے والوں) میں لکھا جائے گا۔''[1]

اے مسلمان بھائی! اگر تو رات کے قیام میں سو یا ہزار آیات نہیں پڑھ سکتا تو کم از کم دس آیتیں تو پڑھ تا کہ تیرا نام غافلوں کی لسٹ سے تو کٹ جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پاس سیدنا جبریل علیہ السلام آئے اور انھوں نے کہا:

«يَا مُحَمَّدُ! عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، وَأَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَجْزِيٌّ بِهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُهُ بِاللَّيْلِ، وَعِزَّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ»

''اے محمد (ﷺ)! جب تک چاہتے ہو، جی لو آخر آپ کو مرنا ہے اور جس سے چاہو، محبت کر لو آخر فراق ہونا ہے۔ جو چاہے عمل کر لو، اس کی جزا دی جائے گی اور جان لو کہ مومن کا شرف رات کے قیام میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے مستغنی ہونے میں ہے۔''[2]

میرے پیارے بھائی! اگر قرآن حفظ نہ کیا ہو گا تو یہ شرف کیسے حاصل ہو گا؟! صد افسوس کہ ہم بیوی کی محبت میں، ساتھیوں کے ساتھ خوش گپیوں میں، کاروبار اور سیر و تفریح میں تو رات گزار دیتے ہیں لیکن اس شرف کو حاصل نہیں کرتے۔ اگر ہم اسے رات کو نہیں پڑھ سکے تو ہم نے دن میں بھی اسے پڑھنا چھوڑ دیا ہے، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ»

[1] السلسلة الصحيحة، حديث: 643، و صحيح ابن خزيمة، حديث: 1398. [2] صحيح الجامع، حديث: 73.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص اپنے رات کے وظیفے (قرآن کا مقرر حصہ پڑھنے) سے سویا رہے یا اس کا کچھ حصہ نہ پڑھ سکے تو وہ اگر اسے فجر کی نماز سے ظہر کی نماز کے درمیان پڑھ لے تو ایسے لکھا جائے گا گویا اس نے رات ہی کو پڑھا تھا۔''[1]

آج ہماری حالت اتنی ابتر ہو چکی ہے کہ ہم اپنا چھوٹا ہوا وظیفہ مکمل کرنا تو دور کی بات، سرے سے قرآن پڑھتے ہی نہیں۔ اس میں حافظ اور غیر حافظ سب شامل ہیں۔ آج بہت سے حافظِ قرآن ایسے ہیں کہ بغیر غلطی کے ایک پارہ پڑھنے کی بھی سکت نہیں رکھتے بلکہ مہینوں گزر جاتے ہیں اور قرآن کا ایک دور نہیں کر پاتے، جبکہ حافظِ قرآن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے خصوصاً فرمایا ہے:

«إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ»

''حافظِ قرآن کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جس کے پاس ایک اونٹ بندھا ہوا ہو۔ اگر وہ اس پر پہرہ دے تو کھڑا رہتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھاگ جاتا ہے۔''[2]

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

«تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ قُلُوبِ الرِّجَالِ مِنَ الْإِبِلِ مِنْ عُقُلِهَا»

''قرآن مجید کو بار بار پڑھا کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ قرآن بندوں کے دلوں سے اونٹ کے اپنی رسی تڑوا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے نکل جاتا ہے۔''[3]

ایک روایت میں «اِسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ» ''قرآن کو دہرایا کرو'' کے الفاظ ہیں۔[4]

اس لیے اس کا بار بار پڑھنا اور اس کا دور کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس کی روزانہ تلاوت کو معمول بنانا چاہیے۔ روزانہ دس پارے پڑھیں، یعنی کم از کم تین دن میں قرآن مجید ختم کریں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ

[1] صحيح مسلم، حديث: 747. [2] صحيح البخاري، حديث: 5031. [3] صحيح البخاري، حديث: 5033، وصحيح الجامع، حديث: 2956، 2964. [4] صحيح مسلم، حديث: 790.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:

«اِقْرَ إِالْقُرْآنَ فِي ثَلَاثٍ إِنِ اسْتَطَعْتَ»

''اگر تجھ میں طاقت ہوتو قرآن مجید کو تین دنوں میں ختم کرو۔''[1]

یا پھر پانچ دنوں میں ختم کرلیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: «اِقْرَ إِالْقُرْآنَ فِي خَمْسٍ» ''قرآن مجید کو پانچ دنوں میں ختم کرلو۔''[2] یا پھر سات دنوں میں ختم کرلو جیسا کہ حکم فرمایا: «اِقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ» ''سات دنوں میں ختم کرلو۔''[3] یا پھر دس دنوں میں ختم کرلو جیسا کہ فرمایا: «اِقْرَأْهُ فِي عَشْرٍ»[4] یا پھر 15 دنوں میں ختم کرلو جیسا کہ فرمایا: «اِقْرَأْهُ فِي خَمْسَ عَشْرَةَ»[5] یا پھر 20 دنوں میں ختم کرلو جیسا کہ حکم فرمایا: «اِقْرَأْهُ فِي عِشْرِينَ لَيْلَةً»[6] یا پھر 25 دنوں میں ختم کرلو جیسا کہ حکم فرمایا: «اِقْرَأْهُ فِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ»[7] یا پھر ایک مہینے میں ختم کرو جیسا کہ حکم فرمایا: «اِقْرَ إِالْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ»[8] یا پھر چالیس دن میں ضرور ختم کرو جیسا کہ حکم فرمایا: «اِقْرَ إِالْقُرْآنَ فِي أَرْبَعِينَ»[9]

ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ چالیس دنوں میں ضرور ختم کرنا چاہیے۔ یہ روزانہ کا تقریباً ایک پارے سے کم بنتا ہے اور کم سے کم مدت تین دن ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سات دن سے پہلے نہ ختم کرے بلکہ تسلی سے سمجھ کر پڑھے کیونکہ نبی کریم ﷺ تین دن سے پہلے ختم نہیں کرتے تھے جیسا کہ سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں:

«كَانَ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ»

''رسول اللہ ﷺ تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم نہیں کرتے تھے۔''[10]

نیز رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے کم مدت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ حدیث ہے:

«لَا يَفْقَهُهُ مَنْ يَقْرَؤُهُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ»

---

[1] صحيح الجامع، حديث: 1155، والسلسلة الصحيحة، حديث: 1512. [2] صحيح الجامع، حديث: 1156. [3] صحيح الجامع، حديث: 1157. [4] صحيح الجامع، حديث: 1157. [5] صحيح الجامع، حديث: 1157. [6] صحيح الجامع، حديث: 1158. [7] صحيح الجامع، حديث: 1157. [8] صحيح البخاري، حديث: 5054. [9] صحيح الجامع، حديث: 1154، والسلسلة الصحيحة، حديث: 1512. [10] صحيح الجامع، حديث: 4866.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جو تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم کرتا ہے، اس نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں۔''[1]

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«اقرأه في سبع ولا تزد على ذلك»

''قرآن مجید سات دنوں میں پڑھو اور اس پر زیادتی نہ کرو (یعنی کم مدت میں نہ پڑھو)۔''[2]

معلوم ہوا کہ کم از کم سات دنوں میں اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن میں قرآن مجید ایک بار ختم کرنا ضروری ہے۔

اے میرے مسلمان بھائی! سوچو، تم کون سی حدیث پر عمل کرتے ہو؟ اگر چالیس کا عدد بھی تجاوز کر چکے ہو تو فوراً جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فانی دنیا اور اس کے مال و متاع اور کاروبار کو چھوڑ کر قرآن کی طرف لوٹ آؤ۔ ایک شاعر کا قول ہے:

يَا مَنْ بِدُنْيَاهُ اشْتَغَلْ وَغَرَّهُ طُولُ الْأَمَلْ
اَلْمَوْتُ يَأْتِي بَغْتَةً وَالْقَبْرُ صُنْدُوقُ الْعَمَلْ

''اے وہ شخص جو دنیا میں مشغول ہے اور لمبی اُمیدوں نے اس کو دھوکے میں ڈالا ہوا ہے! یاد رکھ، موت اچانک آتی ہے اور قبر اعمال کا صندوق ہے۔''

ایک دوسرے شاعر کے قول کو غور سے سنو اور پڑھو:

فَكُنْ رَجُلًا رِجْلُهُ فِي الثَّرَى وَهَامَةُ هِمَّتِهِ فِي الثُّرَيَّا

''ایسا آدمی بن کہ اس کا پاؤں تو زمین پر ہو اور اس کی ذہنی افتاد اوج ثریا میں ہو۔''

اور لمبی زندگی کی اُمید نہ رکھ کیونکہ یہ دھوکا ہے، بقول شاعر:

يُعَمَّرُ وَاحِدٌ فَيَغُرُّ قَوْمًا وَيُنْسَى مَنْ يَمُوتُ مِنَ الشَّبَابِ

''کسی کی عمر لمبی ہوتی ہے تو قوم کو اس کی عمر کا لمبا ہونا دھوکا دیتا ہے اور وہ اس شخص کو بھول جاتے ہیں جو جوانی ہی میں مرگیا ہو۔''

---

[1] صحيح الجامع، حديث: 1157. [2] صحيح البخاري، حديث: 5054.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کے ساتھ سچی محبت رکھنے والا بنائے اور اسے بار بار پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قرآن مجید کو جب تک چاہو، دل جمعی سے پڑھو لیکن اختلاف نہ کرو

قرآن مجید کی تلاوت کی مٹھاس اتنی زیادہ ہے کہ جتنا بھی پڑھو، انسان سیر نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے جیسا کہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَخَيْرُ جَلِيسٍ لَا يُمَلُّ حَدِيثُهُ وَتَرْدَادُهُ يَزْدَادُ فِيهِ تَجَمُّلَا

''قرآن مجید بہترین ساتھی ہے جس کی تلاوت میں کبھی اکتاہٹ نہیں ہوتی اور اس کا بار بار پڑھنا اس کے جمال میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔''

لیکن جب تک جی چاہتا ہو تو ٹھیک ہے، البتہ جب اکتاہٹ محسوس ہو تو اُٹھ جانا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ»

''قرآن مجید کی تلاوت اس وقت تک کرو جب تک دل اس پر مائل رہیں اور جب تمھیں اختلاف کا اندیشہ ہو (دل اچاٹ ہو جائے) تو پھر اُٹھ جاؤ۔''[1]

رسول کریم ﷺ نے قرآن مجید میں جدال سے منع فرمایا ہے۔[2]

کیونکہ جھگڑا پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے جب قرآنی معاملات میں تجاہل برتا جائے۔ ایک شخص اُونچی پڑھتا ہے، دوسرا آہستہ پڑھتا ہے۔ ایک قراءت سبعہ وعشرہ (سبعہ احرف) میں پڑھتا ہے، دوسرا جہالت کی بنیاد پر اختلاف وانکار کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ»

''تم سے پہلے لوگ کتاب میں اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے۔''[3]

اور فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 5061. [2] صحيح الجامع، حديث: 6873. [3] صحيح مسلم، حديث: 2666.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«اقرءوا كما علمتم فإنما أهلك من كان قبلكم اختلافهم على أنبيائهم»

''تمھیں جیسے پڑھایا گیا ہے، اسی طرح پڑھو۔ بلاشبہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء ﷺ کے ساتھ اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔''[1]

یعنی جو نبی لے کر آیا ہے، اس میں شک نہ کرو اور نہ جھگڑا ہی کرو۔ نبی کیا لے کر آیا ہے جس میں جھگڑا نہیں کرنا؟ وہ سبعہ احرف (قراءات عشرہ) ہیں جیسا کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اقرؤوا القرآن على سبعة أحرف فأيما قرأتم أصبتم ولا تماروا فيه فإن المراء فيه كفر»

''قرآن مجید کو سات حروف (قراءات عشرہ) میں پڑھو۔ ان میں سے جونسی قراءت پڑھو گے، صحت کو پہنچ جاؤ گے (وہ قراءت صحیح ہوگی)۔ اور اس میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ اس میں جھگڑنا کفر ہے۔''[2]

اور فرمایا:

«اَلْقُرْآنُ يُقْرَأُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَلَا تُمَارُوا فِي الْقُرْآنِ فَإِنَّ مِرَاءً فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ»

''قرآن مجید سات حروف (قراءتوں) میں پڑھا جاتا ہے۔ تم قرآن میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''[3]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«اَلْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ»

''قرآن مجید میں جھگڑنا کفر ہے۔''[4]

مزید فرمایا:

«لَا تُجَادِلُوا فِي الْقُرْآنِ فَإِنَّ جِدَالًا فِيهِ كُفْرٌ»

''قرآن مجید میں جھگڑا نہ کیا کرو کیونکہ اس میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''[5]

لیکن افسوس آج کے مسلمان پر کہ اگر اسے قرآن مجید کی بات بتلائی جائے تو اس کی آنکھوں میں خون

---

[1] صحيح الجامع، حديث: 1171. [2] صحيح الجامع، حديث: 1163. [3] صحيح الجامع، حديث: 4444.
[4] سنن أبي داود، حديث: 4603. [5] صحيح الجامع، حديث: 7223.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتر آتا ہے اور پھر اپنے تعصب کے شرارے یوں اُگلتا ہے کہ تم ہر کام قرآن مجید کے مطابق کرتے ہو؟ بزرگوں نے جو دین ہمیں دیا ہے، وہ بھی تو قرآن ہی ہے۔ ہم اگر کسی سے مانگتے ہیں تو اس لیے مانگتے ہیں کہ وہ ہماری سفارش کریں گے اور ہم کوئی قرآن کے منکر ہیں؟ ہم اس کی عزت کرتے ہیں، اسے چومتے ہیں اور بہترین غلاف میں رکھا ہوا ہے۔ ... حالانکہ میرے مسلمان بھائی! قرآن مجید تو آیا ہی رشد و ہدایت اور انسان کی زندگی سنوارنے کے لیے ہے۔ اگر مانگنا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو اور قرآن مجید کی تلاوت کرو، اللہ تعالیٰ تمھاری ضروریات پوری فرمائیں گے۔ اور ذرا سوچنا! کہیں کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا کر شرک کی سند نہ لے لینا کہ قیامت کو پھر پچھتانا پڑے، اس لیے اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ وَسَلُوا اللهَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ قَوْمٌ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ فَيَسْأَلُونَ بِهِ النَّاسَ»

''قرآن مجید کو پڑھو اور اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے مانگو، اس سے پہلے کہ ایسی قوم آئے جو قرآن مجید کو پڑھے گی اور اس قرآن کی وجہ سے لوگوں سے مانگے گی۔''[1]

اس حدیث میں ان علماء و قراء کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو تقریر و تلاوت کرنے کے لیے گھر سے شرط لگا کر جاتے ہیں کہ اتنے پیسے دو گے تو آؤں گا، حالانکہ یہ مال تو فانی ہے اور قرآن کی دولت لافانی ہے، اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے سختی سے منع فرمایا:

«اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ وَابْتَغُوا بِهِ اللهَ تَعَالٰى مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ قَوْمٌ يُقِيمُونَهُ إِقَامَةَ الْقِدْحِ يَتَعَجَّلُونَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُونَهُ»

''قرآن مجید کو پڑھو اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرو، اس سے پہلے کہ ایسی قوم آئے جو قرآن مجید کو (نوک و پر کے بغیر) تیر کی طرح گھڑیں گے اور اس کی جزا جلدی طلب کریں گے، آخرت کے لیے ذخیرہ نہیں کریں گے۔''[2]

یعنی دنیا ہی میں اس کا بدلہ لینا چاہیں گے، آخرت کا انتظار نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے

[1] صحيح الجامع، حديث: 1169. [2] مسند أحمد، حديث: 14855.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ ہمیں قرآن مجید کو محبت سے پڑھنے اور اس کے ذریعے سے اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تلاوت قرآن سے کسی کو بیزار کریں، نہ رکوع اور سجدے میں اسے پڑھیں

قرآن مجید ایک عظیم نعمت ہے، اس لیے اس کی قدر کرنا اور کروانا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ جن کے دل بند ہوں اور بیزاری کا اظہار کریں تو ان کے پاس قرآن پڑھا جائے۔ انھیں پہلے اس پر قائل کیا جائے۔ ان کے سامنے اس کی عظمت بیان کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ وہ اپنی جہالت کی بنا پر اس کا انکار کریں یا بے حرمتی کریں جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

«حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ، أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللهُ وَرَسُولُهُ»

''لوگوں کو وہی کچھ بیان کرو جو وہ جانتے پہچانتے ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ (ایسی چیز بیان کر کے جو وہ نہیں جانتے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے۔''[1]

اس لیے قرآن مجید کی تلاوت اونچی آواز میں وہاں کی جائے جہاں باقی لوگ بھی اونچی آواز میں پڑھ رہے ہوں، ورنہ آہستہ پڑھیں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ، فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَلَا يَرْفَعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ»

''لوگو! سن لو! تم میں سے ہر ایک اپنے رب سے مناجات کرتا ہے، چنانچہ تم ایک دوسرے کو تکلیف نہ دو اور قرآن مجید کی تلاوت کے دوران میں ایک دوسرے سے آواز بلند نہ کرو۔''[2]

کیونکہ اونچی قراءت کرنے کا تو عظیم ثواب ہے ہی، آہستہ تلاوت کرنے کا بھی ثواب ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ، وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ»

''قرآن مجید کو اونچی آواز میں پڑھنے والا اس شخص کی مانند ہے جو اعلانیہ صدقہ کرتا ہے (تاکہ

[1] صحيح البخاري، باب رقم: 49. [2] صحيح الجامع، حديث: 2639.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے لوگ بھی کریں) اور آہستہ پڑھنے والا ایسے ہے جیسے چھپا کر صدقہ کرنے والا ہوتا ہے (تاکہ ریاکاری سے بچے)۔''[1]

یہ قدرتی مزاج بنے ہوئے ہیں کہ کسی کو اونچا پڑھنے سے یاد ہوتا ہے اور کسی کو آہستہ پڑھنے سے لیکن مقصود دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے کہ قرآن مجید بھولے نہیں۔

یادر ہے کہ کسی کو یہ نہیں کہنا چاہیے: ''میں بھول گیا'' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«بِئْسَمَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَ كَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ»

''کسی مسلمان کے لیے بری بات ہے کہ وہ کہے: میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ وہ اسے بھلا دیا گیا ہے (اس کے عدم اہتمام اور گناہوں کی وجہ سے)۔''[2]

بعض لوگ قرآن میں غلطی آجانے کو عزت کا مسئلہ بناتے ہیں اور کئی ممنوع کام کرتے ہیں، مثلاً: حافظ قرآن نماز تراویح میں بھولے اور مقتدی تصحیح کرائے تو ناراض ہو جاتے ہیں یا پھر خود ہی رکوع میں چلے جاتے ہیں اور بجائے رکوع وسجدہ کی دعائیں پڑھنے کے، اپنی منزل دہراتے ہیں جو کہ جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا! وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، وَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّوَجَلَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ»

''سن لو! مجھے رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع میں اپنے رب عزوجل کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں دعائیں زیادہ کرو، یہ زیادہ لائق ہے کہ تمھاری دعائیں قبول کی جائیں۔''[3]

بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔[4]

اس لیے میرے مسلمان بھائی! اپنی عزت بنانے کے لیے یہ غلط کام نہ کریں، پوری تیاری کے ساتھ تراویح پڑھائیں، اس کے باوجود غلطی آجائے تو کوئی بات نہیں۔ جن پر وحی نازل ہوتی تھی وہ خود فرماتے

[1] سنن النسائي، حديث: 2562. [2] سنن النسائي، حديث: 944. [3] صحيح مسلم، حديث: 479.
[4] صحيح مسلم، حديث: 482.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ میں بھلا دیا جاتا ہوں، اس لیے محنت اور جدوجہد تیرا فرض ہے، عزت اللہ تعالیٰ نے دینی ہے، بندوں نے نہیں۔

الغرض قرآن مجید کا دوسرا حق یہ ہے کہ اسے ترتیل اور خوش الحانی کے ساتھ بار بار دل لگا کر پڑھا جائے۔ اس میں اختلاف نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا حق

قرآن مجید کو سمجھا جائے

قرآن مجید کا مسلمان پر تیسرا حق یہ ہے کہ جس طرح صدق نیت سے اس پر ایمان لایا اور ترتیل کے ساتھ پڑھا تھا، اسی طرح صدق نیت کے ساتھ اسے سمجھے بھی، جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وافعال اور تقریرات کی روشنی میں سمجھا، تبھی یہ سمجھ کامرانی اور رضائے باری تعالیٰ کی موجب بن سکتی ہے۔ لیکن اگر فہم قرآن میں بھی عقل و دانش کے گھوڑے دوڑائے اور من پسند تاویلات سے کام لیا تو یہ فہم اسے عذاب جہنم سے نہیں بچا سکے گا۔ اکثر فرقے اسی لیے گمراہ ہوئے کہ اُنھوں نے علم و فہم حاصل کیا تو کسی خاص غرض کے لیے، جیسا کہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کہا:

إِنِّي رَأَيْتُ النَّاسَ فِي دَهْرِنَا لَا يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ لِلْعِلْمِ
إِلَّا مُبَاهَاةً لِأَخْوَالِهِمْ وَحُجَّةً لِلْخَصْمِ وَالظُّلْمِ

''میں نے اپنے زمانے کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ علم، معرفت کے لیے نہیں بلکہ اپنے رشتہ داروں کے لیے فخر، جھگڑے کے لیے دلیل اور ظلم کے لیے حجت کی غرض سے حاصل کرتے ہیں۔''

حالانکہ قرآن فہمی ایسا عظیم اور انمول علم ہے کہ اس کی بدولت انسان جہالتوں اور خرافات کی اتھاہ گہرائیوں سے نکل کر ایک روشن اور مشاہداتی زندگی کی شاہراہ پر آ جاتا ہے اور اس کا عقیدہ ٹھوس بنیادوں پر قائم ہو جاتا ہے جس میں تزلزل نہیں آ سکتا کیونکہ فہم قرآن یا تفقہ فی الدین اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر خاص انعام ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْخَيْرُ عَادَةٌ، وَالشَّرُّ لَجَاجَةٌ، وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ»

''بھلائی عادت حسنہ ہے اور برائی نرا جھگڑا ہے۔ اور جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے، اسے دین حنیف کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔"①

اس حدیث میں تفقہ فی الدین کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ کسی کے پاس فہم دین آجانا، اس کے لیے خیر کثیر کی نوید ہے اور جو شخص دین کے بنیادی مسائل کی سمجھ بوجھ حاصل نہیں کرتا، وہ خیر سے خالی ہے، گویا اللہ جل شانہ نے اس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ نہیں فرمایا۔ ابویعلیٰ کی ایک روایت میں ہے جس کی سند اگرچہ کمزور ہے لیکن معنی صحیح ہیں:

« وَمَنْ لَمْ يَتَفَقَّهْ فِي الدِّينِ لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِهِ »

"جو دین میں سمجھ بوجھ حاصل نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس کی کوئی پروا نہیں کرتا۔"②

اور قرآن مجید میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

﴿ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا ﴾

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے، اس کے سینے کو اسلام (کی سمجھ بوجھ) کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے، اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے (وہ دین کی سمجھ سے عاری ہو جاتا ہے)۔"③

اسی بات کو کچھ وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:

﴿ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○ ﴾

"اور ہم نے جہنم کے لیے ایسے بہت سے جن اور انسان پیدا کیے ہیں۔ ان کے دل تو ہیں مگر وہ ان سے (حق کو) سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ایسے ہیں کہ ان سے سنتے نہیں، یہ لوگ چوپایوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔"④

① سنن ابن ماجہ، حدیث:221. ② فتح الباري:217/1. ③ الأنعام125:6. ④ الأعراف179:7.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جو شخص قرآن و سنت کی سمجھ حاصل نہیں کرتا، وہ غافل ہے، اسی لیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿ كُونُوا رَبَّـٰنِيِّـۧنَ ﴾ ''رب والے بن جاؤ۔''[1] ... کے معنی ''حکماء وفقہاء'' بیان کیے ہیں، یعنی حکیم اور دین کے فقیہ بن جاؤ۔

اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تَسَوَّدُوا »

''سردار بننے سے پہلے دین کی گہری سمجھ حاصل کرلو۔''[2]

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ قول ذکر کرنے کے فوراً بعد فرمایا:

« وَ بَعْدَ أَنْ تَسَوَّدُوا »

''سردار بننے کے بعد بھی فقہ حاصل کرو۔''

اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی ادھیڑ عمروں میں بھی دین کی فقاہت حاصل کی اور قرآن مجید تو حقیقت میں نازل ہی اس لیے ہوا کہ ایمان و تلاوت کے بعد اسے سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن بار بار عقل والوں کو مخاطب کرتا ہے اور أُولُوا الْأَلْبَابِ اور قَوْمٌ يَعْقِلُونَ کہہ کر دعوت دیتا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ ﴾

''اسی طرح ہم غور وفکر کرنے والوں کے لیے اپنی نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں۔''[3]

اور فرمایا:

﴿ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ ﴾

''اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) اتارا تاکہ جو لوگوں کی طرف نازل کیا گیا ہے، اسے آپ بیان کریں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔''[4]

نیز فرمایا:

﴿ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ ﴾

[1] آل عمران 79:3. [2] فتح الباري: 218/1. [3] يونس 24:10. [4] النحل 44:16.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل کرو۔''[1]

اور فرمایا:

﴿إِنَّا جَعَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾

''ہم نے اسے قرآن عربی زبان میں بنایا تاکہ تم اسے سمجھو۔''[2]

مذکورہ آیات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ عقل وفکر سے کام لینے والے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ اور قرآن مجید کے لیے عربی زبان کا انتخاب اسی لیے تھا کہ عقل و دانش روشن ہو جائے اور تدبر و تفکر کی کھڑکیاں کھل جائیں جس کی قرآن مجید میں بار بار دعوت دی گئی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ ءَايَٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ﴾

''یہ کتاب مبارک ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں تدبر کریں اور سمجھ دار لوگ نصیحت حاصل کریں۔''[3]

معلوم ہوا کہ نزول قرآن کا بنیادی مقصد ایمان لانے کے بعد اسے سمجھ کر پڑھنا اور عمل کرنا ہے۔ اگر سمجھیں گے نہیں تو عمل کیسے ہوگا؟ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اختلاف کرنے والوں کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلْقُرْءَانَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ ٱللَّهِ لَوَجَدُوا۟ فِيهِ ٱخْتِلَٰفًا كَثِيرًا﴾

''کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے؟ اور اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ نہ ہوتا تو اس میں وہ بڑا اختلاف پاتے۔''[4]

قرآن میں اختلاف کا نہ ہونا دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اور کسی چیز میں اختلاف کا ادراک بغیر تدبر کے ممکن نہیں، اس لیے حقانیت کو پانے کے لیے تدبر کو لازمی جز کی حیثیت دے کر عقل پر لگے تالے توڑنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلْقُرْءَانَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَآ﴾

''کیا یہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔''[5]

[1] البقرۃ 242:2. [2] الزخرف 3:43. [3] ص 29:38. [4] النسآء 82:4. [5] محمد 24:47.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیسا انداز ہے زجر کا!!! اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ وہ دس آیتیں پڑھتے تو جب تک ان کے معانی نہ سمجھ لیتے، آگے نہ بڑھتے جیسا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا إِذَا تَعَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يُجَاوِزْهُنَّ حَتَّى يَعْرِفَ مَعَانِيَهُنَّ وَالْعَمَلَ بِهِنَّ»

''ہم میں سے جو آدمی دس آیتیں سیکھتا تو جب تک ان کے معانی نہ جان لیتا اور ان پر عمل نہ کر لیتا، آگے نہ بڑھتا۔''[1]

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی فہم و فقاہتِ قرآن کی چیدہ چیدہ صحابہ کو دعا بھی دی جن میں سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ بیت الخلاء گئے تو میں نے پانی رکھا۔ پوچھنے لگے: کس نے رکھا ہے؟ بتلایا گیا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ اس ادب اور فقہ اسلامی کو دیکھ کر آپ نے دعا دی:

«اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ»

''اے اللہ! اسے دین کا فقیہ بنا''[2]

آپ کی اسی دعا ہی کا نتیجہ تھا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اُمت محمدیہ کے ترجمان القرآن ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی فقاہت کو اچھائی و بھلائی کا معیار بنایا ہے، ارشاد فرمایا:

«فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا»

''تم میں سے جو لوگ دور جاہلیت میں سب سے اچھے تھے، وہی اسلام میں بھی سب سے اچھے ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔''[3]

حتیٰ کہ بہترین اسلام کو فقاہت کے ساتھ معلق کرتے ہوئے فرمایا:

«خَيْرُكُمْ إِسْلَامًا أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا إِذَا فَقِهُوا»

''تم میں سے بہترین اسلام والا وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہو بشرطیکہ وہ فقیہ ہو۔''[4]

---

[1] تفسير ابن كثير: 8/1. [2] صحيح البخاري، حديث: 143. [3] صحيح البخاري، حديث: 3374. [4] مسند أحمد: 489/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی اسلام کے بعد اچھے اخلاق کے ساتھ جب فقاہت شامل ہوگی تب بہترین اسلام کی صورت واضح ہوگی، پھر آدمی ﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ کی عملی تفسیر بن جائے گا اور چاپلوسی اور مداہنت اختیار کر کے رب تعالیٰ کو ناراض نہیں کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلْمُنَافِقِ: يَا سَيِّدُ فَقَدْ أَغْضَبَ رَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى»

''جب کوئی شخص منافق کو ''اے میرے سردار!'' کہے تو گویا اس نے اپنے رب عزوجل کو غصہ دلایا ہے۔''[1]

اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں ایسی جماعت تیار کرنے کا کہا ہے جو قرآن و سنت کی فقاہت حاصل کرے، پھر اسے آگے پہنچائے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾

''اور مومنوں کو یہ نہیں چاہیے کہ وہ سب کے سب (جہاد کے لیے) نکل کھڑے ہوں، ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت دین کی سمجھ بوجھ کے لیے جایا کرے اور جب وہ اپنی قوم کی طرف لوٹیں تو ان کو ڈرایا کریں تاکہ وہ ڈر جائیں۔''[2]

اس آیت میں فقاہت کے حصول کے لیے باقاعدہ طور پر جماعت کا تقاضا کیا گیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ تو انفرادی اور اجتماعی طور پر قرآن مجید میں تفکر کرتے تھے اور اسے سمجھاتے تھے، چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن مجھ سے کہا: ''ذرا مجھے رب کی عبادت کرنے دو'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے آپ کی قربت بڑی اچھی لگتی ہے لیکن جو چیز آپ کو پسند ہو، وہ مجھے بھی پیاری لگتی ہے۔ آپ کھڑے ہوئے، وضو کیا، پھر نماز پڑھی اور اتنا روئے کہ آپ کی جھولی بھیگ گئی۔ آپ مسلسل روتے رہے حتیٰ کہ زمین بھی بھیگ گئی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے، جب آپ ﷺ کو روتے دیکھا تو پوچھا: اللہ کے رسول! آپ بھی روتے ہیں؟ آپ کے تو اللہ نے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کیے ہوئے

[1] السلسلة الصحيحة، حديث: 1389. [2] التوبة 9:122.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔'' اس کے بعد فرمایا:

«لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ آيَاتٌ، وَيْلٌ لِمَنْ قَرَأَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيهَا: إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ . . . »

''آج رات مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں کہ جو شخص انھیں پڑھے اور ان میں غور و فکر نہ کرے تو اس کے لیے ہلاکت ہے۔ وہ آیات یہ ہیں: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ . . . ''بے شک آسمان و زمین کی تخلیق اور دن رات کے آگے پیچھے آنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ ...۔''[1]

جب انسان قرآن کو تفکر کے لیے بار بار پڑھے گا تو ایک تو ثواب میں اضافہ ہوگا اور دوسرا اس مسئلے کا حل سمجھ میں آ جائے گا جس کے لیے وہ بار بار پڑھ رہا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

تَفَقَّهْ فَإِنَّ الْفِقْهَ أَعْظَمُ قَائِدٍ
إِلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَأَعْدَلُ قَاصِدٍ
فَإِنَّ فَقِيهًا وَاحِدًا مُتَوَرِّعًا
أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ

''دین میں سمجھ حاصل کرو کیونکہ یہ بہت بڑا قائد ہے جو نیکی اور تقویٰ کی طرف لے جاتا ہے اور بہت ہی عدل والا قاصد ہے۔ بے شک ایک نیک فقیہ، ایک ہزار عبادت گزاروں سے بھی زیادہ شیطان پر بھاری اور شدید ہوتا ہے۔''

لیکن افسوس آج کے مسلمان پر کہ اسے دین سمجھنے کی فرصت ہی نہیں۔ فرصت ہے تو لوگوں کی دعوتوں پر جانے کی، سیر کرنے کی، دوستوں کے ساتھ رنگ رلیاں منانے کی اور فخر کے لیے تعلقات بنانے کی، حالانکہ لوگوں کی ملاقاتیں اسے نہ دنیا میں عزت دے سکتی ہیں نہ آخرت میں۔ کسی نے کہا ہے:

[1] آل عمران 3:190، صحیح ابن حبان: 387/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِقَاءُ النَّاسِ لَيْسَ يُفِيدُ شَيْئًا سِوَى الْهَذَيَانِ مِنْ قِيلٍ وَقَالِ

فَأَقْلِلْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ إِلَّا لِأَخْذِ الْعِلْمِ أَوْ إِصْلَاحِ حَالِ

''لوگوں کی ملاقات کچھ فائدہ نہیں دیتی سوائے باتوں کی شرمندگی کے۔ لوگوں سے ملاقات کم کر دے سوائے اس کے کہ علم سیکھنا ہو یا احوال کی اصلاح کرنی ہو۔''

لیکن علم و حکمت حاصل کرنا تو دور کی بات، اُلٹا طعنے دیے جاتے ہیں کہ کیا سارے لوگ دیندار ہی ہیں؟ کیا سارے صحابہ رضی اللہ عنہم پڑھے لکھے تھے؟ اس رویے کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

تُعَيِّرُنَا أَنَّا قَلِيلٌ عَدِيدُنَا فَقُلْتُ لَهَا إِنَّ الْكِرَامَ قَلِيلٌ

''تو ہمیں یہ عار دلاتا ہے کہ ہماری تعداد کم ہے۔ یاد رکھ! عزت دار تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔''

انسان آخرت کو بھول کر دنیا کی زیب و زینت میں مگن ہے اور اس پر خود کو مطمئن کرنے کے لیے طرح طرح کے دلائل تراشتا ہے کہ اب ہم مکان بھی نہ بنائیں؟ تو پھر کیا جنگل میں چلے جائیں؟ یہ بھی کوئی اسلام ہے کہ اپنا گھر بھی نہ بنایا جائے اور روزی روٹی بھی نہ کمائی جائے۔ شاعر نے اس سوچ پر انتہائی غمگین ہو کر کہا:

يَا بَانِيَ الدَّارِ الْمُعِدَّ لَهَا مَاذَا عَمِلْتَ لِدَارِكَ الْأُخْرَى

وَمُمَهِّدَ الْفُرُشِ الْوَثِيرَةِ لَا تَغْفَلْ فِرَاشَ الرَّقْدَةِ الْكُبْرَى

''اے عمارتوں کو بنانے اور سیدھا کرنے والے! اپنے آخری گھر کے بارے میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ اور اے قالینوں کے بچھانے والے! بڑی نیند (قبر کی نیند) کے قالینوں سے غافل نہ ہو۔''

عمل کرو گے تو وہاں قالین اور بہترین بچھونے ملیں گے، وگرنہ وہ بڑی خوفناک اور بھیانک جگہ ہے اور دیکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تو منزلیں بناتا ہی اپنے انجام کو جا پہنچے اور ان میں بسیرا کرنے کا موقع ہی نہ ملے اور پھر روزِ قیامت اسی حالت میں اُٹھایا جائے یا پھر دنیا کے لچر قسم کے کھیلوں، ڈراموں اور محفلوں میں مشغول ہو اور موت آ جائے تو قیامت کو اسی حالت میں اٹھایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ مَاتَ عَلٰی شَيْئٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ»

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جو جس عمل پر مرتا ہے، اللہ اسے اسی پر اُٹھائے گا۔“[1]

پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ جواب کام نہیں آئے گا کہ میں تو شراب و کباب کی محفل میں پہلی مرتبہ گیا تھا اور میں نے تو یہ کھیل پہلی مرتبہ کھیلا تھا۔ اس وقت کوئی عذر قبول نہیں ہوگا، اس لیے میرے مسلمان بھائی! عمل کر لے، دین کی سمجھ حاصل کر لے، اگر سمجھ نہ ہوگی تو عمل بھی ممکن نہیں۔ اور دنیا کے فتنوں سے بچ جا، بقول شاعر:

اِعْمَلْ وَأَنْتَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى حَذَرٍ
وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَبْعُوثُ
وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ مَا قَدَّمْتَ مِنْ عَمَلٍ
مُحْصًى عَلَيْكَ وَمَا خَلَّفْتَ مَوْرُوثُ

”عمل کر لے اور دنیا سے بچ کر رہ اور جان لے کہ موت کے بعد تجھے اُٹھایا جائے گا۔ یہ بھی جان لے کہ جو عمل تو آگے بھیجے گا، اس کا حساب ہوگا اور جو مال و متاع تو چھوڑ جائے گا، وہ تو وراثت بن جائے گی۔“

پھر ایسا مال جمع کرنے کا کیا فائدہ جو تیرے کام نہ آسکے، اس لیے بچے کی پیدائش اور بندے کی وفات کے وقت دونوں ہاتھوں کے بندھ جانے پر غور کر اور عبرت حاصل کر کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے، اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوتے ہیں اور جب اس دنیا سے جاتا ہے، تب بھی خالی ہاتھ ہوتا ہے جیسا کہ کسی نے پوچھا تو حکیم نے جواب دیا:

مَقْبُوضٌ كَفُّ الْمَرْءِ عِنْدَ وِلَادَةٍ
دَلِيلٌ عَلَى الْحِرْصِ الْمُرَكَّبِ فِي الْحَيِّ
وَمَبْسُوطٌ كَفُّ الْمَرْءِ عِنْدَ وَفَاتِهٖ
يَقُولُ انْظُرُوا إِلٰى خَرَجْتُ بِلَا شَيْءٍ

[1] مسند أحمد: 314/3.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''ولادت کے وقت بندے کے دونوں ہاتھوں کا بندھا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زندگی کی سواری پر حریص ہے اور موت کے وقت دونوں ہاتھوں کا کھلا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ مردہ کہہ رہا ہے کہ دیکھو، میں اس زندگی کے گھر سے خالی ہاتھ جا رہا ہوں۔''

اس لیے میرے بھائی! دین کی تعلیم حاصل کرو، قرآن مجید کو سمجھو اور اس پر غور وفکر کرو۔ اگر پڑھو گے تو عالم بنو گے کیونکہ کوئی بھی شخص پیدائشی عالم یا علامہ نہیں ہوسکتا، بقول امام شافعی رحمہ اللہ:

تَعَلَّمْ فَلَيْسَ الْمَرْءُ يُولَدُ عَالِمًا   وَلَيْسَ أَخُو عِلْمٍ كَمَنْ هُوَ جَاهِلُ

وَإِنَّ كَبِيرَ الْقَوْمِ لَا عِلْمَ عِنْدَهُ   صَغِيرٌ إِذَا الْتَفَّتْ عَلَيْهِ الْجَحَافِلُ

''تعلیم حاصل کرو کیونکہ کوئی بھی بندہ عالم پیدا نہیں ہوتا اور نہ علم والا، جاہل جیسا ہی ہوتا ہے اور کسی قوم کے سردار کے پاس جب علم نہ ہو تو (عدم علم کی وجہ سے) وہ بڑوں کی محافل میں چھوٹا ہو جاتا ہے۔''

لیکن افسوس! آج کا مسلمان اگر علم کی طرف رُخ کرتا بھی ہے تو دنیاوی علم کی طرف جس کا آخرت میں کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ کوئی صوفیت اور مراقبے و مکاشفے کا علم سیکھتا ہے اور دنیا میں پیٹ کا جہنم بھرنے کی خاطر عاقبت خراب کر بیٹھتا ہے اور کوئی ناچ گانا اور موسیقی سیکھتا ہے جس سے خود تو لچرانہ زندگی بسر کرتا ہی ہے، اوروں کو بھی اس گناہ کی دعوت دیتا ہے کیونکہ دنیاوی علوم سیکھتے وقت اسے دنیا کی ترقی اور امیری کا نشہ ہوتا ہے، دین کی بلندی کا احساس نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ دسیوں کورسز کیے ہوتے ہیں لیکن فاتحہ کا ترجمہ نہیں آتا۔ قیامت کو یہ کیا عذر پیش کرے گا؟ کوئی بھی چیز جب اسلام کی سربلندی کے لیے کی جائے، ثمر آور ہوتی ہے۔ یہ زبانیں فی ذاتہ بری نہیں بلکہ کثرتِ لغات اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی نشانی ہیں لیکن انھیں سیکھنے میں یہ نیت کارفرما ہونی چاہیے کہ ان زبانوں میں بھی اسلام کو پھیلائیں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا:

«تَعَلَّمْ كِتَابَ الْيَهُودِ فَإِنِّي لَا آمَنُهُمْ عَلَى كِتَابِنَا»

''یہودیوں کی زبان سیکھو کیونکہ میں اپنے خط وکتابت کے متعلق ان سے بے خوف نہیں رہ سکتا۔''[1]

[1] السلسلة الصحيحة، حديث: 187.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے صرف 17 دن میں سریانی زبان سیکھ لی تھی۔ فرماتے ہیں: میں نبیٔ کریم ﷺ کے فرامین (یہودیوں کو بھجوانے کے لیے) سریانی میں لکھتا اور ان کے خطوط آپ ﷺ کو پڑھ کر سناتا۔ لیکن اس بات کا خاص خیال رہے کہ یہ زبانیں دین سے دوری کا باعث نہ بنیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تو یہود کی خیانت کے ڈر سے ان کی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ روایت میں ہے:

«إِنِّي أَكْتُبُ إِلٰى قَوْمٍ فَأَخَافُ أَنْ يَزِيدُوا عَلَيَّ وَيَنْقُصُوا»

''میں قومِ یہود کی طرف خط لکھتا ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ میری بات میں کمی بیشی نہ کر دیں (جس سے معنی کا فساد لازم آئے)۔''[1]

گویا کسی قوم کی زبان اس لیے سیکھی جاتی ہے کہ ان کی خیانت سے بچا جا سکے۔ اس لیے اصل علم، دین کا علم ہے جس کا حاصل کرنا ہر ایک پر فرض ہے۔ دیگر علوم وفنون دین کی سربلندی کے لیے سیکھنے چاہئیں جیسا کہ ابھی حدیث گزری۔ لیکن آج کا مسلمان چونکہ فکری طور پر بہت کمزور ہو گیا ہے، اس لیے عبرت نہیں پکڑتا، حالانکہ ہر چیز میں عبرت ہوتی ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

إِذَا الْمَرْءُ كَانَتْ لَهُ فِكْرَةٌ فَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ عِبْرَةٌ

''جب آدمی صاحبِ فکر ہو تو اس کے لیے ہر چیز میں عبرت ہوتی ہے۔''

اس لیے میرے بھائی! آج سے ہمت باندھ اور فہم دین، جس کا منبع و مصدر قرآن وسنت ہے، اس طرح حاصل کر جس طرح نبیٔ کریم ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھایا تھا۔ اور ذہن نشین کر لے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بارے میں چار مرتبہ فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝﴾

''ہم نے قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا؟''[2]

یاد رکھو کہ قرآن مجید کی سمجھ بوجھ میں نجات اور عزت ہے۔ ساری صلاحیتیں غیروں کی زبان سیکھنے میں صرف کر دو گے تو عزت نہیں ملے گی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے:

[1] فتح الباري: 13/198. [2] القمر 54:17، 22، 32، 40.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾

''(اے نبی!) آپ سے یہود و نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ ہو جائیں۔''[1]

عزت، اسلام میں تلاش کرو جو کامل دین ہے، جس کی زبان (عربی) سب سے اعلیٰ ہے۔ اور اسی بات کی وضاحت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کی تھی:

«إنا كنا أذل قوم، فأعزنا الله بالإسلام، فمهما نطلب العز بغير ما أعزنا الله به أذلنا الله»

''ہم ذلیل قوم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی بدولت عزت دی اور جب بھی ہم اسلام کے علاوہ کہیں اور عزت تلاش کریں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دے گا۔''[2]

اور فرمایا:

«إِنَّ اللهَ أَعَزَّكُمْ بِالْإِسْلَامِ، فَمَهْمَا طَلَبْتُمُ الْعِزَّ فِي غَيْرِهِ أَذَلَّكُمْ»

''اللہ تعالیٰ نے تمھیں اسلام کے ساتھ عزت دی ہے۔ تم نے جب بھی اس کے بغیر عزت طلب کی، وہ تمھیں ذلیل کر دے گا۔''[3]

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ تدبر کا مفہوم ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«وَمَا تَدَبُّرُ آيَاتِهِ إِلَّا اتِّبَاعُهُ وَاللهُ يَعْلَمُ أَمَا وَاللهِ مَا هُوَ بِحِفْظِ حُرُوفِهِ وَإِضَاعَةِ حُدُودِهِ حَتّٰى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَقُولُ: قَدْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فَمَا أَسْقَطْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَقَدْ وَاللهِ أَسْقَطَهُ كُلَّهُ مَا يُرٰى لَهُ الْقُرْآنُ فِي خُلُقٍ وَلَا عَمَلٍ حَتّٰى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَقُولُ: إِنِّي لَأَقْرَأُ السُّورَةَ فِي نَفَسٍ وَاللهِ مَا هٰؤُلَاءِ بِالْقُرَّاءِ وَلَا الْعُلَمَاءِ وَلَا الْحُكَمَاءِ وَلَا الْوَرَعَةِ مَتٰى كَانَتِ الْقُرَّاءُ تَقُولُ مِثْلَ هٰذَا: لَا كَثَّرَ اللهُ فِي النَّاسِ مِثْلَ هٰؤُلَاءِ»

''قرآن مجید میں غور و فکر کرنے سے مراد اس کی اتباع ہے اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقت کو جانتا ہے۔

[1] البقرة 2:120. [2] المستدرك للحاكم 62/1. [3] صيد الخاطر، ص:260.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنو، اللہ رب العزت کی قسم! غور وفکر سے مراد قرآن کے حروف کو حفظ کرنا اور اس کی حدود کو ضائع کرنا نہیں ہے کہ کوئی شخص کہنے لگے کہ میں نے سارا قرآن پڑھ لیا ہے اور اس کا ایک حرف بھی مجھ سے نہیں چھوٹا جبکہ اللہ کی قسم! اس نے تو سارا قرآن ہی چھوڑ دیا ہے۔ آپ کو ایسے شخص کے اخلاق وکردار اور عمل میں قرآن کی کوئی جھلک بھی نہیں دکھائی دے گی حتی کہ ایسا بھی ہوگا کہ ان میں سے ایک شخص کہے گا: میں نے ایک ہی سانس میں ساری سورت پڑھ لی ہے۔ اللہ رب کی قسم! نہ تو یہ لوگ قراء ہیں، نہ علماء اور نہ متقی۔ قراء کب ایسا کہنے لگیں گے: اللہ رب العزت ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ نہ کرے۔''[1]

ابو جمرہ ضبعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي سَرِيعُ الْقِرَاءَةِ إِنِّي أَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثٍ، قَالَ: لَأَنْ أَقْرَأَ الْبَقَرَةَ فِي لَيْلَةٍ فَأَتَدَبَّرَهَا وَأُرَتِّلَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْرَأَ كَمَا تَقُولُ»

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میری پڑھنے کی رفتار بہت تیز ہے۔ میں تین دنوں میں قرآن ختم کر لیتا ہوں۔ اس پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے: میں ایک رات میں سورۂ بقرہ پڑھوں اور اس میں غور وفکر کروں اور ترتیل سے پڑھوں، یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے جس طرح تو پڑھتا ہے۔''[2]

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

«لَا تَنْثُرُوهُ نَثْرَ الدَّقَلِ وَلَا تَهُذُّوهُ هَذَّ الشِّعْرِ قِفُوا عِنْدَ عَجَائِبِهِ وَحَرِّكُوا بِهِ الْقُلُوبَ وَلَا يَكُنْ هَمُّ أَحَدِكُمْ آخِرَ السُّورَةِ»

''اس قرآن کو سوکھی ردی کھجوروں کی طرح نہ بکھیرو اور نہ اسے شعروں کی طرح جلدی جلدی پڑھو بلکہ اس کے عجائبات پر ٹھہرو اور اس کے ذریعے سے دلوں کو حرکت دو۔ اور تمھارا مقصود سورت کا آخر نہ ہو (کہ جلدی جلدی سورت ختم کر لوں، سمجھ آئے یا نہ آئے)۔''[3]

اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] أخلاق حملة القرآن، ص:67. [2] أخلاق حملة القرآن، ص:95. [3] أخلاق حملة القرآن، ص:3.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«الزموا كتاب الله وتتبعوا ما فيه من الأمثال وكونوا فيه من أهل البصر»

''کتاب اللہ کو لازم پکڑ لو اور اس میں مثالیں تلاش کرو اور اس کے متعلق اہلِ بصیرت میں شامل ہو جاؤ۔''(1)

اور امام عطا رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

«إنما القرآن عبر إنما القرآن عبر»

''بلاشبہ قرآن عبرتوں اور نصیحتوں کی کتاب ہے، بلاشبہ قرآن عبرتوں اور نصیحتوں کی کتاب ہے۔''(2)

اور مجاہد بن جبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«أَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ تَعَالَى أَعْلَمُهُمْ بِمَا أُنْزِلَ»

''اللہ رب العزت کے ہاں مخلوق میں سے سب زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو قرآن مجید کے متعلق زیادہ علم رکھتا ہے۔''(3)

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«مَا أَنْزَلَ اللهُ آيَةً إِلَّا وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ تُعْلَمَ فِيمَ أُنْزِلَتْ وَمَا أَرَادَ بِهَا»

''اللہ تعالیٰ نے جو بھی آیت نازل کی ہے، وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مخلوق کا ہر فرد اس بات کی پہچان کرے کہ یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی اور اس کو نازل کرنے سے اللہ رب العزت کا مقصود کیا ہے۔''(4)

بلکہ غور وفکر اور تدبر سے قرآن مجید کا سماع واستماع بھی تقرب الٰہی کا باعث بن جاتا ہے۔ اگر قرآن مجید میں غور وفکر اور تدبر نہ کیا جائے تو قرآن مجید کی تلاوت کی اصل لذت وحلاوت سے انسان محروم رہتا ہے جیسا کہ امام زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عِلْمٌ وَفَهْمٌ وَتَقْوَى وَتَدَبُّرٌ لَمْ يُدْرِكْ مِنْ لَذَّةِ الْقُرْآنِ شَيْئًا»

''جس شخص کے پاس قرآن کا علم، فہم، تقویٰ اور تدبر وغور وفکر کی نعمت نہ ہو، وہ قرآن کی کچھ بھی

(1) أخلاق حملة القرآن، ص: 4. (2) أخلاق حملة القرآن، ص: 8. (3) البحر المحيط: 25/1. (4) تفسير روح المعاني: 5/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لذت و حلاوت حاصل نہیں کر سکتا۔‘‘ [1]

اور امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«إِنِّي لَأَتَعَجَّبُ مِمَّنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَلَمْ يَعْلَمْ تَفْسِيرَهُ كَيْفَ يَلْتَذُّ بِقِرَاءَتِهِ»

’’مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو قرآن پڑھتا ہے لیکن اس کے معنی و مفہوم کو جانتا تک نہیں۔ ایسا شخص قرآن سے لذت کیسے حاصل کر سکتا ہے؟‘‘ [2]

اور سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ لَمْ يُفَسِّرْهُ، كَانَ كَالْأَعْمٰى أَوْ كَالْأَعْرَابِيِّ»

’’جو شخص قرآن پڑھتا ہے، پھر اس کی تفسیر نہیں کرتا تو ایسا شخص اندھے یا دیہاتی کی طرح ہے۔‘‘ [3]

لیکن اگر قرآن مجید کو گا کر معانی پر غور کے بغیر تکلف، تصنع اور بناوٹ سے پڑھیں جس سے الفاظ بگڑ جائیں اور معانی بھی بدل جائیں تو ایسے لوگوں کے متعلق امام غزالی رحمہ اللہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں:

«رُبَّ قَارِئٍ لِّلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ»

’’بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔‘‘ [4]

قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے جب انسان تدبر و تفکر کی گتھیاں سلجھاتا ہے تو پھر کون کون سی راہیں کھلتی ہیں:

تعلیم و تعلم کی راہیں

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«إِذَا أَرَدْتُمُ الْعِلْمَ فَانْثُرُوا هٰذَا الْقُرْآنَ فَإِنَّ فِيهِ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ»

’’جب تمھارا علم کا ارادہ ہو تو اس قرآن کو پھیلاؤ (کھول کر پڑھو) کیونکہ اس میں اولین و آخرین سب کا علم ہے۔‘‘ [5]

---

[1] كتاب البرهان: 71/12. [2] معجم الأدباء: 63/18. [3] تفسير الطبري: 76/1. [4] إحياء علوم الدين: 35/1.
[5] مصنف ابن ابي شيبه: 126/6، والمعجم الكبير: 136/9.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:

«من أراد العلم فعليه بالقرآن فإن فيه خبر الأوّلين وَالآخِرِينَ»

”جو شخص حقیقی علم کا طلب گار ہو تو اسے چاہیے کہ قرآن کو لازم پکڑ لے کیونکہ اس میں پہلوں اور پچھلوں سب کی خبریں ہیں۔“[1]

سیدنا عثمان اور علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ»

”تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔“[2]

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«فَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هٰذَا وَعَلَّمَ الْقُرْآنَ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ حَتّٰى بَلَغَ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ»

”یہی وہ حدیث ہے جس نے مجھے اس (تعلیم قرآن کی) مسند پر بٹھایا ہے اور یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر حجاج بن یوسف کے زمانے تک قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔“[3]

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ»

”تم میں سے افضل وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔“[4]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلٰى بُطْحَانَ أَوْ إِلَى الْعَقِيقِ فَيَأْتِيَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! نُحِبُّ ذٰلِكَ، قَالَ: أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ ثَلَاثٍ

[1] شعب الإيمان للبيهقي، حديث: 1808. [2] صحيح البخاري، حديث: 5027، وصحيح الجامع، حديث: 3319. [3] جامع الترمذي، حديث: 2907. [4] صحيح البخاري، حديث: 5028.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ»

''رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر تشریف لائے۔ ہم صفہ پر موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ روزانہ صبح کے وقت بطحان یا عقیق کی وادی میں جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے دو بڑے بڑے کوہانوں والی اونٹنیاں لائے؟'' ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم سب کو یہ بات پسند ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم میں سے صبح کو کوئی شخص مسجد میں کیوں نہیں جاتا کہ وہ اللہ کی کتاب کی دو آیتیں سیکھے یا ان کی قراءت کرے تو یہ اس کے لیے دو اونٹنیوں کے حصول سے بہتر ہے اور تین آیات تین اونٹنیوں سے بہتر اور چار آیتیں اس کے لیے چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور آیتوں کی تعداد جو بھی ہو، اونٹنیوں کی اتنی تعداد سے بہتر ہے۔''[1]

ہدایت کی راہ

❶ ارشاد ربانی ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو کہ لوگوں کے لیے باعثِ ہدایت ہے اور اس میں ہدایت وفرقان کے واضح دلائل ہیں۔''[2]

❷ ارشاد ربانی ہے:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾

''یہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ متقین کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔''[3]

❸ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ نے فرمایا:

«أَمَّا بَعْدُ! أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِي رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَأَخَذَ بِهِ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ تَعَالَى

[1] صحیح مسلم، حدیث:803. [2] البقرۃ 2:185. [3] البقرۃ 2:2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''خبر دار، لوگو! میں ایک بشر ہوں۔ قریب ہے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغامبر آئے اور میں اس پیغام پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جا ملوں۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جن میں سے پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ جو اس پر کاربند رہا اور اس نے اس پر عمل کیا تو وہ ہدایت پر رہے گا اور جس نے اس پر کاربند رہنے میں غلطی کی، وہ گمراہ ہوگا، پس کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اسی پر کاربند رہو ...''[1]

جس قدر تدبر سے قرآن مجید کی تلاوت کریں گے، اسی قدر ہدایت کو حاصل کرنے میں کامیابی ہوگی۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«مَنْ تَدَبَّرَ الْقُرْآنَ طَالِبًا لِلْهُدٰی مِنْهُ تَبَيَّنَ لَهُ طَرِيقُ الْجَنَّةِ»

''جو شخص ہدایت کا طلب گار بن کر قرآن مجید میں غور وفکر کرتا ہے تو اس کے لیے جنت کا راستہ واضح ہو جاتا ہے۔''[2]

سکون واطمینان کی راہیں

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَإِلٰى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ»

''ایک آدمی سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ایک جانب گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس وقت ایک بادل اوپر سے آیا اور نزدیک تر ہونے لگا، جس کی وجہ سے وہ گھوڑا اچھلنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے نبی ﷺ سے اس واقعے کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سکینت تھی جو قرآن پڑھنے کے باعث نازل ہوئی تھی۔''[3]

[1] صحيح الجامع، حديث:1351. [2] العقيدة الواسطية، ص:103. [3] صحيح البخاري، حديث:5011.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ: «حَمِدَنِي عَبْدِي». وَإِذَا قَالَ: ﴿ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴾ قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ: «أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي». وَإِذَا قَالَ: ﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ ﴾ قَالَ: «مَجَّدَنِي عَبْدِي»، فَإِذَا قَالَ: ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ قَالَ: هٰذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. فَإِذَا قَالَ: ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ﴾ قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ»

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کرلیا ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جس کا وہ سوال کرے۔ بندہ جب کہتا ہے: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی ہے۔ بندہ جب کہتا ہے: ﴿ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثناء کی ہے۔ بندہ جب کہتا ہے: ﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے۔ بندہ جب کہتا ہے: ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جس کا وہ سوال کرے اور بندہ جب یہ کہتا ہے: ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جس کا وہ سوال کرے۔''[1]

2 عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے پوچھا:

---

[1] صحيح الترغيب، حديث:1465.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آدمی جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنی قراءت سے کس چیز کی نیت کرے؟ انھوں نے جواب دیا: اس بات کی نیت کرے کہ وہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہے۔''①

ب حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«من اراد ان یکلم اللہ فلیصل و من اراد ان یکلمہ اللہ فلیقرا القرآن»

''جو شخص چاہتا ہے کہ وہ رب تعالیٰ سے گفتگو کرے تو اسے چاہیے کہ وہ نماز پڑھے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ رب تعالیٰ اس سے گفتگو کرے تو اسے چاہیے کہ وہ قرآن پڑھے۔''②

روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفا کی راہیں

1 اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ ﴾

''اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں کے امراض کے لیے شفا ہے اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔''③

2 اور ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۝ ﴾

''اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے سراسر شفا اور رحمت ہیں اور وہ ظالموں کو سوائے نقصان کے کسی چیز میں زیادہ نہیں کرتا۔''④

دل کو نرم کرنے کی راہیں

1 ارشاد ربانی ہے:

① تعظيم قدر الصلاة: 1/199. ② زيارة إلى الله، ص: 6. ③ يونس 10:57. ④ بني إسرآءيل 17:82.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ○ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ○ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ○﴾

’’کہہ دو: تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (یہ فی نفسہ حق ہے)۔ جن لوگوں کو اس سے پہلے علم (کتاب) دیا گیا ہے، جب یہ ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں: ہمارا رب پاک ہے۔ بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن اُن کو عاجزی میں زیادہ کر دیتا ہے۔‘‘ [1]

اور سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ إِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ كَمَا نَعَتَهُمُ اللهُ تَدْمَعُ أَعْيُنُهُمْ وَتَقْشَعِرُّ جُلُودُهُمْ»

’’رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم پر جب قرآن کی تلاوت کی جاتی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور ان کے جسم کانپ اٹھتے تھے۔‘‘ [2]

ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○﴾

’’کیا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے، وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لیے اور اس حق کے لیے جھک جائیں جو نازل ہوا ہے اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں ان سے پہلے کتاب دی گئی، پھر ان پر لمبی مدت گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔‘‘ [1]

[1] بني إسرآءيل 17:107-109. [2] تفسير القرطبي: 15/159. [3] الحديد 57:16.

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

ارشاد ربانی ہے:

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

''یہ کتاب آپ کی طرف اتاری گئی ہے۔ آپ کے سینے میں اس سے کوئی تنگی نہیں ہونی چاہیے تاکہ آپ اس کے ساتھ لوگوں کو ڈرائیں اور یہ مومنوں کے لیے نصیحت ہے۔''[1]

ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝

''اور بلاشبہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟''[2]

عبدالرحمن سعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہم نے اس قرآن کے الفاظ کو یاد کرنے، ان کو ادا کرنے اور اس کے معانی کو علم و فہم کی خاطر نہایت آسان اور سہل بنایا ہے کیونکہ قرآن لفظ کے اعتبار سے اچھا، معنی کے اعتبار سے سب سے سچا اور تفسیر کے اعتبار سے سب سے واضح کلام ہے۔ جو کوئی قرآن کریم پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مطلوب و مقصود کو حد درجہ آسان اور سہل کر دیتا ہے۔ ''الذکر'' حلال و حرام کے احکام، اوامر و نواہی، جزا اور سزا کے احکام، مواعظ، عبرت انگیز واقعات، عقائد نافعہ اور اخبار صادقہ کو شامل ہے۔ بنابریں قرآن کریم کا علم حفظ اور تفسیر کے اعتبار سے بہت آسان اور علی الاطلاق جلیل علم ہے۔ قرآن کا علم بہت نفع مند علم ہے۔ بندہ مومن جب اسے طلب کرتا ہے تو اس کی مدد کی جاتی ہے اور اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سلف میں سے کسی کا قول ہے: ''کیا کوئی طالب علم ایسا ہے جس کی اس بارے میں مدد کی جائے؟''

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی طرف توجہ مبذول کرنے اور اس سے نصیحت حاصل کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝﴾

---

[1] الأعراف 2:7. [2] القمر 17:54.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟''[1]

دعوت الی اللہ کی راہیں

1. ارشاد ربانی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾

''اے رسول (ﷺ)! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اسے پہنچا دیجیے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام نہیں پہنچایا۔''[2]

2. ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۝﴾

''کہہ دیجیے: میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا تو انھوں نے کہا کہ بلاشبہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی راہ کی طرف لے جاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو کبھی شریک نہیں کریں گے۔''[3]

3. ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝﴾

''اور یہ کہ میں قرآن پڑھوں، پھر جو سیدھے راستے پر آ جائے تو وہ اپنے ہی لیے سیدھے راستے پر آتا ہے اور جو گمراہ ہو تو کہہ دیجیے: بلاشبہ میں تو بس ڈرانے والوں میں سے ہوں۔''[4]

4. سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً»

[1] تفسير السعدي، ص:825. [2] المائدة 5:67. [3] الجن 72:1، 2. [4] النمل 27:92.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میری طرف سے پہنچا دو، خواہ ایک آیت ہی ہو۔''[1]

اور یہ رحمت پڑھنے اور سننے والے دونوں کو شامل ہے:

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''[2]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ»

''جو کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور اسے آپس میں سیکھے سکھائے تو ان پر سکونت نازل ہوتی ہے، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے ان کا گھیراؤ کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا تذکرہ اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتے ہیں اور جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ دے تو اس کا نسب اسے آگے نہیں کر سکتا۔''[3]

برکت کی راہیں

ارشاد ربانی ہے:

﴿كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ ءَايَٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ ۝﴾

''یہ کتاب مبارک ہے جو ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور سمجھدار لوگ نصیحت حاصل کریں۔''[4]

---

(1) جامع الترمذي، حديث: 2669، وصحيح الجامع، حديث: 2837. (2) الأعراف 7:204. (3) صحيح الجامع، حديث: 6577. (4) ص 38:29.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«اَلْبَيْتُ إِذَا تُلِيَ فِيهِ كِتَابُ اللهِ اتَّسَعَ بِأَهْلِهِ وَكَثُرَ خَيْرُهُ وَحَضَرَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَخَرَجَتْ مِنْهُ الشَّيَاطِينُ وَالْبَيْتُ الَّذِي لَمْ يُتْلَ فِيهِ كِتَابُ اللهِ ضَاقَ بِأَهْلِهِ وَقَلَّ خَيْرُهُ وَتَنَكَّبَتْ عَنْهُ الْمَلَائِكَةُ وَحَضَرَتْهُ الشَّيَاطِينُ»

''جس گھر میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے، وہ اپنے رہنے والوں کے ساتھ کشادہ ہو جاتا ہے، اس کی خیر بڑھ جاتی ہے، اس میں فرشتے آجاتے ہیں اور شیطان اس سے نکل جاتے ہیں اور جس گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت نہیں کی جاتی، وہ اپنے رہنے والوں پر تنگ ہو جاتا ہے، اس کی خیر کم ہو جاتی ہے، فرشتے وہاں سے نکل جاتے ہیں اور شیطان وہاں آجاتے ہیں۔''[1]

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝﴾

''اور یہ ایک عظیم کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے، یہ بڑی برکت والی ہے، لہٰذا اس کی اتباع کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''[2]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِقْرَؤُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ»

''سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا چھوڑنا باعث حسرت ہے اور جادوگر اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔''[3]

11 تلاوت قرآن پر مرتب ہونے والے اجر و ثواب کی راہیں

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ: (الٓمّٓ) حَرْفٌ بَلْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ»

[1] مصنف ابن ابي شيبة: 127/6. [2] الأنعام 155:6. [3] صحيح مسلم، حديث: 804.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’جو شخص قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے، اس کو ایک نیکی ملتی ہے اور نیکی کا اجر دس گنا بڑھا کر ملتا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ ’’الٓمٓ‘‘ ایک حرف ہے بلکہ الف اور لام اور میم تین الگ الگ حروف ہیں (جس کی تیس نیکیاں ملتی ہیں)۔‘‘ [1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِقْرَؤُوا الْقُرآنَ فَإِنَّكُمْ تُؤْجَرُونَ عَلَيْهِ وَكُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ أَمَا إِنِّي لَا أَقُولُ: الٓمٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ عَشْرٌ وَلَامٌ عَشْرٌ وَمِيمٌ عَشْرٌ فَتِلْكَ ثَلَاثُونَ»

’’قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو، بے شک تم اس پر اجر دیے جاؤ گے۔ سن لو! میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف کی دس نیکیاں، لام کی دس نیکیاں اور میم کی دس نیکیاں ہیں۔ یہ تیس نیکیاں ہوئیں (جو الٓمٓ پڑھنے والے کو ملتی ہیں)۔‘‘ [2]

ابو احوص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَقُولُ: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوهُ تُؤْجَرُوا بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ»

’’سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: قرآن سیکھو اور اس کی تلاوت کرو، تمھیں ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں دی جائیں گی۔‘‘ [3]

فرشتوں کی معیت کی راہیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ»

’’قرآن مجید کا ماہر لکھنے والے، معزز اور نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور وہ شخص جو قرآن مجید پڑھتا ہے لیکن زبان کی رکاوٹ سے ہکلاتا ہے اور اس پر گراں گزرتا ہے تو اس کو دگنا اجر ملے گا۔‘‘ [4]

---

[1] صحيح الجامع، حديث: 647. [2] صحيح الجامع، حديث: 1146، والسلسلة الصحيحة، حديث: 660.
[3] التفسير من سنن سعيد بن منصور: 9/1. [4] صحيح البخاري، حديث: 4937، وصحيح مسلم، حديث: 1859.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل کی باتیں

سیدنا عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ وَاعْمَلُوا بِهِ وَلَا تَجْفُوا عَنْهُ وَلَا تَغْلُوا فِيهِ وَلَا تَأْكُلُوا بِهِ وَلَا تَسْتَكْثِرُوا بِهِ»

”قرآن پڑھو، اس پر عمل کرو، اس سے پہلو تہی نہ کرو، اس میں غلو نہ کرو، اس کے ذریعے سے دنیا نہ کماؤ اور نہ ہی اس کے ذریعے سے مال کی کثرت طلب کرو۔“[1]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُقْرِؤُهُمُ الْعَشْرَ، فَلَا يُجَاوِزُونَهَا إِلٰى عَشْرٍ أُخْرٰى حَتّٰى يَتَعَلَّمُوا مَا فِيهَا مِنَ الْعَمَلِ، فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ وَالْعَمَلَ جَمِيعًا»

”اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو دس آیات کی تعلیم دیتے اور انھیں اگلی دس آیات کی تعلیم اس وقت تک نہ دیا کرتے جب تک وہ ان پر عمل نہ سیکھ لیتے، لہٰذا ہم (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) نے قرآن اور عمل ساتھ ساتھ سیکھا۔“[2]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا إِذَا تَعَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يُجَاوِزْهُنَّ حَتّٰى يَعْرِفَ مَعَانِيَهُنَّ، وَالْعَمَلَ بِهِنَّ»

”ہم میں سے کوئی آدمی جب دس آیات سیکھتا تو جب تک ان کے معانی کو پہچان نہ لیتا اور ان پر عمل نہ کر لیتا، آگے نہیں بڑھتا تھا۔“[3]

4 ابوعبدالرحمن سلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«حَدَّثَنَا الَّذِينَ كَانُوا يُقْرِؤُونَنَا الْقُرْآنَ: كَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَغَيْرِهِمَا أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا تَعَلَّمُوا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يُجَاوِزُوهَا

[1] صحيح الجامع، حديث: 1668. [2] تفسير القرطبي: 39/1، و تفسير الطبري: 60/1. [3] المستدرك للحاكم: 557/1، و تحفة الأخيار، ص: 5180، 5179.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’ہمیں ان لوگوں نے بیان کیا ہے جو ہمیں قرآن پڑھایا کرتے تھے، جیسے سیدنا عثمان بن عفان، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہ، کہ جب وہ نبی کریم ﷺ سے دس آیات سیکھ لیتے تو جب تک ان میں موجود علمی اور عملی چیزیں نہ سیکھ لیتے، اس وقت تک آگے نہ بڑھتے تھے، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے: ہم نے قرآن سیکھا تو علم اور عمل دونوں اکٹھے سیکھے۔‘‘[1]

ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

’’وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی، وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جس طرح تلاوت کرنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، اور جو اس کے ساتھ کفر کرے گا تو وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔‘‘[2]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أَنْ يُحِلَّ حَلَالَهُ وَيُحَرِّمَ حَرَامَهُ وَيَقْرَأَهُ كَمَا أَنْزَلَهُ اللهُ»

’’اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ حق تلاوت یہ ہے کہ اس کے حلال کو حلال جانے اور حرام کو حرام جانے اور جس طرح اللہ رب العزت نے اس کو نازل کیا ہے، اسی طرح اس کو پڑھے۔‘‘[3]

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

---

[1] تفسير ابن كثير: 10/1، وتفسير الطبراني: 28/1، وتفسير القرطبي: 29/1، وزاد المعاد: 165/1.
[2] البقرة 121:2. [3] تفسير ابن كثير: 282/1.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَآلِ عِمْرَانَ وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَمْثَالٍ مَا نَسِيتُهُنَّ بَعْدُ، قَالَ: كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ أَوْ كَأَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا»

”قیامت کے دن قرآن اور قرآن والے ایسے لوگوں کو لایا جائے گا جو اس پر عمل کرتے تھے، سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اس کے آگے آگے ہوں گی۔“ رسول اللہ ﷺ نے ان سورتوں کے لیے تین مثالیں دیں جن کو سننے کے بعد میں آج تک نہیں بھولا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جیسے وہ دو بادل ہیں یا دو کالے سائبان ہیں جن کے درمیان روشنی ہے یا جیسے وہ ایک سیدھ میں اڑنے والے پرندوں کی دو ٹولیاں ہیں، وہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔“[1]

قرآن کے ذریعے سے حاصل ہونے والی شفاعت وسفارش کی راہیں

1 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلْقُرْآنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ، مَنْ جَعَلَهُ أَمَامَهُ قَادَهُ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَهُ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ»

”قرآن مجید ایسا سفارش کنندہ ہے جس کی سفارش قبول کی جاتی ہے اور ایسا کامیاب جھگڑالو ہے جس کے دعوے کی تصدیق کی جاتی ہے۔ جو اس کو اپنا امام بنائے گا (زندگی کے ہر معاملات میں مقدم رکھے گا)، اس کو یہ جنت میں لے جائے گا اور جس نے اس کو پس پشت رکھا، اس کو کھینچ کر جہنم میں لے جائے گا۔“[2]

2 سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ»

”قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو۔ بلاشبہ یہ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں کی سفارش کے لیے آئے گا۔“[3]

---

[1] صحیح مسلم، حدیث: 805. [2] صحیح الجامع، حدیث: 4443، والسلسلۃ الصحیحۃ، حدیث: 2019.

[3] صحیح مسلم، حدیث: 804.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الصيام والقرآن يشفعان للعبد يوم القيامة. يقول الصيام: أي رب! منعته الطعام والشهوات بالنهار فشفعني فيه. ويقول القرآن: مَنَعْتُهُ النوم بِاللَّيل فشفعني فيه، قال: فيشفعان»

''روزہ اور قرآن یہ دونوں قیامت کے دن بندے کے حق میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے رب! تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما (کیونکہ) دن کے وقت میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے روکے رکھا تھا۔ اور قرآن کہے گا: اے میرے رب! میری سفارش بھی اس آدمی کے حق میں قبول فرما (کیونکہ) رات کے وقت میں نے اسے سونے سے روکے رکھا تھا۔ تو ان دونوں کی سفارش کو قبول کیا جائے گا۔''[1]

قیامت کے روز رفعت وبلند مقام کے حصول کی راہیں

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا»

''قیامت کے دن قاری قرآن سے کہا جائے گا: پڑھتا جا اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتا جا۔ جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا، اسی طرح آج بھی پڑھ۔ تیری منزل وہاں ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔''[2]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ: اِقْرَأْ وَاصْعَدْ فَيَقْرَأُ وَيَصْعَدُ لِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةً حَتّٰى يَقْرَأَ آخِرَ شَيْءٍ مَعَهُ»

''قاری قرآن جب جنت میں داخل ہو جائے گا تو اس سے کہا جائے گا: پڑھو اور جنت کی سیڑھیاں

[1] صحيح الجامع، حديث: 3882، والترغيب والترهيب، حديث: 984. [2] صحيح الجامع، حديث: 8122.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چڑھتے جاؤ، پھر وہ پڑھے گا اور ہر آیت کے بدلے ایک درجہ چڑھتا جائے گا یہاں تک کہ وہ آخری چیز بھی پڑھ لے گا جو اس کے پاس ہوگی۔''[1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ»

''بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ساتھ کتنی ہی قوموں کو بلند کرتے ہیں اور کتنی ہی قوموں کو پست کرتے ہیں۔''[2]

میری اللہ تعالیٰ سے انتہائی عاجزی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن وسنت کو کما حقہ سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ اسلام کے ساتھ ہی اپنی عزت کی حفاظت کرنے کی توفیق دے۔ ذلت کے راستوں سے بچائے اور خاتمہ بالخیر فرما کر جنت الفردوس کا وارث بنائے۔ آمین!

[1] صحيح الجامع، حديث: 8121. [2] صحيح مسلم، حديث: 1894، وصحيح الجامع، حديث: 1896.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رجوع الی القرآن

قرآن مجید پر عمل کیا جائے

قرآن مجید پر ایمان لانے، اسے ترتیل سے پڑھنے اور اس میں تفکر وتدبر کرنے کے بعد ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس پر عمل پیرا ہو کیونکہ اسے ماننا، اس کی تلاوت کرنا اور اس کا فہم حاصل کرنا حقیقت میں اس پر عمل کرنے کے لوازمات ہیں جبکہ اصل مقصود عمل ہے۔ مثال کے طور پر کسی فیکٹری کا مالک جب اپنے عملے کے لیے کوئی لائحہ عمل مرتب کرتا ہے تو عملے کا اسے فقط پڑھ کر سمجھ لینا کافی نہیں ہوتا بلکہ اس پر عمل پیرا ہونا مطلوب ہوتا ہے۔ بعینہٖ قرآن مجید اللہ مالک الملک کی طرف سے ہماری زندگی کا خاکہ اور نصب العین ہے جس کے مطابق زندگی گزارنا ضروری ہے، اس لیے اگر قرآن مجید کو محض پڑھا جائے، عمل نہ کیا جائے تو یہ کوئی منتر نہیں جس کے ذریعے سے دنیا وآخرت کی پریشانیوں سے بچا جا سکے۔ عمل کے بغیر ایمان معتبر نہیں کیونکہ ایمان قول وعمل کا نام ہے۔ زبانی کلامی ایمان مرجیہ کا عقیدہ ہے جو کہ درست نہیں۔ اگر ایمان صرف قول کا نام ہوتا تو پھر تو نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب نے بھی کہا تھا:

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ دِينَ مُحَمَّدٍ مِنْ خَيْرِ أَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِينًا

لَوْلَا الْمَلَامَةُ أَوْ حِذَارُ مَسَبَّةٍ لَوَجَدْتَنِي سَمْحًا بِذَاكَ مُبِينًا

''میں جانتا ہوں کہ دینِ محمد (ﷺ) تمام ادیان سے اچھا دین ہے۔ اگر ملامت اور گالی کا ڈر نہ ہوتا تو میں واضح طور پر آپ کو اسے قبول کرتا ہوا نظر آتا۔''

یعنی دین محمدی کی سچائی کا اقرار آپ کا چچا بھی کرتا تھا لیکن زبانی اقرار کو کافی نہ سمجھا گیا، لہٰذا اس کا کچھ فائدہ نہ ہوا، چنانچہ سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ایمان اگر صرف قول سے ہو، بغیر عمل کے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر قول کے ساتھ نیت بھی اچھی ہو لیکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتباع رسول، یعنی نبی کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق عمل نہیں تو بدعت ہے، اس لیے ایمان کہتے ہیں: زبان کے ساتھ اقرار ہو، دل کے ساتھ تصدیق اور اعضاء کے ساتھ عمل ہو اور نیت خالص ہو اور اس نیت سے جو عمل سامنے آئے، وہ سنت نبوی کے مطابق ہو۔ [1]

اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ»

''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہو جائیں جسے میں لے کر آیا ہوں۔'' [2]

تو معلوم ہوا کہ جب تک قرآن مجید کو عمل کا لبادہ نہیں پہنایا جائے گا، اس وقت تک آدمی کا ایمان ثابت نہیں ہوگا۔ قرآن مجید میں اس کے لیے ''حکم'' کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ قرآن کا واضح فیصلہ ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝﴾

''جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فرامین کے مطابق فیصلہ نہ کریں، ایسے لوگ کافر ہیں۔'' [3]

کوئی خیال جب انسانی فکر میں رچ بس جائے تو اس کا عمل خود بخود اس کے تابع ہو جاتا ہے، مثلاً: انسان ایک رائے قائم کرتا ہے کہ میں نے فلاں کے گھر شادی کرنی ہے۔ وہ رائے دماغ میں جگہ پاتی ہے۔ جب دل و دماغ اس رائے پر متفق ہو جاتے ہیں تو وہ شخص مطلوبہ رشتہ لینے کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید پر عمل ہو ہی اس وقت سکتا ہے جب انسان کی فکر قرآن مجید کے تابع ہو جائے اور قرآن مجید کے بیان کردہ علوم و حقائق انسان کے دل و دماغ میں جاگزیں ہو جائیں۔ یہی وجہ تھی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب نبی کریم ﷺ سے قرآن مجید پڑھتے تو اس پر عمل کا حتی المقدور اہتمام کرتے اور جب تک ان آیات کے علم و عمل کو اپنے اندر جذب نہ کر لیتے، اس وقت تک آگے نہ بڑھتے۔ گویا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں حفظ قرآن، ترتیل اور فہم کا مفہوم یہ تھا کہ قرآن مجید ان کی شخصیت میں رچ بس جائے اور اس کا نور ہدایت اور عنصر عملی ان کے رگ و پے میں سرایت کر جائے اور ان کی گفتار و کردار صحیح معنوں

---

[1] الإيمان، ص: 138،137. [2] فتح الباري: 302/13، وشرح السنة: 104. امام ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سنداً اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔ [3] المآئدة 44:5.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں قرآن کی عملی تصویر بن جائے۔ یہی مفہوم اُنھوں نے نبیٔ کریم ﷺ سے سیکھا جیسا کہ سیدہ عائشہ ؓ سے جب سیرت رسول ﷺ کے بارے میں سوال ہوا تو اُنھوں نے جواب دیا:

«كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ»

''آپ کی سیرت مطہرہ ومقدسہ تعلیمات قرآنی کا مکمل عملی نمونہ تھی۔''①

گویا آپ مجسم قرآن تھے کیونکہ آپ نے حکم الٰہی کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا اور نصب العین بنایا اور اپنے صحابہ ؓ کو بھی یہی تعلیم دی۔

الغرض قرآن مجید پر ایمان لانے اور اس سے استفادہ کرنے کی صحیح صورت یہی ہے کہ اس کا جتنا علم و فہم انسان کے پاس آتا جائے، اسے اپنے کردار کا حصہ بناتا چلا جائے اور اس طرح قرآن مجید مسلسل اس کے اخلاق و کردار میں سرایت کرتا رہے کیونکہ اگر وہ قرآن مجید کے حلال وحرام اور اوامر ونواہی پر عمل پیرا نہیں ہے تو اس کا ایمان قرآن مجید سے کوسوں دور ہے۔

اسی لیے علامہ طیبی ؒ فرماتے ہیں:

«مَنِ اسْتَحَلَّ مَا حَرَّمَهُ اللهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ فَقَدْ كَفَرَ مُطْلَقًا»

''جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے، وہ مطلق کافر ہے۔''②

اس لیے قرآن مجید کے احکام پر عمل پیرا ہونا ہدایت کی نوید سناتا ہے اور بدعملی کفر کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا قَلِيلٍ»

''اعمال (صالحہ) میں جلدی کرو کیونکہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے حتیٰ کہ صبح کے وقت ایک شخص مومن ہوگا تو شام کو کافر اور اگر شام کو مومن ہوگا تو صبح کے وقت کافر اور وہ اپنے

① مسند أحمد: 91/6. ② تحفة الأحوذي، شرح الحديث: 2918.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین کو دنیا کے تھوڑے سے مال کے بدلے بیچ دے گا۔''[1]

اور یہی علامت ہے قرآنی علم اور اس پر عمل کے اُٹھ جانے کی جس کے بارے میں سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کسی چیز کا تذکرہ کیا اور فرمایا: ''یہ اس وقت ہوگا جب علم اُٹھ جائے گا۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! علم کیسے اُٹھ جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں، اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں اور اسی طرح ہمارے بیٹے اپنے بیٹوں کو قیامت تک پڑھائیں گے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ زِيَادُ! إِنْ كُنْتُ لَأَرَاكَ مِنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ، أَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى يَقْرَؤُونَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ، لَا يَعْمَلُونَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيهِمَا؟»

''اے زیاد! تیری ماں تجھے گم پائے، میں تجھے مدینہ کا بڑا فقیہ سمجھتا ہوں۔ کیا یہ یہودی اور عیسائی تورات اور انجیل نہیں پڑھا کرتے؟ لیکن ان دونوں میں جو کچھ ہے، اس پر عمل نہیں کرتے۔''[2]

آج کل قرآنی علوم ایک رواج کے طور پر حاصل کیے جاتے ہیں، الا ما شاء اللہ۔ لوگ قرآن کو بچوں کے سینوں میں اس لیے محفوظ کرواتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں ایک تو حافظ قرآن ہو اور ہماری عزت ہو، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: www.kitabosunnat.com

«مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، وَيُجَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ، وَيَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ جَهَنَّمَ»

''جو شخص علماء کے مابین فخر کے لیے، بے وقوفوں کے ساتھ جھگڑنے کے لیے اور لوگوں کے چہروں کو اپنی طرف پھیرنے کے لیے علم سیکھتا ہے، اللہ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔''[3]

آج ان مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو اپنی عزت بنانے، لوگوں کی توجہ مبذول کرنے، مناظرے اور جھگڑے کرنے کے لیے وکالت اور فلسفے جیسے علوم حاصل کرتے ہیں۔ اور کچھ تو اپنے اس غلیظ نظریے کی تسکین قرآن مجید اور علوم شرعیہ کا علم سیکھ کر حاصل کرتے ہیں، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

[1] مسند أحمد: 304/2. [2] صحيح الجامع، حديث: 6990، وسنن ابن ماجه، حديث: 4048. [3] سنن ابن ماجه، حديث: 260.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

’’جو شخص وہ علم جس سے اللہ عزوجل کی رضا حاصل کی جاتی ہے، اس لیے حاصل کرے تاکہ اس کے ذریعے سے دنیا کا مال و متاع حاصل کرے تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔‘‘[1]

اسی لیے آپ ﷺ نے سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

«لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوا بِهِ الْعُلَمَاءَ، أَوْ تُمَارُوا بِهِ السُّفَهَاءَ، وَلَا لِتَخَيَّرُوا بِهِ الْمَجَالِسَ. فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَالنَّارُ فَالنَّارُ»

’’علم کو علماء کے درمیان فخر اور بے وقوفوں کے ساتھ جھگڑنے اور مجالس میں جرأت کرنے کے لیے نہ سیکھو۔ جس نے یہ کام کیا (اس کے لیے) آگ ہے، آگ ہے۔‘‘[2]

یہ حقیقت ہے کہ جو علم دنیوی اغراض کے لیے سیکھا گیا ہو، اس کی تاثیر نہیں ہوتی، وہ واقعی جہنم کا ایندھن بنائے گا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

«إِنَّ اللهَ تَعَالَى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ، فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُو بِهِ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ، وَرَجُلٌ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ، فَيَقُولُ اللهُ لِلْقَارِئِ: أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلَى رَسُولِي؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ! قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عُلِّمْتَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللهُ: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: إِنَّ فُلَانًا قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ ... يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أُولٰئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

’’اللہ جل شانہ قیامت کے دن بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے اُترے گا جبکہ ہر امت اوندھے منہ گری ہوگی تو سب سے پہلے اس شخص کو بلایا جائے گا جس نے قرآن مجید یاد کیا ہوگا اور جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہوگا اور جو صاحب مال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس قاری (عالم دین) سے

[1] سنن أبي داود، حديث: 3664. [2] صحيح الجامع، حديث: 7370.

” محكم دلائل سے مزين متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمائے گا: کیا میں نے تمھیں وہ چیز نہیں سکھلائی جسے میں نے اپنے رسول پر نازل کیا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، اے میرے رب! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو تو نے سیکھا، اس پر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں دن رات قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے۔ اور فرشتے کہیں گے: تو جھوٹ بول رہا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو یہ چاہتا تھا کہ لوگ تجھے قاری (عالم دین) کہیں۔ تو وہ دنیا میں کہا جا چکا ہے (پھر اسے گھسیٹ کر جہنم میں لے جایا جائے گا) ...... اے ابوہریرہ! یہی وہ پہلے تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔''[1]

اب دیکھیں صرف نیک نیتی سے قرآن مجید پر عمل نہ ہونے کی سزا یہ ہے کہ اسے جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا، اس لیے آخرت کو پس پشت ڈال کر محض دنیاوی غرض سے دینی علم سیکھنا انتہائی خطرناک ہے۔ اور پھر دنیا کی حقیقت بھی کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ»

''اگر دنیا کی قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر جتنی بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔''[2]

اس لیے وہ کافر کو بھی دے رہا ہے، مسلمان کو بھی دے رہا ہے کیونکہ اس کے ہاں دنیا کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔

الغرض جو شخص قرآن مجید پر عمل نہیں کرتا اور نماز، روزے اور زکاۃ وغیرہ کا اہتمام نہیں کرتا، وہ اپنے ایمان میں مخلص نہیں۔ ان اعمال کے بغیر جنت کا حصول ناممکن ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

«اِتَّقُوا اللهَ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ»

''اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اپنی پانچوں نمازیں پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، خوش دلی کے ساتھ مالوں

[1] جامع الترمذي، حديث: 2382. [2] صحيح الجامع، حديث: 5292، والسلسلة الصحيحة، حديث: 942.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی زکاۃ دو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو۔ تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''①
لیکن افسوس! کتنے مسلمان ہیں جو نماز اور خشوع وخضوع سے عاری ہیں جو قرآن مجید پر عدم یقین اور قیامت کی نشانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«اول شيء يرفع من هذه الأمة الخشوع، حتى لا ترى فيها خاشعا»

''اس اُمت سے سب سے پہلے خشوع اٹھایا جائے گا حتیٰ کہ تم کوئی خشوع کرنے والا نہیں پاؤ گے۔''②

اس لیے میرے بھائی! نماز ایسے پڑھو جیسے یہ زندگی کی آخری نماز ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا تھا:

«صَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ كُنْتَ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، وَايْأَسْ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ تَعِشْ غَنِيًا، وَإِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ»

''نماز ایسے پڑھو گویا کہ تم الوداعی نماز پڑھ رہے ہو اور اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمھیں دیکھ رہا ہے اور جو کچھ (مال و دولت) لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، اس سے نا اُمید ہو جاؤ (اللہ تعالیٰ پر توکل کرو)، تم امیری کی زندگی گزارو گے۔ اور ایسے کاموں سے بچو جس کا پھر عذر پیش کیا جائے۔''③

اس لیے کوئی بھی کام کرتے وقت سوچنا چاہیے کہ بعد میں اس کا عذر تو نہیں پیش کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں فطری طور پر برائی اور اچھائی کی تمیز رکھی ہے جسے ایمان کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ، فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ»

''اگر تمھاری اچھائی تمھیں اچھی لگے اور تمھاری برائی تمھیں بری لگے تو تم مومن ہو۔''④

اور عام اعلان بھی فرمایا:

«مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ»

① جامع الترمذي، حديث: 616، وصحيح الجامع، حديث: 109. ② صحيح الجامع، حديث: 2569.
③ صحيح الجامع، حديث: 3776. ④ مسند أحمد: 252/5.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جس شخص کو اس کی نیکی خوش کرے اور برائی ناخوش کرے، وہ مومن ہے۔''[1]

نیکی و برائی کا امتیاز اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب قرآن مجید پر پورا ایمان ہو، دنیا سے بے رغبتی ہو اور قبر ہر وقت یاد رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ نسخۂ کیمیا بیان فرمایا:

«كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ»

''دنیا میں اس طرح زندگی گزارو گویا کہ تم اجنبی یا مسافر ہو اور اپنے آپ کو قبروں والوں میں شمار کرو۔''[2]

یعنی حساب و کتاب کے لیے ہر وقت تیار رہو، اس لیے کہ یہ دنیا عارضی و فانی ہے۔ بقول شاعر:

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے ۔۔۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

موت کے بعد نہ دنیا نے ساتھ دینا ہے، نہ مال و متاع نے اور نہ رشتہ داروں ہی نے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ»

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے (کہ ان کا فیض اسے پہنچتا رہتا ہے:) ① صدقۂ جاریہ۔ ② ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جا رہا ہو۔ ③ نیک اولاد جو دعا کرے۔''[3]

اس لیے قرآن مجید کا علم حاصل کر کے اس پر عمل کرنا چاہیے تاکہ موت کے بعد بھی اس کا فائدہ ہو۔ اور قرآن مجید پر ایمان عمل ہی سے مکمل ہو گا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایمان باللہ اور ایمان بالقرآن کی کچھ نشانیاں بیان کی ہیں جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«كُنْ وَرِعًا تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَكُنْ قَنِعًا تَكُنْ أَشْكَرَ النَّاسِ، وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا

---

[1] صحیح الجامع، حدیث: 6294. [2] صحیح الجامع، حدیث: 4579، والسلسلة الصحيحة، حديث: 1157. [3] صحیح مسلم، حدیث: 1631.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَأَحْسِنْ مُجَاوَرَةَ مَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَأَقِلَّ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ»

''گناہوں سے دور رہنے والا بن جا، تو تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار بن جائے گا۔ قناعت کرنے والا بن جا، تو تمام لوگوں سے زیادہ شکر گزار بن جائے گا۔ لوگوں کے لیے وہی پسند کر جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے، تو مومن بن جائے گا۔ اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کر، تو مسلمان بن جائے گا۔ اور ہنسنا کم کر دے کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔''[1]

اس لیے میرے بھائی! آج سے عہد کریں کہ قرآن مجید کے اس چوتھے حق کو زندگی کا محور و مرکز بناؤں گا۔ غلطیاں تو ہر ایک سے ہو جاتی ہیں لیکن بہترین وہ ہیں جو توبہ کر لیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ»

''ہر بنی آدم غلطی کرنے والا ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔''[2]

اس لیے آج سے توبہ کریں اور عمل شروع کر دیں کیونکہ:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی — یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

زندگی کا کوئی بھروسا نہیں اور کیا معلوم موت کے بعد کون سی منزل ہوگی، بقول شاعر:

وَكَيْفَ تَنَامُ الْعَيْنُ وَهِيَ قَرِيرَةٌ — وَلَمْ تَدْرِ فِي أَيِّ الْمَحَلَّيْنِ تَنْزِلُ

''آنکھ پرسکون نیند کیسے سوئے جبکہ اسے پتہ نہیں کہ موت کے بعد کس منزل میں اترے گی۔''

اس لیے صحت و زندگی کو غنیمت جانو اور عمل کے لیے کمربستہ ہو جاؤ، اس لیے کہ موت کسی کو مہلت نہیں دیتی۔ افسوس ہے ایسی صحت اور زندگی پر جو دینی فوائد حاصل نہ کر سکے۔ شاعر نے تعجب کیا ہے:

عَجِبْتُ مِنْ جِسْمٍ وَمِنْ صِحَّةٍ — وَمِنْ فَتًى نَامَ إِلَى الْفَجْرِ

وَالْمَوْتُ لَا تُؤْمَنُ خَطَفَاتُهُ — فِي ظُلَمِ اللَّيْلِ إِذَا يَسْرِي

[1] صحيح الجامع، حديث:4580. [2] سنن ابن ماجه، حديث:4251.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مجھے تعجب ہے ایسے جسم، صحت اور نوجوان پر جو فجر تک سویا رہتا ہے۔ اور موت رات کی تاریکی میں بھی مارنے سے باز نہیں آتی۔''

الغرض! قرآن مجید کا ہر مسلمان پر چوتھا حق یہ ہے کہ قرآن مجید کی انگلی پکڑ کر اس کے ساتھ چلنا شروع کر دے۔ جہاں وہ بٹھا دے، وہاں بیٹھ جائے۔ جہاں چلا دے، وہاں چل پڑے۔ جو حکم کرے، اس کی اطاعت کرے اور جس سے روکے، اس سے رُک جائے حتیٰ کہ قرآن مجید اس کی زندگی کا لائحۂ عمل اور نصب العین بن جائے اور هُدًى لِّلۡمُتَّقِين کی عملی تصویر سامنے آئے۔ قیامت کو یہ ہماری سفارش کرے نہ کہ ہمارے خلاف حجت بن کر ہمیں جہنم کے سپرد کرے۔ اور ہم سب دنیا میں بھی عزت، راحت اور سکون پا سکیں جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ نے پایا، بقول شاعر:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر   اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں حق

قرآن مجید کو آگے پہنچایا جائے

قرآن مجید کا پانچواں حق یہ ہے کہ اسے دوسروں تک پہنچایا جائے جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے ساتھ مل کر اور انفرادی طور پر اسے آگے پہنچایا تھا کیونکہ نبی ﷺ کو اللہ جل شانہ کا حکم تھا:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾

''اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اسے پہنچا دیجیے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی رسالت ادا نہیں کی۔''[1]

اس آیت مبارکہ میں دین کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے قرآنی اصطلاح ''تبلیغ'' استعمال ہوئی ہے۔

قرآن مجید کے نزول کا مقصد بھی یہی ہے کہ یہ اطراف عالم میں پھیل جائے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ﴾

''یہ قرآن مجید تمام لوگوں کے لیے اطلاع نامہ ہے کہ اس کے ذریعے سے وہ ڈرائے جائیں۔''[2]

نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر نزول قرآن کا اولیں مقصد خود بیان کیا:

﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ﴾

''اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی بھیجا گیا ہے کہ میں اس کے ذریعے سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن مجید پہنچے، ان سب کو ڈراؤں۔''[3]

چنانچہ بعثت کی پہلی گھڑی سے زندگی کی آخری رمق تک اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے فرضِ منصبی کے لیے انتھک محنت کی، مصائب و آلام برداشت کیے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا،

[1] المآئدة 67:5. [2] إبراهيم 52:14. [3] الأنعام 19:6.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اگر دعوت وتبلیغ کے اس مشن کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پورے عرصے میں آپ ﷺ کی جدوجہد کا اصل محور قرآن مجید ہی رہا۔ اس کی تلاوت، تبلیغ، تعلیم اور تبیین وتوضیح میں آپ مسلسل مصروف رہے۔ قرآن مجید تقریباً چار مقامات پر آپ ﷺ کے طریق دعوت واصلاح کی وضاحت کچھ یوں کرتا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾

''بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا کہ انھی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب (قرآن مجید) اور حکمت سکھاتا ہے۔''[1]

مذکورہ آیات کا نتیجہ یہ ہے کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے، آپ نے بلا کم وکاست اسے لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اور بلاشبہ آپ ﷺ نے اسے پہنچانے کا حق ادا کیا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں صحابہ ؓ کے جم غفیر سے فرمایا تھا:

«أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟» ''کیا میں نے پہنچا دیا؟''

تو صحابہ ؓ نے جواب دیا: «نَعَمْ» ''جی ہاں۔''

اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ»

''اے اللہ! گواہ رہنا (کہ میں نے آپ کا پیغام ان تک پہنچا دیا ہے)۔''[2]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے پوچھا تو صحابہ ؓ نے جواب دیا:

«نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ»

''ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پہنچا دیا ہے اور (پیغام الٰہی کا حق) ادا کر دیا ہے اور نصیحت کر دی ہے۔''[3]

[1] آل عمران 3:164. [2] صحيح البخاري، حديث: 4403. [3] صحيح مسلم، حديث: 1218.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''جو شخص یہ کہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کچھ چھپا لیا ہے، اس نے یقیناً جھوٹ بولا ہے۔''[1]

آپ ﷺ نے خود اس قرآن مجید کو آگے پہنچانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حکم دیا:

«بلغوا عني ولو آية»

''میرا پیغام لوگوں تک پہنچا دو، خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔''[2]

خطبہ حجۃ الوداع میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا:

«فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ»

''جو یہاں حاضر ہے، وہ غائب کو پہنچا دے۔''[3]

چنانچہ قیامت تک کے لیے فریضہ تبلیغ دین، یعنی تبلیغ قرآن کا بوجھ اُمت محمدیہ کے کندھوں پر آ گیا ہے اور قیامت کے دن ان سے اس کی بابت باز پرس ہوگی۔ بلاشبہ ہر اُمت کچھ افراد پر مشتمل ہوتی ہے، لہٰذا اُمت کا ہر فرد اپنی اپنی صلاحیت و استعداد کے مطابق اس فرض کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے تو علماء اور فضلاء پر ذمہ داری، ان کی استعداد کے مطابق عائد ہوتی ہے اور عوام پر ان کی صلاحیت کے مطابق۔ الغرض «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً» کے عموم سے یہ بات ثابت ہے کہ اس ذمہ داری سے کوئی بھی بری نہیں، جسے ناظرہ قرآن پڑھنا آتا ہے، وہ آگے ناظرہ پڑھائے اور جسے کوئی دعا وغیرہ یاد ہے، وہ آگے یاد کروائے۔ جس نے حفظ کیا ہے، وہ دوسروں کو یاد کروا دے۔ جسے ترجمہ آتا ہے، وہ دوسروں کو ترجمہ پڑھا دے حتیٰ کہ اگر کسی کو ایک آیت بھی یاد ہو تو وہ اسے دوسروں کو یاد کروانے کا مکلف ہے یا قرآن مجید کی کسی ایک آیت یا سورت کا مفہوم معلوم ہو اور اسے آگے پہنچا دے تو یہ بھی تبلیغ قرآن میں شامل ہے۔ اگرچہ اس مقدس اور عظیم الشان فرض کی ادائیگی کی جو ذمہ داری اُمت مسلمہ پر بحیثیت مجموعی عائد ہوتی ہے، وہ اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی جب تک قرآن مجید کا متن اور اس کا مفہوم کائنات کے اطراف و اکناف تک نہ پہنچا دیا جائے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ جو اُمت قرآن مجید کو تمام اقوام اور پوری کائنات تک پہنچانے کی ذمہ دار بنائی گئی تھی، آج وہ خود اس بات کی محتاج ہو چکی ہے کہ اسے قرآن مجید پہنچایا اور سمجھایا جائے، لہٰذا

[1] صحيح البخاري، حديث: 4855. [2] صحيح البخاري، حديث: 3461. [3] صحيح البخاري، حديث: 1741.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس وقت اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اس معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ہر مسلمان کمربستہ ہو جائے اور قرآن مجید کو درجہ بدرجہ سیکھنے اور سکھانے میں لگ جائے۔ اسی سکھانے کو تبلیغ سے تعبیر کیا گیا ہے جس کے مدارج و مراتب اور پہلو بہت زیادہ ہیں حتیٰ کہ تعلیم بھی تبلیغ کا ایک مؤثر شعبہ ہے اور تبیین بھی اسی کا ایک بلند تر درجہ ہے، چنانچہ اُمت مسلمہ کو تبلیغ قرآن کا بھولا ہوا سبق سکھانے کی ضرورت ہے تاکہ قرآن و حدیث کے وضع کردہ خطوط پر چل کر ہم تبلیغ قرآن کا حق بھی ادا کرسکیں اور اس کے ثمرات بھی حاصل کر سکیں۔ اس سلسلے میں چند اہم نکات پیش کیے جاتے ہیں:

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

کسی بھی معاشرے کا بگاڑ اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صفت کو ترک نہیں کرتا۔ ایک بگڑے ہوئے معاشرے کو تبلیغ قرآن کے ذریعے ہی سے واپس اپنے اصلی مقام پر لایا جاسکتا ہے اور اُمت محمدیہ کا اصل مقام تو قرآن مجید نے خود بیان کیا ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾

''تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ تم نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔''[1]

اس آیت میں جہاں اُمت محمدیہ کا مقام بیان ہوا ہے وہاں اسے بہترین اُمت کا لقب دے کر اس کے مقام کو واضح کیا گیا اور اس بہتری کی علت بھی بیان کر دی گئی ہے کہ وہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔ اسی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سبق کو جب نبی کریم ﷺ نے وفد عبدالقیس کو پڑھایا تو ساتھ ہی یہ فرمایا:

«اِحْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوهُ مَنْ وَرَائَكُمْ»

''تم اسے خوب یاد رکھو اور ان لوگوں کو مطلع کرو جو تمھارے پیچھے رہ گئے ہیں۔''[2]

اللہ تعالیٰ نے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کو بہترین خصلت اور خوبی کہا ہے اور اسے پسندیدہ

---

[1] آل عمران 110:3. [2] صحیح البخاري، حدیث: 87.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل قرار دیا ہے، چنانچہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب اور پسند ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«احب الاعمال الى الله إيمان بالله، ثُمَّ صِلَةُ الرحم، ثُمَّ الأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ والنهي عن المنكر»

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، پھر صلہ رحمی کرنا، پھر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔''①

نیکی کا حکم وہی لوگ دیتے ہیں جو خود نیکی پر عمل پیرا ہوں، چنانچہ دنیا میں نیکی کرنے والے اور نیکی کا حکم دینے والے آخرت میں اہل خیر شمار ہوں گے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ أَهْلَ الْمَعْرُوفِ فِي الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الْآخِرَةِ، وَإِنَّ أَهْلَ الْمُنْكَرِ فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْمُنْكَرِ فِي الْآخِرَةِ»

''جو لوگ دنیا میں اہلِ خیر ہیں، وہی آخرت میں اہل خیر ہوں گے اور جو دنیا میں اہل شر ہیں، وہی آخرت میں بھی اہل شر ہوں گے۔''②

اللہ کے رسول ﷺ نے مزید فرمایا:

«مَنْ رَأَى مِنكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ»

''تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدلے (برائی کو ختم کرے)۔ اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے اسے بدلے۔ اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے ضرور برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''③

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جہاں انسان کے ایمان کے معیار کو واضح کرتا ہے، وہاں یہ انبیاء ﷺ کے حواریوں کی علامت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

① مسند أبي يعلى: 229/12، 230، وصحيح الجامع، حديث: 166. ② صحيح الجامع، حديث: 2031.
③ صحيح مسلم، حديث: 49.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ، يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ»

''اللہ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں جتنے بھی نبی بھیجے، ان کی اُمت میں سے ان کے کچھ حواری اور ساتھی ہوتے تھے جو ان کی سنت پر چلتے اور ان کے حکم پر کاربند رہتے، پھر ایسا ہوتا تھا کہ ان کے بعد نالائق لوگ ان کے جانشیں بن جاتے تھے۔ وہ (زبان سے) ایسی باتیں کہتے جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے تھے اور وہ ایسے کام کرتے تھے جن کا انھیں حکم نہیں دیا جاتا تھا، چنانچہ جس شخص نے ان (جیسے لوگوں) کے خلاف اپنے دست و بازو سے جہاد کیا، وہ مومن ہے اور جس نے ان کے خلاف زبان سے جہاد کیا، وہ مومن ہے اور جس نے اپنے دل سے ان کے خلاف جہاد کیا، وہ بھی مومن ہے۔ اس کے بعد (یعنی اگر وہ دل سے بھی اسے برا نہیں جانتا تو) ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں۔''[1]

انسان کا جو فتنہ اس کے گھر بار، مال و اولاد اور ہمسایوں میں ہوتا ہے، وہ صوم وصلاۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ»

''انسان کا وہ فتنہ جو اس کے گھر بار، مال و اولاد اور اس کے ہمسایوں میں ہوتا ہے، اسے نماز، روزہ، صدقہ وخیرات، امر بالمعروف اور نہی المنکر مٹا دیتے ہیں۔''[2]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر صرف فتنے کا کفارہ ہی نہیں بلکہ یہ صدقہ بھی لکھا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، حدیث:50. [2] صحیح البخاري، حدیث:525، 1435.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«تبسمك في وجه أخيك لك صدقة، وأمرك بالمعروف ونهيك عن المنكر صدقة، وإرشادك الرجل في أرض الضلال لك صدقة، وإماطتك الحجر والشوك والعظم عن الطريق لك صدقة، وإفراغك من دلوك في دلو أخيك لك صدقة»

’’(اے ابوذر!) تیرا اپنے بھائی کے سامنے (خوشی سے اسے دیکھ کر) تبسم کرنا تیرے لیے صدقہ ہے اور تیرا نیکی کا حکم دینا اور تیرا برائی سے منع کرنا تیرے لیے صدقہ ہے اور گمراہی کی زمین میں (بدعات وخرافات میں) تیرا کسی آدمی کو سیدھا راستہ دکھانا تیرے لیے صدقہ ہے اور راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کو دور کرنا تیرے لیے صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں انڈیلنا، یعنی اس کا تعاون کرنا تیرے لیے صدقہ ہے۔‘‘[1]

لیکن آج تبسم کرنے کے بجائے ہم غافلوں کی طرح قہقہے مارتے ہیں، حالانکہ صدقہ تبسم کرنے سے ہوتا ہے اور ہم بجائے صدقہ کرنے کے اپنے بھائیوں پر ہنستے ہیں اور انھیں دکھ دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ بھی تبسم فرماتے تھے۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«وَكَانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا»

’’نبی کریم ﷺ تبسم فرمایا کرتے تھے، قہقہے مار کر نہیں ہنستے تھے۔‘‘[2]

جب بھی کلام کرتے تبسم فرماتے «فِدَاهُ أَبِي وَأُمِّي»۔

اسی طرح ہم نیکی کا حکم بھی نہیں دیتے بلکہ یا تو اپنی عزت کا خیال کر کے چپ رہتے ہیں یا طعنے دیتے ہیں، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے کہیں گے:

«مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَ فِي كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ: خَشْيَةُ النَّاسِ. فَيَقُولُ: فَإِيَّايَ، كُنْتُ أَحَقَّ أَنْ تَخْشَى»

’’تجھے کس چیز نے روکا تھا کہ تو اس اس طرح نہ کہے؟ تو بندہ کہے گا: لوگوں کا خوف اور ڈر تھا۔ تو

[1] صحيح الجامع، حديث:2908، وجامع الترمذي، حديث:1956. [2] صحيح الجامع، حديث:4861.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ (جلال میں آ کر) فرمائیں گے: ''میں زیادہ حق دار تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا۔''[1]

اسی طرح کسی کو جہالت سے نکال کر اسلام کی روشنی اور شرک و بدعت اور خرافات سے نکال کر توحید و سنت کی روشن شاہراہ پر لانا واقعی عظیم صدقہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ»

''اللہ کی قسم! اگر تمھاری کوشش سے کسی ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے تو یہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''[2]

کسی شخص کی نیکی کی طرف رہنمائی کرنے اور توجہ دلانے کے بارے میں تو اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

«مَنْ دَلَّ عَلٰی خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ»

''جو شخص کسی کی نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو اس کے لیے اتنا ہی اجر ہے جتنا نیکی کرنے والے کے لیے ہے۔''[3]

اور یہ بھی فرمایا:

«اَلدَّالُّ عَلَی الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ»

''نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا گویا کہ نیکی کرنے والا ہے۔''[4]

اور یہ بھی فرمایا:

«دَلِيلُ الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ»

''نیکی کی طرف کسی کی رہنمائی کرنا، نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔''[5]

نیکی کرنے والے کو صرف اجر ہی نہیں ملتا بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو یہ بھی فرمایا ہے:

«مَنْ دَعَا إِلٰی هُدًی، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ

---

[1] سنن ابن ماجه، حديث: 4008. [2] صحيح البخاري، حديث: 3701. [3] صحيح مسلم، حديث: 1893. [4] صحيح الجامع، حديث: 1605، 3390، 4556، والسلسلة الصحيحة، حديث: 1660. [5] صحيح الجامع، حديث: 3390، والسلسلة الصحيحة، حديث: 1660.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أجورهم شيئا، ومن دعا إلى ضلالة، كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئا»

''جو شخص ہدایت کی طرف بلاتا ہے تو اسے اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس ہدایت کی پیروی کرنے والے کو ملتا ہے اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص گمراہی کی طرف بلاتا ہے، اس پر اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ کا بوجھ ہوگا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔''(1)

اس لیے جو کچھ انسان نے سیکھا ہو، اسے آگے پہنچائے کیونکہ جب اس نے بیان کر دیا تو گویا نیکیوں کی فیکٹری لگا دی اور اگر بیان نہیں کرے گا تو پھر اس علم کا کیا فائدہ؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«مَثَلُ الَّذِي يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ، ثُمَّ لَا يُحَدِّثُ بِهِ كَمَثَلِ الَّذِي يَكْنِزُ، فَلَا يُنْفِقُ مِنْهُ»

''جو شخص تعلیم حاصل کرے، پھر اسے بیان نہ کرے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مال جمع کرے، پھر خرچ نہ کرے۔''(2)

جس طرح مال جمع کرنا بغیر خرچ کرنے کے اسے دنیا میں بخیل اور آخرت میں عذاب الٰہی کا مستحق بنا سکتا ہے، اسی طرح جو کچھ انسان کو علم ہوا سے بیان کرنا ضروری ہے اور یہی مسلمان ہونے کے ناتے سے ہماری ذمہ داری ہے، اس لیے علم بیان کرنے سے نیکی ملے گی اور برائی سے منع نہ کرنے سے برائی ملے گی۔ اگر کوئی برائی نظر آ رہی ہو، پھر بھی انسان منع نہ کرے تو یہ ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے۔ اور دوسرا اگر اس نے برائی کے بارے میں سنا ہے لیکن کسی قسم کی ناراضی کا اظہار نہیں کیا بلکہ راضی ہوا ہے تو وہ گویا اس برائی میں برابر کا شریک ہے، اسے اسی طرح گناہ ہوگا جس طرح ایک شخص برائی کے پاس ہو اور اسے روکتا نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا، وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا»

''جب زمین میں کوئی برائی اور نافرمانی کی جائے اور اس میں حاضر اور موجود شخص نے اسے برا جانا تو وہ ایسے ہوگا جیسے وہ اس برائی کے پاس تھا ہی نہیں۔ لیکن جو غائب اور دور تھا مگر اس نافرمانی

(1) صحيح مسلم، حديث: 2674. (2) مسند أحمد: 499/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور برائی کو اس نے پسند کیا تو وہ ایسے ہوگا جیسے وہ برائی میں حاضر اور موجود تھا۔''[1]

اس لیے نیکی کا حکم دینا اور برائی کو روکنا اور اسے انتہائی مکروہ جاننا ضروری ہے، ورنہ اس کا نتیجہ عذاب کی شکل میں دنیا ہی میں مل سکتا ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ»

''بلاشبہ لوگ جب کسی کو ظلم کرتا دیکھیں اور پھر اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔''[2]

اور اسی کے متعلق مزید فرمایا:

«إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ، فَلَمْ يُغَيِّرُوهُ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابِهِ»

''لوگ جب کسی برائی کو دیکھیں، پھر اس کو نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب کا مزہ چکھا دے۔''[3]

اور یہ بھی فرمایا:

«مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، هُمْ أَعَزُّ وَأَكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُهُ، ثُمَّ لَمْ يُغَيِّرُوهُ إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ تَعَالَى مِنْهُ بِعِقَابٍ»

''جس کسی قوم میں اللہ کی نافرمانی کے کام ہوتے ہوں اور معاصی اور نافرمانی سے بچنے والے زیادہ باعزت ہوں اور ان کی تعداد بھی زیادہ ہو اور دوسروں کی کم ہو مگر پھر بھی وہ لوگوں کو معاصی اور اللہ کی نافرمانی سے نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عقاب و عذاب کی لپیٹ میں لے گا۔''[4]

برائی سے منع نہ کرنے والا صرف عذاب الٰہی کا مستحق نہیں بنے گا بلکہ وہ جو دعا بھی کرے گا، قبول نہیں ہوگی جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللهُ

[1] سنن أبي داود: 4345. [2] سنن أبي داود، حديث: 4338. [3] مسند أحمد: 3/1، 16. [4] مسند أحمد: 364/4، وصحيح الجامع، حديث: 5749.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أن يبعث عليكم عقابا منه، ثم تدعونه فلا يستجيب لكم»

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے، پھر تم اس سے دعا بھی کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں فرمائے گا۔''[1]

اس لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ضرور ادا کرنا چاہیے تاکہ دنیا میں عذاب الٰہی سے بچا جا سکے اور قیامت کو بھی اللہ تعالیٰ کے سوال سے بچا جا سکے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَسْأَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَسْأَلَهُ: مَا مَنَعَكَ إِذَا رَأَيْتَ الْمُنْكَرَ أَنْ تُنْكِرَهُ؟»

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے سوال کریں گے حتیٰ کہ یہ بھی پوچھیں گے: جب تو نے برائی دیکھی تھی تو تجھے کس چیز نے منع کیا تھا کہ اس کو روکے؟''[2]

تو میرے بھائی! اس دن ہم کیسے جواب دیں گے، کوئی بھی اتنی جرأت اور سکت نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بول سکے تو جواب کیسے دیں گے؟ اس لیے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے نہ کہ صرف مرد پر جیسا کہ عموماً سمجھا جاتا ہے کہ یہ مرد کی ذمہ داری ہے عورت کی نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾

''اور ہاں قاعدے کے مطابق بات کریں۔''[3]

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتا ہے:

«أَمَرَهُنَّ بِالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ»

''اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی بیویوں کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم دیا ہے۔''[4]

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح الجامع، حديث: 7070، وجامع الترمذي، حديث: 2169. [2] صحيح الجامع، حديث: 1818، وسنن ابن ماجه، حديث: 4017. [3] الأحزاب 32:33. [4] تفسير القرطبي: 178/14.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۘ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ولی (مددگار، معاون) ہیں۔ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔''[1]

چنانچہ علامہ ابن نحاس دمشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«قُلْتُ: وَفِي ذِكْرِهِ تَعَالَى ﴿وَالْمُؤْمِنٰتُ﴾ هُنَاكَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبٌ عَلَى النِّسَاءِ كَوُجُوبِهِ عَلَى الرِّجَالِ حَيْثُ وُجِدَتِ الْاِسْتِطَاعَةُ»

''میں کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَالْمُؤْمِنٰتُ﴾ میں دلیل ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر عورتوں پر اسی طرح واجب ہے جس طرح مردوں پر واجب ہے جب استطاعت ہو۔''[2]

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ»

''عورت اپنے خاوند کے گھر والوں اور اپنے خاوند کی اولاد کی مسئول ہے اور قیامت کے دن اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''[3]

اور راعی اسے کہتے ہیں جو نصیحت کا حکم دے اور خیانت اور بری چیزوں سے روکے۔[4]

اس لیے عورتوں پر بھی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا واجب ہے۔ تاریخ اسلامی کے اوراق کی سیاہی اس بات کو واضح کرتی ہے کہ صحابیات نے یہ کام احسن انداز سے اور ذمہ داری سمجھتے ہوئے کیا جس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

- سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کو لا إله إلا الله کہنے کا حکم دیا۔[5]
- سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند مالک بن نضر پر اسلام پیش کیا۔[6]

---

[1] التوبة 9:71. [2] تنبيه الغافلين عن أعمال الجاهلين، ص: 20. [3] صحيح البخاري، حديث: 7138، وصحيح مسلم، حديث: 1829. [4] معالم السنن: 2/3، وشرح النووي: 12/213. [5] سير أعلام النبلاء: 2/305، والطبقات: 8/425. [6] الاستيعاب: 4/1940.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کو وضو مکمل کرنے کا حکم دیا۔[1]
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سعد بن ہشام کو شادی نہ کرنے سے منع کیا۔[2]
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سلمہ بن عبدالرحمٰن کو زمین میں جھگڑا کرنے سے منع کیا۔[3]
- سیدہ اُم حکیم رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے اور اسلام قبول کرنے کا حکم دیا۔[4]
- عدی بن حاتم کی پھوپھی نے اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا حکم دیا۔[5]
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مریض کے پاؤں میں بلا اور مصیبت کو دور کرنے کے لیے پازیبیں پہننے سے منع کیا۔[6]
- سیدہ سلمٰی رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کو نماز میں وضو ٹوٹ جانے پر وضو کرنے کا حکم دیا۔[7]
- سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے قریبی کو نماز میں پھونکنے سے منع کیا۔[8]
- سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو شادی کا حکم دیا۔[9]
- سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے قریبی عزیز سے شراب کی بو پا کر اسے ڈانٹا۔[10]
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کو ایسے کپڑے پہننے سے منع کیا جس میں صلیب کا نشان تھا۔[11]
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بچی کے بالوں کو ڈھانپا۔[12]
- زینب بنت ابی سلمہ نے بچی کا نام برہ رکھنے سے منع کیا۔[13]
- سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے عبدالملک بن مروان کو خلافت کے وقت خون بہانے پر ڈرایا۔[14]
- عمرہ الانصاریہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خروج سے منع کیا (کہ وہ کوفہ نہ جائیں۔)[15]
- سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ماں نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ جلدی مسلمانوں کے لشکر سے جا ملیں۔[16]
- سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عراقی عورتوں کو گھڑے میں نبیذ کے بارے میں کثرت سوال سے منع کیا۔[17]

---

[1] صحيح مسلم، حديث: 240. [2] صحيح مسلم، حديث: 1481. [3] مسند أحمد: 112/6. [4] الإصابة: 225/8، وأسد الغابة: 321/6. [5] مسند أحمد: 378/4. [6] المستدرك على الصحيحين: 217/4. [7] مسند أحمد: 272/6. [8] مسند أبي يعلى: 6954. [9] مسند الشافعي، حديث: 31. [10] سير أعلام النبلاء: 244/2. [11] مسند أحمد: 140/6. [12] المصنف لعبد الرزاق: 229/2. [13] صحيح مسلم، حديث: 2142. [14] الاستيعاب: 1795/4. [15] سير أعلام النبلاء: 296/3. [16] سير أعلام النبلاء: 282/1. [17] مسند أحمد: 337/6.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- معرکہ یرموک میں مسلمان عورتوں نے اپنے اپنے گھر والوں کو بھاگنے پر ڈانٹا۔[1]
- حفصہ بنت سیرین نے جوانوں کو اپنی جوانی کو غنیمت جاننے کا حکم دیا۔[2]
- ام الدرداء نے عبدالملک بن مروان کے خادم کو گالی دینے سے روکا۔[3]

الغرض نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صرف مردوں ہی پر فرض نہیں بلکہ عورتوں پر بھی ان کے دائرہ کار میں رہ کر اپنی استطاعت کے مطابق فرض اور واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس واجب کو قابل عمل بنانے اور اسے پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

قول و فعل میں موافقت

تبلیغ قرآن کے سلسلے میں جہاں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ پہلے نیکی سے روشناس کروا کر اس کے ثمرات بیان کیے جائیں اور برائی پر تنبیہ کر کے اس سے ڈرایا جائے وہاں نیکی کو عملاً کر کے دکھانا اور برائی سے عملاً دور ہونا دعوتی میدان کی کامیابی کی کلید ہے کیونکہ اگر داعی کا اپنا عمل نہیں تو وہ کسی کو کیسے عمل پر مجبور کر سکتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ ﴾

''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟''[4]

منع کرنے کی علت بھی بیان کی:

﴿ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ ﴾

''تم جو کرتے نہیں اس کا حکم دینا اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت ناپسند ہے۔''[5]

اصل میں اس سورت کا سبب نزول بھی یہی تھا کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے کہہ رہے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے أَحَبُّ الْأَعْمَال (سب سے پسندیدہ اعمال) پوچھنے چاہئیں تا کہ ان پر عمل کیا جا سکے لیکن پوچھنے کی جرأت کوئی بھی نہیں کر رہا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما دی۔[6] جب ان کو وہ اعمال بتلائے گئے تو وہ سست ہو گئے۔ ان آیات میں انھیں سرزنش کی جا رہی ہے کہ خیر کی بات جو کہہ

[1] الفتوح: 202/1. [2] صفة الصفوة: 24/4. [3] صحيح مسلم، حديث: 2598، ومسند أحمد: 448/6.
[4] الصف 2:61. [5] الصف 3:61. [6] جامع الترمذي، حديث: 3309.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہو، وہ کرتے کیوں نہیں ہو؟ جو بات منہ سے نکالتے ہو، اسے پورا کیوں نہیں کرتے؟ جو زبان سے کہتے ہو، اس کی پاسداری کیوں نہیں کرتے؟ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نیکی کا حکم دینے اور خود عمل نہ کرنے والے عالم کی مثال یوں بیان کی ہے:

«مثل العالم الذي يعلم الناس الخير و ينسى نفسه كمثل السراج يضيئ للناس و يحرق نفسه»

''ایسا عالم جو لوگوں کو خیر و بھلائی سکھلاتا اور بتاتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے، وہ ایسے چراغ کی مانند ہے جو لوگوں کے لیے تو روشنی کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو جلاتا ہے۔''[1]

چنانچہ اسی جلانے کی تفصیل اور وضاحت رسول اللہ ﷺ نے یوں بیان کی ہے:

«رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ! مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ، يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ، أَفَلَا يَعْقِلُونَ»

''میں نے معراج کی رات دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: یہ آپ کی اُمت کے خطباء ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے، حالانکہ وہ کتاب پڑھتے تھے، کیا انھیں اتنی بھی سمجھ نہیں؟''[2]

اور اللہ جل شانہ نے بھی قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾

''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے؟''[3]

گزشتہ حدیث اسی آیت کی تفسیر ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کے لیے ڈانٹ ڈپٹ ہے جو لوگوں کو

---

[1] المعجم الكبير للطبراني: 165/2، وصحيح الجامع، حديث: 5831. [2] مسند أحمد: 239/3، 240.
[3] البقرة 44:2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور خود عمل سے دور ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان و کلام میں تاثیر نہیں اور ان کے بلند بانگ خطبے، پرترنم تقریریں اور معلومات افزا لیکچر اور محاضرات لوگوں پر اثر نہیں کرتے، اس لیے کہ اس پر خود عمل نہیں ہوتا اور محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا تھا:

مَنْ وَعَظَ بِكَلَامِهِ ضَاعَ سِهَامُهُ   وَمَنْ وَعَظَ بِفِعْلِهِ نَفَذَ سِهَامُهُ

''جو شخص کلام سے وعظ و نصیحت کرتا ہے، اس کا تیر ضائع ہو جاتا ہے اور جو شخص عمل سے وعظ (تبلیغ) کرتا ہے، اس کا تیر نشانے پر لگتا ہے، یعنی اس کی وعظ و نصیحت اور تبلیغ لوگوں میں اثر کرتی ہے۔''

جو عالم عمل نہیں کرتا، اس کا علم بھی اس سے دور ہو جاتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بقول:

هَتَفَ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ فَإِنْ أَجَابَهُ وَإِلَّا ارْتَحَلَ

''علم عمل کو آواز دیتا ہے۔ اگر عمل آ جائے تو ٹھیک ورنہ علم بھی رُخصت ہو جاتا ہے۔''[1] یعنی علم، عمل کا نام ہے، اگر عمل نہ ہو تو علم بھی رخصت ہو جاتا ہے۔

اس لیے جو انسان دعوت و تبلیغ کا کام کر رہا ہے، اگر وہ خود باعمل ہے تو اس کی بات میں تاثیر ہوگی، دعوت کا کام بڑے احسن انداز میں ہوگا اور دینی مقاصد بہت جلد حاصل ہوں گے۔ بصورت دیگر اگر وہ بدعمل ہے تو عذاب الٰہی کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا ہوگا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلٰى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَّارٍ، كُلَّمَا قُرِضَتْ وَفَتْ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ! مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَقْرَؤُونَ كِتَابَ اللهِ وَلَا يَعْمَلُونَ بِهِ»

''میں معراج کی رات ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ جب بھی کاٹے جاتے وہ پھر ٹھیک ہو جاتے (ایسے ہی عمل رہتا) تو میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ آپ کی اُمت کے خطباء ہیں جو ایسی باتیں لوگوں کو بتلاتے تھے جو خود نہیں کرتے تھے اور قرآن مجید پڑھاتے تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔''[2]

[1] اقتضاء العلم العمل، ص: 42. [2] شعب الإيمان: 283/2، وصحيح الجامع، حديث: 129.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں علماء، قراء اور مدرسین ہر ایک کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ان کی محنتیں ثمر آور کیوں نہیں ہوتیں، اس لیے کہ وہ بچوں کو داڑھی کا کیسے کہیں جبکہ خود اسے کٹواتے ہیں، وہ طلباء کو شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنے کا کیسے کہیں جبکہ خود ان کی شلوار عورتوں کی طرح زمین پر ہوتی ہے، اسی لیے ہلال بن اُمیہ رحمہ اللہ نے کہا تھا:

«طلب العلم شديد، وحفظه أشد من طلبه، والعمل به أشد من حفظه، والسلامة منه أشد من العمل به»

''علم کو سیکھنا بہت مشکل ہے اور اسے یاد کرنا اس کی طلب سے بھی مشکل ہے اور اس پر عمل اس کے حفظ سے بھی زیادہ سخت ہے اور اس کے وبال سے سلامتی اس پر عمل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔''[1]

زبید یمامی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایک کلمے نے مجھے بیس سال تک چپ کروائے رکھا۔ وہ کلمہ یہ تھا:

«مَنْ كَانَ كَلَامُهُ لَا يُوَافِقُ فِعَالَهُ فَإِنَّمَا يُوَبِّخُ نَفْسَهُ»

''جس کا کلام فعل کے موافق نہ ہو، وہ درحقیقت اپنے آپ ہی کو ڈانٹ پلاتا ہے۔''[2]

اسی کے بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ الْمُعَلِّمُ غَيْرَهُ هَلَّا لِنَفْسِكَ كَانَ ذَا التَّعْلِيمُ
تَصِفُ الدَّوَاءَ لِذِي السَّقَامِ وَذِي الضَّنٰى كَيْمَا يَصِحُّ بِهِ وَأَنْتَ سَقِيمُ
اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَانْهَهَا عَنْ غَيِّهَا فَإِذَا انْتَهَتْ عَنْهُ فَأَنْتَ حَكِيمُ
لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهُ عَارٌ عَلَيْكَ إِذَا فَعَلْتَ عَظِيمُ

''اے لوگوں کو سکھلانے والے! تو اپنے آپ کو کیوں نہیں سکھلاتا۔ تو بیمار اور لاغر کے لیے دوا تو بیان کرتا ہے کہ وہ کیسے صحیح ہو جبکہ تو خود مریض ہے، اس لیے اپنے آپ سے شروع کر اور اپنے

[1] الجزاء من جنس العمل: 247/2. [2] الجزاء من جنس العمل: 246/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفس کو اس کی ضلالت سے روک۔ جب تو نے اسے روک لیا تو پھر تو حکیم بن جائے گا۔ لوگوں کو ایسی بات سے نہ روک جو تو خود کرتا ہے اور اگر تو خود وہی کام کرے گا (جس سے تو دوسروں کو روکتا ہے) تو یہ تم پر بہت بڑی عار ہوگا۔''

اس لیے میرے مسلمان بھائی! دوسروں کو نیکی کا حکم دینا اور خود عمل نہ کرنا، اسی طرح لوگوں کو برائی سے روکنا لیکن خود برائی کرنا یہ طریق کار جہاں دنیا میں ذلت و رسوائی اور دعوتی میدان میں ناکامی کا سبب بنتا ہے، وہاں یہ قیامت کے دن عذاب الٰہی میں مبتلا کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: يَا فُلَانُ! مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ»

''قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو دوزخ میں اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ اس طرح گھومتا پھرے گا جس طرح گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے، پھر اہل جہنم اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں! تیرا کیا حال ہے؟ کیا تم ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے اور ہمیں برائی سے نہیں روکتے تھے؟ تو وہ کہے گا: ہاں، کیوں نہیں۔ میں تمھیں نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نیکی نہیں کرتا تھا اور تمھیں برائی سے منع کرتا تھا مگر خود برائی کرتا تھا۔''[1]

اس لیے میرے محترم خطباء، علما اور قراء بھائیو! اس طرف توجہ دینا ہمارا فرض ہے اور خصوصاً ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو دعوت کے میدان میں کام کرتے ہیں لیکن بدعمل ہیں، اس لیے آج ہی سے اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگیں، پھر شاید موقع نہ مل سکے۔ جوان کو تو بڑھاپے کی (غلط) اُمید ہوتی ہے لیکن بوڑھے کو کسی کی اُمید نہیں ہوتی، بقول شاعر:

قَالَ الشَّبَابُ لَعَلَّنَا فِي شَيْبِنَا   نَدَعُ الذُّنُوبَ فَمَا يَقُولُ الْأَشْيَبُ

''جوان تو کہتے ہیں کہ ہم شاید بڑھاپے میں گناہوں کو چھوڑ دیں تو بوڑھا کیا کہے گا؟''

[1] صحيح البخاري، حديث: 3267.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ ساتھ خود بھی نیک کام کرنا اور برائی سے رُکنا یہی سلف صالحین کا امتیاز تھا جس کی وجہ سے شاعر کا قول ان پر فٹ آتا ہے:

كم مات قوم وهم في الناس أحياء

''کتنے ہی لوگ مر چکے ہیں لیکن وہ لوگوں میں (نیک اعمال کی وجہ سے) زندہ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں نیکی کا حکم دینے اور اس پر عمل کرنے، نیز برائی سے روکنے اور اس سے خود بھی رُکنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

زبان کا صحیح استعمال

تبلیغ قرآن کے ہدف کو پانے کے لیے ضروری ہے کہ دعوتی میدان ہو یا تدریسی، اس مشن کا حامل اپنی زبان کا استعمال صحیح کرے جس کی چند اہم جزئیات درج ذیل ہیں:

کلام کی وضاحت

توحید وسنت پر بحث کرتے ہوئے کلام کو واضح کرے تاکہ حجت قائم ہو اور لوگوں پر اس کا اثر ہو جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ تھا کہ وہ ٹھہر ٹھہر کر اور اچھی طرح سے گفتگو کرتے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

«كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ»

''رسول اللہ ﷺ کا کلام بالکل واضح ہوتا تھا۔ جو بھی سنتا، اسے آسانی سے سمجھ لیتا تھا۔''[1]

اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ فِي كَلَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَرْتِيلٌ أَوْ تَرْسِيلٌ»

''رسول اللہ ﷺ کی گفتگو میں انتہائی ٹھہراؤ ہوتا تھا۔''[2]

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ، وَإِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ

[1] سنن أبي داود، حديث: 4839، وصحيح الجامع، حديث: 4826. [2] سنن أبي داود، حديث: 4838، وصحيح الجامع، حديث: 4823.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا»

''آپ ﷺ جب کوئی اہم بات کرتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور جب آپ کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو انھیں تین مرتبہ سلام کہتے تھے۔''[1]

خطباء اور علماء کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ تقریر و خطبہ سے مقصود لوگوں کو دین کی سمجھ بوجھ دینا ہے لیکن اگر جذبات کی گاڑی پر سوار ہو کر خطبے اور جمع میں مشکل اور تیز زبان بولی تو مقصود فوت ہو جائے گا بلکہ ایک غلط مقصد سامنے آئے گا کہ جناب والا اپنا آپ دکھلانا چاہتے ہیں، تاہم جب کسی تحریکی تقابل کا موقع آئے تو اپنے منہج اور نصب العین کو شد و مد اور جارحیت کے ساتھ بیان کرنے میں ممانعت نہیں لیکن یہ طریقہ ہر وقت درست نہیں۔

زبان میں نرمی

زبان کی نرمی ایک اہم محرک ہے جو سامعین کے جذبات کو کنڈی کے ساتھ مچھلی کو کھینچنے کے مترادف ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾

''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔''[2]

اس آیت کریمہ میں تبلیغ قرآن کے داعی کے لیے ایک واضح منہج ہے کہ وہ دعوت میں زبان کی سختی نہ دکھائے، اپنے لہجے اور رویے کو نرم رکھے، شرک و بدعت کی بیخ کنی ضرور کرے، اس کی جڑیں ضرور اکھاڑے لیکن نرمی کے ساتھ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَيْهِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ»

''اللہ تعالیٰ رفق اور نرمی سے موصوف ہے، اسے نرمی اور نرم خوئی پسند ہے۔ وہ اس پر وہ کچھ دیتا ہے جو سختی، ترشی اور کرختی پر نہیں دیتا۔''[3]

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 95. [2] آل عمران 3:159. [3] صحيح مسلم، حديث: 2593، وسنن أبي داود، حديث: 4807.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بھی فرمایا:

«إن الله رفيق يحب الرفق ويرضاه، ويعين عليه ما لا يعين على العنف»

''اللہ تعالیٰ نرمی سے موصوف ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے اور نرمی پر اس طرح مدد کرتا ہے جس طرح سختی پر نہیں کرتا۔'' [1]

اور یہ بھی فرمایا:

«ان الله يحب الرفق في الأمر كله»

''اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔'' [2]

جس کام میں نرمی آ جائے، وہ اسے مزین اور خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جائے، اسے بدصورت اور بھدا بنا دیتی ہے۔[3] اس لیے داعی کے لیے خصوصی طور پر زبان کی نرمی جیسی عادت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ وہ مبلغ ہے، تکلیف پہنچانے والا تو نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ اللهَ أَرْسَلَنِي مُبَلِّغًا وَلَمْ يُرْسِلْنِي مُتَعَنِّتًا»

''اللہ تعالیٰ نے مجھے مبلغ بنا کر بھیجا ہے، تکلیف دینے والا بنا کر نہیں بھیجا۔'' [4]

اور یہ بھی فرمایا:

«إِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا، وَلٰكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا»

''اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا اور لوگوں کے لیے مشکلات ڈھونڈنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم دینے اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' [5]

داعی جب نرمی کو چھوڑتا اور سختی کرتا ہے تو سختی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگوں پر غلط فتوے لگاتا ہے، ان کو کافر گردانتا ہے، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«أَيُّمَا امْرِءٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا

[1] صحيح الجامع، حديث: 1770. [2] صحيح البخاري، حديث: 6024. [3] سنن أبي داود، حديث: 4808.
[4] صحيح مسلم، حديث: 1475. [5] صحيح مسلم، حديث: 1478.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَجَعَتْ عَلَيْهِ»

”جس شخص نے اپنے کسی بھائی کو کہا: اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔ اگر تو وہ شخص جسے یہ کافر کہہ رہا ہے، کافر ہوا (تو درست ہے) وگرنہ کہنے والے کی طرف ہی یہ بات لوٹے گی۔“[1]

کوئی مسلمان یہ پسند نہیں کرتا کہ اسے کافر کہا جائے تو وہ اپنے بھائی کے لیے کیسے پسند کرتا ہے؟ اور آدمی کا ایمان ہی اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے، اپنے بھائی کے لیے پسند نہ کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»

”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“[2]

کوئی شخص اپنے آپ کو کافر کہلوانا پسند نہیں کرتا تو کسی کو کافر کیوں کہتا ہے، اگر خود کو ملعون نہیں کہلواتا تو کسی کو کیوں کہتا ہے۔ اور مومن تو کسی پر لعنت نہیں کرتا کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے:

«لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا»

”مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔“[3]

اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ، وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

”لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن کسی کے سفارشی اور گواہ نہیں بن سکیں گے۔“[4]

اس لیے جن لوگوں کے بارے میں یقینی علم نہ ہو کہ وہ کافر ہی مرے ہیں، ان کا خاتمہ کفر پر ہی ہوا ہے، ان پر لعنت کرنا جائز نہیں۔ ہاں، اگر کسی کے بارے میں یقینی علم ہو تو پھر جائز ہے۔ لیکن اس کے علاوہ کسی سے بڑے سے بڑا گناہ بھی ہو جائے تو اس پر لعن طعن کرنا جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ مرنے سے

[1] صحيح البخاري، حديث: 6104، وصحيح مسلم، حديث: 60. [2] صحيح البخاري، حديث: 13.
[3] جامع الترمذي، حديث: 2019، وصحيح الجامع، حديث: 7774. [4] صحيح مسلم، حديث: 2598.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پہلے اس نے پکی توبہ کر لی ہو، اللہ سے معافی مانگ لی ہو جس کا ہمیں علم ہی نہ ہو، البتہ جن بعض گناہ کے کاموں پر لعنت کا لفظ آیا ہے، ان کے مرتکبین کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لعنت والے کام کر رہے ہیں اور اگر انھوں نے ان گناہوں سے توبہ نہ کی تو بارگاہ الٰہی میں ملعون قرار پا سکتے ہیں، اس لیے جب داعی نرمی کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر یہ کہنے سے بھی باز نہیں آتا کہ فلاں جہنمی ہے، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

«إِنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ، فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ»

''ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! فلاں شخص کو اللہ نہیں بخشے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کون ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا؟ بے شک میں نے اسے بخش دیا ہے اور تیرے اعمال ضائع کر دیے ہیں۔''[1]

اور آپ ﷺ نے اس سے بھی بڑھ کر بیان کیا ہے:

«كَانَ رَجُلَانِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَوَاخِيَيْنِ، فَكَانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَالْآخَرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ، فَكَانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الْآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُولُ: أَقْصِرْ، فَوَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ فَقَالَ لَهُ: أَقْصِرْ، فَقَالَ: خَلِّنِي وَرَبِّي أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا ؟ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ، فَقُبِضَ أَرْوَاحُهُمَا، فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَقَالَ لِهٰذَا الْمُجْتَهِدِ: أَكُنْتَ بِي عَالِمًا أَوْ كُنْتَ عَلَى مَا فِي يَدِي قَادِرًا، وَقَالَ لِلْمُذْنِبِ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي، وَقَالَ لِلْآخَرِ: اِذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِ»

''بنی اسرائیل میں دو آدمی بھائی بھائی تھے۔ ان میں سے ایک گنہگار تھا اور دوسرا عبادت گزار تھا۔ عبادت گزار جب دوسرے کو گناہ کرتے دیکھتا تو اسے کہتا: باز آجا۔ آخر ایک دن اس نے دوسرے کو گناہ کرتے ہوئے پایا تو اسے کہا: باز آجا۔ گنہگار کہنے لگا: مجھے چھوڑ دو، میرا معاملہ میرے رب کے ساتھ ہے۔ کیا تو مجھ پر چوکیدار بنا کر بھیجا گیا ہے؟ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی

[1] صحیح مسلم، حدیث: 2621.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسم! اللہ تعالیٰ تجھے معاف نہیں کرے گا یا تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا، چنانچہ وہ دونوں فوت ہو گئے اور رب العالمین کے پاس جمع ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے عبادت گزار سے فرمایا: کیا تو میرے متعلق زیادہ جاننے والا تھا یا جو میرے ہاتھ میں ہے، تجھے اس پر قدرت حاصل تھی؟ اور پھر گنہگار سے فرمایا: جا میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے کے متعلق فرمایا: اسے جہنم میں لے جاؤ۔''[1]

اس لیے میرے بھائی! فتوے بازی سے باز آنا اپنے آپ کو جہنم سے بچانا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلٰى مَنْ أَفْتَاهُ»

''جس شخص کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔''[2]

اور مزید فرمایا:

«مَنْ أَفْتٰى بِفُتْيَا غَيْرِ ثَبْتٍ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلٰى مَنْ أَفْتَاهُ»

''جس شخص نے ایسا فتویٰ دیا جو (قرآن وسنت سے) ثابت ہی نہیں تو اس کا گناہ مفتی پر ہے۔''[3]

اس لیے فتوے لگانے کی بجائے اسے سمجھاؤ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ»

''مومن، مومن کا آئینہ ہے۔''[4]

اس لیے بسا اوقات انسان خود غلطی پر ہوتا ہے لیکن اپنی غلطی اسے نظر نہیں آتی اور دوسرے کی معمولی سی غلطی بھی نظر آجاتی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

«يَبْصُرُ أَحَدُكُمُ الْقَذٰى فِي عَيْنِ أَخِيهِ وَيَنْسَى الْجِذْعَ فِي عَيْنِهِ»

''تمھیں اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا بھی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آنکھ میں شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔''[5]

---

[1] سنن أبي داود، حديث: 4901، وصحيح الجامع، حديث: 4455. [2] سنن أبي داود، حديث: 3657، وصحيح الجامع، حديث: 6068. [3] المستدرك على الصحيحين: 102/1، وصحيح الجامع، حديث: 6069. [4] سنن أبي داود، حديث: 4918، وصحيح الجامع، حديث: 6655. [5] صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان: 13/73، 74، وصحيح الجامع، حديث: 8013.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے مومن کو اپنے ساتھ ملانا چاہیے تاکہ مومنوں کی قوت بڑھے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

«المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا»

''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہوتا ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔''[1]

اے میرے بھائی! جب داعی زبان کی نرمی کو چھوڑتا ہے تو اس کی سنگدلی اور ظلم و زیادتی سے بڑے اور علما بھی محفوظ نہیں رہتے اور وہ بڑوں کی عزتوں کو پامال کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صغِيرَنَا وَ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْس مِنَّا»

''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑے کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں سے نہیں۔''[2]

اور یہ بھی فرمایا:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَ يَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ»

''جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں سے نہیں۔''[3]

اور ایک تیسری روایت میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا»

''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور نہ ہمارے بڑے کا شرف ہی پہچانے، وہ ہم میں سے نہیں۔''[4]

اور ایک چوتھی روایت میں فرماتے ہیں:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا»

---

① صحيح البخاري، حديث: 6026. ② سنن أبي داود، حديث: 4943. وصحيح الجامع، حديث: 6540.
③ مسند أحمد: 323/5، وصحيح الجامع، حديث: 5443. ④ جامع الترمذي، حديث: 1920، وصحيح الجامع، حديث: 5444.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں۔''[1]

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«اَلْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ»

''برکت تمھارے بڑوں کے ساتھ ہے۔''[2]

سیدنا عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ خیبر کی کھجوروں میں قتل کر دیے گئے۔ انھیں دفنانے کے بعد سیدنا محیصہ بن مسعود، حویصہ بن مسعود اور عبدالرحمن بن سہل رضی اللہ عنہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے تو سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ جو سب سے چھوٹے تھے، اس معاملے پر بات کرنے لگے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «كَبِّرْ كَبِّرْ» ''بڑا بات کرے، بڑا بات کرے۔''[3]

ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بڑوں کا احترام ضروری ہے، اگرچہ وہ حق بات کرنا چاہے کیونکہ مقصود تو اصلاح ہے نہ کہ فساد۔ اور کسی بھی کام میں جب اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو تو اسے کشمکش کا شکار ہونے سے بچانا انتہائی فراست کی علامت ہے، اس لیے اگر اس کے جذبات کنٹرول میں نہیں تو پہلے اپنے نفس کو کنٹرول کرے، پھر کسی کو قائل کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے تو فرمایا ہے:

«اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي اللهِ»

''مجاہد وہ ہے جو اللہ کے راستے میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔''[4]

انسان اپنے نفس کو برائی، بدتمیزی، ہر غلط سوچ وفکر اور قول وفعل سے بچائے، اس لیے داعی کو مجاہد بننا چاہیے جو اپنے نفس سے جہاد کرتا ہوا میدان کارزار میں اُترے اور دشمن اسلام کو ناکوں چنے چبوا دے۔ بدتمیزی سے بچ کر احترام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے اور اس لیے بھی ضروری ہے کہ جسے آپ برا سمجھ رہے ہیں، ممکن ہے کل کو وہ صحیح ہو جائے۔ جو آج تمھارا دشمن ہے، وہ کل تمھارا بہترین ساتھی اور ہم نشین بن جائے، اسی لیے شاعر کہتا ہے کہ اپنے ساتھی پر اتنا اعتماد نہ کیا جائے کیونکہ کل کو وہ دشمن بھی بن سکتا ہے جس

---

[1] جامع الترمذي، حديث: 1921، وصحيح الجامع، حديث: 5445. [2] المستدرك على الصحيحين: 62/1، وصحيح الجامع، حديث: 2884. [3] صحيح البخاري، حديث: 3173. [4] مسند أحمد: 20/6، وصحيح الجامع، حديث: 6679.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح دشمن ساتھی بن سکتا ہے:

لَا تُظْهِرَنْ مَوَدَّةً لِحَبِيبٍ فَتَرَى بِعَيْنِكَ مِنْهُ كُلَّ عَجِيبِ

أَظْهَرْتُ يَوْمًا لِلْحَبِيبِ مَوَدَّتِي فَأَخَذْتُ مِنْ هِجْرَانِهِ بِنَصِيبِ

''اپنے دوست کے لیے بھی اتنی محبت ظاہر نہ کر۔ عنقریب تو اس میں بھی عجیب چیزیں دیکھے گا۔ میں نے اپنے حبیب کو اپنی محبت کا بتلایا تو مجھے اس کی ناراضی کا حصہ لینا پڑا۔''

اس لیے دشمن سے ایک مرتبہ ڈریں تو دوست سے ہزار مرتبہ ڈرنا چاہیے، بقول شاعر:

إِحْذَرْ عَدُوَّكَ مَرَّةً وَاحْذَرْ صَدِيقَكَ أَلْفَ مَرَّةٍ

فَلَرُبَّمَا انْقَلَبَ الصَّدِيقُ فَكَانَ أَدْرَى بِالْمَضَرَّةِ

''اپنے دشمن سے ایک مرتبہ بچ اور اپنے دوست سے ہزار مرتبہ۔ بسا اوقات دوست بدل جائے تو وہ زیادہ تکلیف دیتا ہے۔''

کیونکہ وہ آپ کی ساری کمزوریاں جانتا ہے، اس لیے جو بھی کام ہو اسے چھپا کر کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«اِسْتَعِينُوا عَلَى انْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ فَإِنَّ كُلَّ ذِي نِعْمَةٍ مَحْسُودٌ»

''اپنے اہم امور میں کامیابی کے حصول کے لیے انھیں چھپا کر سرانجام دو کیونکہ ہر نعمت والے کا کوئی نہ کوئی حاسد ہوتا ہے۔''[1]

شرعی طور پر محبت کا اظہار کریں لیکن اتنا اظہار نہ کریں کہ اگلا شخص تمھیں اپنا محتاج سمجھنے لگے۔ اور یہی توازن ہے بلکہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے میرے اور مجھے اس کے شر سے بچائے جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور اعتدال و توازن جب کسی چیز میں آ جائے تو وہ چیز فساد کا شکار نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زبان میں نرمی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

[1] السلسلة الصحيحة، حديث: 1453.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان کی مٹھاس

زبان کی نرمی کا اعلیٰ اور آخری درجہ اس کا اچھے اور سلجھے انداز میں گفتگو کرنا اور میٹھی ہونا ہے اور زبان کا میٹھا ہونا بہت بڑی خیر و بھلائی ہے۔ اس کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

«إِنَّ النَّاسَ لَمْ يُعْطَوْا شَيْئًا خَيْرًا مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ»

''لوگ اچھے اخلاق سے بڑھ کر کوئی بھی چیز نہیں دیے گئے (یعنی سب سے اچھی چیز جو لوگوں کو ملتی ہے، وہ اچھا اخلاق ہے)۔''[1]

اچھے اخلاق کی پہچان یہ ہے کہ انسان کی گفتگو اور کلام میں سلیقہ ہو اور اس کی بول چال میں منجھا پن ہو، وہ لایعنی حرکات کا مرتکب نہ ہو بلکہ اس کا چلنا پھرنا از خود اخلاق، کردار اور اچھی عادات کا مرقع ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کل کائنات سے بہتر اخلاق کا مالک اپنے پیارے نبی ﷺ کو گردانا اور فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝﴾

''بے شک آپ (ﷺ) بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہیں۔''[2]

اگر اخلاق کی پاسداری نہ کی جائے تو بسا اوقات انسان ایسی غلط بات کہہ دیتا ہے جو اسے جہنم میں لے جانے کا سبب بن سکتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ»

''آدمی بسا اوقات بے پروائی میں ایسی بات کہہ دیتا ہے کہ اس کے سبب وہ جہنم میں 70 سال کی مسافت تک جا گرتا ہے۔''[3]

اسی لیے فرمایا:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَإِذَا شَهِدَ أَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ أَوْ لِيَسْكُتْ»

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ جب کوئی کام دیکھے تو اچھا کلام کرے یا پھر خاموش رہے۔''[4]

---

[1] المعجم الكبير للطبراني: 179/1، وصحيح الجامع، حديث: 1977. [2] القلم 4:68. [3] جامع الترمذي، حديث: 2314، وصحيح الجامع، حديث: 1618. [4] صحيح مسلم، حديث: 1468.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اسی کے متعلق مزید فرمایا:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلٰى جَارِهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ»

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔''[1]

اسی حسن خلق، اچھی گفتگو اور عمدہ کلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَإِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ دَرَجَةَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ»

''مومنوں میں سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کا اخلاق اچھا ہے اور حسن خلق کے ساتھ انسان نماز اور روزے کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔''[2]

اور یہ بھی فرمایا:

«إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ، صَائِمِ النَّهَارِ»

''یقیناً مومن اپنے اچھے اخلاق سے شب بیدار اور روزے دار کے درجات پا لیتا ہے۔''[3]

اور مزید فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا فِي الدُّنْيَا»

''قیامت کے روز قدر و منزلت کے اعتبار سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو تم میں سے دنیا میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے زیادہ اچھا ہوگا۔''[4]

---

[1] صحيح مسلم، حديث: 48. [2] مسند أبي يعلى: 184/7، وصحيح الجامع، حديث: 1578. [3] مسند أحمد: 64/6، وصحيح الجامع، حديث: 1620. [4] جامع الترمذي، حديث: 2018، وصحيح الجامع.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا»

''قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ محبوب اور ہم نشینی کے اعتبار سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھا ہوگا۔''[1]

اور فرمایا:

«مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ»

''قیامت کے روز مومن بندے کی میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی۔''[2]

اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سے عمل انسانوں کے زیادہ جنت میں جانے کا سبب بنیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ»

''اللہ تعالیٰ کا خوف اور حسن اخلاق۔''[3]

اور فرمایا:

«أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ، وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ»

''میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک گھر کی گارنٹی دیتا ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں گھر کا ضامن ہوں جو مزاح کرتے ہوئے بھی جھوٹ چھوڑ دے اور اس شخص کے لیے جنت کے بلندترین حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہوا۔''[4]

حدیث: 1573 [1] جامع الترمذي، حديث: 2018، وصحيح الجامع، حديث: 2201. [2] جامع الترمذي، حديث: 2002، وصحيح الجامع، حديث: 5390. [3] جامع الترمذي، حديث: 2004. [4] سنن أبي داود، حديث: 4800، وصحيح الجامع، حديث: 1464.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن اخلاق کا کتنا ہی عظیم اجر ہے لیکن افسوس کہ آج مسلمان اسے چھوڑ چکے ہیں۔ عوام تو ہوتے ہی نابلد ہیں، المیہ تو یہ ہے کہ علما، وفضلا بھی اس اجر عظیم اور نعمت عظیمہ سے محروم ہو چکے ہیں۔ کتنے ہی علماء و مشائخ ایسے ہیں کہ لوگ ان کے سخت اخلاق کی وجہ سے ان کے پاس نہیں آتے حتی کہ بعض تو سلام بھی صحیح نہیں لیتے۔ اور یہ مشاہداتی بات ہے کہ لوگ بڑے بڑے علما،، فضلاء اور مشائخ کے پاس بڑی محبت اور عقیدت کے ساتھ ملاقات کے لیے جاتے ہیں لیکن جب واپس آتے ہیں تو لوگ ان کے اخلاق اور کردار کی وجہ سے ان سے متنفر ہو چکے ہوتے ہیں، اس لیے میری تمام مسلمانوں کو عموماً اور علماء و مشائخ کو خصوصاً بڑی محبت و احترام سے گزارش ہے کہ وہ حسن اخلاق کو اپنائیں اور اپنا آئیڈیل محمد رسول اللہ ﷺ کو بنائیں جو پوری کائنات سے بڑے عہدے پر فائز تھے، بڑی عزت والے تھے لیکن ادنیٰ سے ادنیٰ انسان سے بھی خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ وہ لوگوں کو بہانوں سے نالتے نہیں تھے۔ نہ کسی کو کمتر سمجھتے تھے اور نہ بچوں اور بیویوں کو سکھلاتے تھے کہ کوئی آئے تو کہنا کہ گھر میں نہیں ہیں بلکہ جو بھی جب بھی آیا، اپنا ایمان تازہ کر کے گیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ»

”مجھے نیک اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔“[1]

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو قدوہ اور نمونہ بنائیں تاکہ نعمت اسلام زیادہ پھل پھول سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

حسن اخلاق کا دوسرا لازمی جزو انسان کا منجھا پن ہوتا ہے کہ وہ گندی حرکات، غلط لباس اور بے ہودہ مذاق سے بچے بلکہ جس طرح اس نے اپنی زبان کو حسن خلق کا لباس پہنایا ہے، اسی طرح اپنی عادات، لباس اور معاملات کو بھی حسن خلق کا لبادہ پہنائے، نہ کہ اپنے آپ کو زاہد اور ولی باور کروانے کے لیے گندا اور پھٹا پرانا لباس پہنے اور ہر وقت منہ بسورے رکھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت اسے دی ہے، اس کا زبان اور فعل دونوں سے شکر ادا کرے۔

[1] مسند أحمد: 381/2، وصحيح الجامع، حديث: 2833.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُرٰى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلٰى عَبْدِهِ»

''اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے پر اس کی نعمت کا اثر دیکھا جائے۔''[1]

اور یہ بھی فرمایا:

«إِنَّ اللهَ إِذَا أَنْعَمَ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً، أَحَبَّ أَنْ تُرٰى عَلَيْهِ»

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جب انعام کرتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس پر اس نعمت کا اثر دیکھا جائے۔''[2]

اور فرمایا:

«إِذَا آتَاكَ اللهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ أَثَرُ نِعْمَتِهِ وَكَرَامَتِهِ»

''جب اللہ تعالیٰ تجھے مال و دولت سے نوازے تو اس کی نعمت و کرامت تجھ پر نظر آنی چاہیے۔''[3]

اور فرمایا:

«إِذَا آتَاكَ اللهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ، فَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يَرٰى أَثَرَهُ عَلٰى عَبْدِهِ حَسَنًا، وَلَا يُحِبُّ الْبُؤْسَ وَلَا التَّبَاؤُسَ»

''جب اللہ تعالیٰ تجھے مال و دولت سے نوازے تو تجھ پر اس کا اثر نظر آنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا اچھا اثر اپنے بندے پر دیکھنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ تکلفاً مفلس بننے کو اور تکلفاً مفلسی ظاہر کرنے کو پسند نہیں کرتا۔''[4]

مذکورہ احادیث مبارکہ ان علماء اور قراء کے لیے لمحہ فکریہ ہیں جو نہ تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال کو اپنی جان ہی پر خرچ کرتے ہیں بلکہ زہد کو ظاہر کرنے اور روپے پیسے بٹورنے کے لیے ایسی مسکینی والی صورت بنا کر لوگوں کے پاس جاتے ہیں کہ لوگ خود ہی ترس کھانے لگتے ہیں۔ اس سے ایک تو اس داعی اور عالم کی قدر و قیمت اور شخصیت لوگوں کے ہاں گر جاتی

[1] جامع الترمذي، حديث: 2819. [2] مسند أحمد: 473/3. [3] المعجم الكبير للطبراني: 278/19، وصحيح الجامع، حديث: 254. [4] المعجم الكبير للطبراني: 273/5. وصحيح الجامع، حديث: 255.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ اسے ہمدردی کے قابل نہیں سمجھتے، دوسرا اسلام کی اصلیت مسخ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور یہ کوئی زندگی ہے کہ انسان نہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے نہ اپنی جان پر اور نہ بیوی بچوں پر بلکہ یہ تو شرمندگی ہی شرمندگی ہے۔ مال کا نہ ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے لیکن مال و دولت ہونے کے باوجود اسے اپنی جان پر خرچ نہ کرنا بلکہ ورثاء کے لیے جمع کرنا بڑی ہی بدقسمتی اور قابل مذمت عمل ہے، اسی قسم کے لوگوں کے لیے فرمان نبوی ﷺ ہے:

«الا إنّ الدّنيا ملعونة، ملعون ما فيها، إلّا ذكر الله، وما والاه، وعالم أو متعلّم»

''لوگو، آگاہ رہو! بے شک دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور ان چیزوں کے جو اس سے تعلق رکھتی ہیں اور سوائے دینی علوم سے بہرہ ور اور اس کا علم حاصل کرنے والے کے۔''[1]

اس لیے دنیا کے مال و اسباب جمع کرنے اور زمینیں اپنے نام کرانے سے بچو۔

دنیاوی مال و اسباب کی محبت چھوڑ دو

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِي الدُّنْيَا»

''تم جائیدادیں نہ بناؤ، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمھاری دنیا میں رغبت بڑھ جائے گی۔''[2]

دنیا کی طرف راغب ہونا ہی ملعون بن جاتا ہے، اس لیے اگر اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو اسے حلال کاموں میں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں، مجاہدین، فقراء و مساکین پر، اپنے آپ پر اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرو اور یہ سارے کا سارا صدقہ لکھا جائے گا۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کو اپنا آئیڈیل بناؤ جو سارے کا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کر دیتے تھے، البتہ وفود کی ملاقات کے لیے ایک جبہ رکھا ہوا تھا تاکہ اسلام کی عظمت واضح ہو، اس لیے نیت کو خالص کر کے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کیا کرو کیونکہ اس میں

[1] جامع الترمذي، حديث: 2322، صحيح الجامع، حديث: 1609. [2] جامع الترمذي، حديث: 2328، وصحيح الجامع، حديث: 7214.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا شکر اور اسلام کی عظمت ہے، بقول شاعر:

حَسِّنْ ثِيَابَكَ مَا اسْتَطَعْتَ فَإِنَّهَا زَيْنُ الرِّجَالِ بِهَا تُعَزُّ وَتُكْرَمُ
وَدَعِ التَّوَاضُعَ فِي اللِّبَاسِ تَخَشُّنًا فَاللهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّ وَتَكْتُمُ
فَرَثَاثُ ثَوْبِكَ لَا يَزِيدُكَ رِفْعَةً عِنْدَ الْإِلٰهِ وَأَنْتَ عَبْدٌ مُجْرِمُ
وَجَدِيدُ ثَوْبِكَ لَا يَضُرُّكَ بَعْدَ مَا تَخْشَى الْإِلٰهَ وَتَتَّقِي مَا يَحْرُمُ

''اپنے لباس اپنی استطاعت کے مطابق خوبصورت اور مزین کرو کیونکہ یہ چیز مردوں کے لیے زینت اور باعث عزت وتکریم ہے اور متواضع بننے کے لیے گھٹیا لباس پہننا چھوڑ دو کیونکہ جو تم دل میں چھپاتے ہو، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اگر تم مجرم اور گنہگار ہو تو کپڑوں کا بوسیدہ اور گھٹیا ہونا تمھیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بلندی میں زیادہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر تم اللہ سے ڈرو اور اپنے آپ کو حرام چیزوں سے بچاؤ تو نیا لباس پہننا حرام نہیں۔''

الغرض اللہ کے رسول ﷺ نے معاشرے میں سب سے پہلے شخص اور اپنی شخصیت کو بے داغ اور بااعتماد بنایا، پھر دعوت دی، اس لیے تبلیغ قرآن میں داعی کی زبان انتہائی شگفتہ اور لباس صاف ستھرا اور خوبصورت ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پر احسن انداز میں عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

وَاللهُ أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ، وَإِسْنَادُ الْعِلْمِ إِلَيْهِ أَسْلَمُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقامات اور ان کا حکم

آج کے اس پُرفتن دور میں قرآن مجید کی تلاوت کی خوبصورتی کا یہ زاویہ معاشرے کی حسن پسند اور رنگ راگنی کا شکار ہوگیا ہے اور ترتیل جیسے شرعی اصول اور تدبر جیسے منہجی ضابطے اور خشیت جیسے قرآنی ہدف اور مقصد کو چھوڑ کر لوگوں کے کشید کیے گئے اصول اور اوزان پر قرآن کا وزن کیا جاتا ہے اور اسی لے اور راگ میں پڑھنے اور اس کے نتیجے میں اچھل کود اور طرح طرح کے جذباتی بول بولنے کو قرآن کی خوبصورتی قرار دیا اور باعث ثواب سمجھا جا رہا ہے۔ اسی لے اور راگ کو ''مقامات'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، اس لیے صائب اور مناسب ہوگا کہ ہم مقامات کے متعلق بھی چند گزارشات کر دیں تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ قرآن کی تلاوت کی خوبصورتی کا معیار اور دار و مدار شرعی نصوص اور خالق کی پسند پر ہے یا پھر اس کی خوبصورتی کا معیار اور دار و مدار مخلوق کی پسند اور ان کے بنائے ہوئے اصول، اوزان اور بحروں پر ہے۔

مقامات کی لغوی تعریف

مقامات ''مَقَامَةٌ'' کی جمع ہے جس کا معنی ہے: مجلس۔ اور یہ ''قَامَ يَقُومُ قَوْمًا وَ قِيَامًا'' سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے: کھڑا ہونا، اعتدال پر آنا، برقرار رہنا، جم جانا اور ثابت ہونا، چنانچہ مقامات سے مراد ہے: پڑھنے والے کا وہ انداز جو ایک ہی لے پر پختگی کے ساتھ قائم ہو جائے اور پڑھنے والا اسی انداز سے پڑھنے میں قرار محسوس کرے۔

مقامات کی اصطلاحی تعریف

شیخ عبداللطیف تویجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«إِنَّهَا فِي أَصْلِهَا أَنْوَاعٌ مِّنَ الْأَلْحَانِ الَّتِي يُغَنِّي بِهَا أَهْلُ الْغِنَاءِ وَالْمُوسِيقِيِّ وَقَدْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تطَوَّرَتْ شَيْئًا فَشَيْئًا حَتَّى اغْتَنِيَ بِهَا وَرُتِّبَتْ وَحُصِرَتْ بِأَوْزَانٍ مُعَيَّنَةٍ سُمِّيَتْ فِيمَا بَعْدُ: مَقَامَاتٌ»

''مقامات اصل میں اس ترنم یا لے اور راگنی کی مختلف اقسام کا نام ہے جنھیں گانا گانے والے اور موسیقی کی دھن میں اپنے آپ کو مگن کرنے والے استعمال اور اختیار کرتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان دھنوں میں تطور آتا گیا اور انھیں اہتمام کے ساتھ کچھ معین اوزان میں پرو دیا گیا اور ''مقامات'' کا نام دے دیا گیا۔''

مقامات کی تعداد اور ان کا تعارف

مقامات کی تعداد کے متعلق دو رائے ہیں: بعض نے مقامات کی تعداد 7 بیان کی اور بعض نے 8 بیان کی ہے۔ ہر ایک کا تعارف مندرجہ ذیل ہے:

مَقَامُ الْبَيَات

اس مقام کی تعریف کرتے ہوئے ماہرینِ فن مقامات کہتے ہیں:

«هُوَ اللَّحْنُ الَّذِي يَمْتَازُ بِالْخُشُوعِ وَالرَّهْبَانِيَّةِ الَّتِي تَجْلِبُ الْقَلْبَ وَتَجْعَلُهُ يَتَفَكَّرُ فِي آيَاتِ اللهِ وَمَعَانِيهَا»

''اس سے مراد وہ لہجہ ہے جو خشوع اور رہبانیت کی وجہ سے ایک الگ امتیاز رکھتا ہے جس کی وجہ سے سننے والوں کے دل کھنچے چلے آتے ہیں اور آیات قرآنیہ میں غور و فکر کرنے لگ جاتے ہیں۔''

اس کی مثال شیخ محمد ایوب رحمہ اللہ کی قیام اللیل میں پڑھی گئی سورۂ فاطر کی تلاوت ہے جو یوٹیوب پر موجود ہے۔ یہ تمام لہجات میں سے اشمل لہجہ ہے بلکہ ماہرین فن کہتے ہیں کہ بقیہ تمام لہجات اسی سے مشتق ہیں اور یہ وہی لہجہ ہے جو ہر انسان اپنی عام گفتگو میں استعمال کرتا ہے۔

مَقَامُ الرَّسْت

اس مقام کی تعریف کرتے ہوئے ماہرین فن کہتے ہیں کہ ''الرَّسْت'' فارسی زبان کا کلمہ ہے اور اس کا معنی استقامت ہے اور اس کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

«هو اللحن الذي يستعمل عند تلاوة الآيات ذات الطابع القصصي أو التشريعي»

’’اس سے مراد وہ لہجہ ہے جو واقعات اور قصص یا تشریعی احکامات والی آیات میں اختیار کیا جاتا ہے۔‘‘

جیسا کہ شیخ محمد ایوب ؒ کی مکمل قرآن کی تلاوت مجمع ملک فہد میں ریکارڈ کی گئی۔ اور قاری عبدالباسط ؒ کی سورۃ التکویر اور قاری محمد صدیق منشاوی کی سورۃ الفجر کی ان آیات کی تلاوت یوٹیوب پر موجود ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝﴾

’’کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا؟ (یعنی عاد) ارم جو اونچے ستونوں والے تھے۔ جن کے مانند کوئی ملکوں میں پیدا نہیں کیا گیا۔ اور ثمود کے ساتھ (کس طرح کیا) جو وادی میں چٹانیں تراشتے تھے۔‘‘[1]

مقامُ النَّهاوَند

اس مقام کی تعریف کرتے ہوئے ماہرین فن مقامات کہتے ہیں کہ ’’نہاوند‘‘ ایک ایرانی شہر کا نام ہے جس کی طرف اس کی نسبت کی گئی اور اصطلاحی تعریف یہ ہے:

«هُوَ اللَّحْنُ الَّذِي يَمْتَازُ بِالْعَاطِفَةِ وَالْحَنَانِ وَالرِّقَّةِ الَّتِي تَبْعَثُ عَلَى الْخُشُوعِ وَالتَّفَكُّرِ»

’’اس سے مراد وہ لہجہ ہے جو عاطفت (نرمی، شفقت)، محبت اور رقت کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے، جس سے سننے والے کے اندر خشوع وخضوع اور غور وفکر کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔‘‘

جیسا کہ قاری محمد صدیق منشاوی ؒ اور قاری مصطفیٰ اسماعیل ؒ کی انتہائی سوز کے ساتھ کی گئی تلاوتیں یوٹیوب پر موجود ہیں۔

مقامُ السِّيكا

اس مقام کی تعریف کرتے ہوئے ماہرین فن مقامات کہتے ہیں کہ ’’السیکا‘‘ ایک فارسی نام ہے۔

---

[1] الفجر 89:6-9.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اصل میں یہ ''سہ گاہ'' ہے جس کا معنی ہے: تین مرحلے۔ یہ لہجہ سب سے قدیم لہجہ ہے۔ اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے:

«هُوَ اللَّحْنُ الَّذِي يَمْتَازُ بِالتَّجَلِّي وَالتَّرَسُّلِ وَبِالْفَرَحِ وَالْحُزْنِ»

''اس سے مراد وہ لہجہ ہے جس میں قاری ٹھہر ٹھہر کر اور الفاظ کو اس کی ادائیگی کی مضبوطی اور گرفت کے ساتھ پڑھتا ہے اور اسی طرح خوشی اور غمی دونوں حالتوں کو یہ لہجہ بیک وقت ظاہر کرتا ہے۔''

جیسا کہ شیخ محمد ایوب رحمہ اللہ کی مسجد نبوی میں نماز تراویح کی ریکارڈنگ ہے اور اس لہجے میں سب سے بہترین پڑھنے والے قاری عبدالباسط رحمہ اللہ ہیں جنھوں نے ان آیات کی تلاوت کی:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ○ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ○ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ○ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ○ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا ○ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ○﴾

''یقیناً وہ کامیاب ہوگیا جس نے نفس کا تزکیہ کیا۔ اور یقیناً وہ نامراد ہوا جس نے اسے آلودہ کیا۔ قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے جھٹلا دیا۔ جب اس قوم کا بڑا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا۔ تو انھیں رسول اللہ (صالح) نے کہا: اللہ کی اونٹنی (کی حفاظت کرو) اور اس کو پانی پلانے کی۔ پھر انھوں نے اس کو جھٹلا دیا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے رب نے ان کے گناہ کی وجہ سے ان پر تباہی ڈال کر سب کا صفایا کر دیا۔ اور وہ اس (تباہی) کے انجام سے نہیں ڈرتا۔''[1]

مقام الصبا

اس مقام کی تعریف کرتے ہوئے ماہرین فن مقامات کہتے ہیں کہ یہ فارسی کا کلمہ ہے جس کا معنی ہے: ''رِيحٌ لَيِّنٌ وَمُلَايِمٌ'' نرم وملائم ہوا۔ اور عربی زبان میں ''الصَّبَا'' نسیم، نرم اور مخالف سمت چلنے والی ہوا کے مترادف ہے۔ اصطلاحی تعریف یوں ہے:

«هُوَ اللَّحْنُ الَّذِي يَمْتَازُ بِالرَّوْحَانِيَّةِ الْجَيَّاشَةِ وَالْعَاطِفَةِ وَالْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ وَالدَّمْعَةِ»

---

[1] الشمس 91:9-15.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس سے مراد وہ لہجہ ہے جو روحانیت اور عاطفت، نیز غم، رونے اور آنسوؤں کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے۔''

جیسا کہ شیخ محمد ایوب رحمہ اللہ کی قیام اللیل میں پڑھی گئی سورۂ ص کی تلاوت یوٹیوب پر موجود ہے۔

مقام الحجاز

اس مقام کی تعریف کرتے ہوئے ماہرین فن مقامات کہتے ہیں کہ یہ اصل عربی لہجہ ہے جس کی نسبت حجاز کی طرف کی گئی ہے اور سب سے خوبصورت اور سب سے زیادہ روحانیت اور خشوع پیدا کرنے والا لہجہ ہے اور ادائیگی کے اعتبار سے سب سے مشکل ہے۔ اسی وجہ سے اکثر قراء اس سے احتراز کرتے ہیں۔

اس کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

«هُوَ اللَّحْنُ الَّذِي يَجْمَعُ بَيْنَ الْحُزْنِ الشَّدِيدِ وَقُوَّةِ النَّفْسِ وَانْكِسَارِ الْخَالِ»

''اس سے مراد وہ لہجہ ہے جو سخت غم اور منکسر مزاجی اور قوت نفس کو جمع کرنے والا ہے۔''

جیسا کہ شیخ محمد ایوب رحمہ اللہ کی قیام اللیل میں پڑھی گئی سورۂ انفال اور سورۂ توبہ کی تلاوت یوٹیوب پر موجود ہے۔ اور قاری عبدالباسط رحمہ اللہ کے سورۂ مریم کے دو مقاطع موجود ہیں:

﴿وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً ۖ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُن جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝﴾

''اور اپنی طرف سے شفقت اور پاکیزگی (دی)، اور وہ نہایت متقی تھا۔ اور اپنے والدین سے نیکی کرنے والا تھا اور وہ سرکش، نافرمان نہیں تھا۔ اور اس پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن وہ دوبارہ زندہ (کرکے) اٹھایا جائے گا۔''[1]

﴿فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ۝﴾

''بالآخر وہ اس کے ساتھ حاملہ ہوگئی، تو اس (حمل) کو لے کر دور کی ایک جگہ میں الگ ہوگئی۔ پھر

[1] مریم 19:13-15

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درد زہ اسے کھجور کے ایک تنے کی طرف لے آیا، (تو) وہ بولی: اے کاش! میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی بسری ہوتی۔''[1]

مَقَامُ الْعَجَم

اس مقام کی تعریف کرتے ہوئے ماہرین فن مقامات کہتے ہیں:

«هُوَ اللَّحْنُ الَّذِي يَفْضُلُ عِنْدَ إِيجَادِ الْإِشْتِيَاقِ وَرَفْعِ الشَّأْنِ وَالنَّشَاطِ عِنْدَ الْمُسْتَمِعِ. وَيُسْتَخْدَمُ فِي آيَاتٍ تَدُلُّ عَلَى عَظْمَةِ اللهِ، وَأَسْمَائِهِ الْحُسْنٰى وَصِفَاتِهِ الْعُلٰى وَالْجَنَّةِ وَمُعْجِزَاتِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَدْعِيَةِ وَالْجِهَادِ»

''اس سے مراد وہ لہجہ ہے جو قاری کے اندر شوق، چستی اور سننے کا جذبہ بیدار کرتا ہے اور یہ لہجہ ایسی آیات میں استعمال ہوتا ہے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ عالیہ، جنت، معجزاتِ انبیاء، دعاؤں اور جہاد سے ہوتا ہے۔''

بعض ماہرین فن مقامات کا یہ کہنا ہے کہ یہ لہجہ مستقل لہجہ نہیں بلکہ سابقہ 6 لہجوں ہی میں اس کو شامل کیا جاتا ہے۔

مَقَامُ الْجَاهَرْكَاهْ

اس مقام کی تعریف کرتے ہوئے ماہرین فن مقامات کہتے ہیں:

«هُوَ اللَّحْنُ الَّذِي يَجْمَعُ بَيْنَ الْحُزْنِ وَالشِّدَّةِ وَالرِّقَّةِ وَالرَّجَاءِ فِي آنٍ وَاحِدٍ»

''اس سے مراد وہ لہجہ ہے جس میں قاری بیک وقت آیات میں چار چیزیں: غم، سختی، رقت اور اُمید کو جمع کرتا ہے۔''

جیسا کہ قاری عبدالباسط رحمہ اللہ کی سورۂ تحریم کی آیت نمبر 12 کی پاکستان میں کی گئی تلاوت یوٹیوب پر موجود ہے:

﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝﴾

[1] مریم 23,22:19.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"(اور مثال بیان فرمائی) مریم بنت عمران کی جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو ہم نے اس (کے گریبان) میں اپنی روح پھونکی، اور اس نے اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی، اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی۔"①

فن مقامات کی تاریخ

موجودہ مقامات کا فن، قرون اُولی میں نہ تو معروف تھا، نہ اس کا اہتمام کیا گیا اور نہ اس کی کوئی شرعی دلیل ہی ملتی ہے بلکہ یہ ایک ایسا فن ہے جو اُموی دور کے آخر میں اہل فارس کے غنا کے وجہ سے ظہور پذیر ہوا اور عرب مسلمانوں کے اندر عمومی الحان کے ساتھ عام ہو کر قرآن کی طرف منسوب ہونے لگا۔ سوائے آخری مقام حجازی کے بقیہ تمام مقامات عجمیوں کے اپنے خود ساختہ الحان ومقامات ہیں۔ ان مقامات کا قرآن اور اہل قرآن سے اصلاً کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کا تعلق اہل غنا سے ہے جو اپنی موسیقی کی دھن اور لَے کو محفوظ کرنے کے لیے لہو وطرب کے آلات کے ساتھ اختیار کرتے تھے۔ اسی کے بارے میں علامہ طرطوشی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«فَأَمَّا أَصْحَابُ الْأَلْحَانِ فَإِنَّمَا حَدَثُوا فِي الْقَرْنِ الرَّابِعِ مِنْهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ صَاحِبُ الْأَلْحَانِ»

"جہاں تک اصحاب الحان کا معاملہ ہے تو یہ چوتھی صدی ہجری میں ظاہر ہوئے جن میں سے محمد بن سعید بھی معروف تھا۔"②

مقامات کی تعلیم وتعلم اور ان کے مطابق قرآن پڑھنے کا شرعی حکم

ان مقامات کی تعلیم وتعلم کے بارے میں علمائے اُمت کی دو آراء ہیں:

پہلی رائے: ان مقامات کی تعلیم وتعلم جائز ہے جیسا کہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ مقامات اور نغمے سیکھنا دو شرطوں کے ساتھ جائز ہیں:

① «أَنْ لَّا تَكُوْنَ مِنْ أَنْغَامِ أَهْلِ الْفُجُوْرِ»

"ان نغموں کا تعلق فاجر وفاسق لوگوں سے نہ ہو۔"

① التحریم 12:86. ② الحوادث والبدع، ص 483.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«عَدَمُ الضَّرْبِ عَلَى آلَةٍ مُوسِيقِيَّةٍ لِلْإِجْمَاعِ عَلَى حُرْمَةِ ذَالِكَ»

''اس کے ساتھ آلاتِ موسیقی نہ بجائے جائیں کیونکہ ان کی حرمت پر علماء کا اتفاق ہے۔''

اور اسی کے متعلق ابن الہمام رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فتح القدیر میں لکھا ہے:

«اَلْقِرَاءَةُ بِالْأَلْحَانِ أَبَاحَهَا قَوْمٌ وَحَظَرَهَا قَوْمٌ، وَالْمُخْتَارُ إِنْ كَانَتِ الْأَلْحَانُ لَا تُخْرِجُ الْحُرُوفَ عَنْ نَظْمِهَا وَقَدْرِ ذَوَاتِهَا فَمُبَاحٌ وَإِلَّا فَغَيْرُ مُبَاحٍ كَذَا ذُكِرَ»

''ترنم یا لَے اور سُر کے ساتھ قرآن پڑھنے کو بعض علماء نے جائز قرار دیا ہے جبکہ کچھ نے حرام قرار دیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر تو یہ الحان، حروف کو ان کے نظم اور ان کی اصل حالت سے نہیں نکالتے تو جائز ہے، بصورتِ دیگر جس طرح ذکر کیا گیا ہے یہ جائز نہیں۔''(1)

دوسری رائے: ان مقامات کی تعلیم و تعلم بدعت اور ناجائز ہے۔ علمائے امت کا کہنا ہے کہ مقامات کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنا قرونِ اولیٰ میں موجود نہ تھا بلکہ اس کا ظہور بعد میں ہوا، اس لیے اس کی تعلیم و تعلم ناجائز اور بدعت ہے اور اگر آلاتِ موسیقی بھی استعمال کیے جائیں تو حرام ہیں کیونکہ سلف صالحین (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین) جن پر قرآن نازل ہوا اور وہی حقیقی اہل قرآن اور قراء تھے جن کی قراءت نبی کریم ﷺ سے متصل ہم تک پہنچی ہے، ان میں سے کسی کی تلاوت میں موجودہ نغمے، مقامات اور الحان نہ تھے۔ اگر یہ نیکی اور اچھائی کا کام ہوتا تو وہ اس سے پیچھے کیوں رہتے؟ حالانکہ وہ قرآن مجید کی تلاوت ہم سے زیادہ کرنے والے، سننے والے، باذوق اور محبت رکھنے والے تھے۔ اور ویسے بھی قرآن مجید کی عظمت، جلالت اور تقدس کا تقاضا یہ ہے کہ اس جلالت والے کلام کو من گھڑت اوزان سے، جو فن موسیقی سے حاصل کیے گئے ہیں، پاک رکھا جائے اور مخلوق کے بناوٹی ترازو پر خالق کے کلام کو نہ تولا جائے، چنانچہ اس قول کی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

سیدنا عابس غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: إِمَارَةَ السُّفَهَاءِ وَكَثْرَةَ الشُّرَطِ وَبَيْعَ الْحُكْمِ وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ وَقَطِيعَةَ الرَّحِمِ وَنَشْوًا يَتَّخِذُونَ الْقُرْآنَ مَزَامِيرَ يُقَدِّمُونَ أَحَدَهُمْ

(1) شرح فتح القدیر: 7/410.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''چھ چیزوں کے آنے سے پہلے پہلے اعمال کرنے میں جلدی کرلو: (۱) بیوقوفوں کی امارت (۲) پولیس کی کثرت (۳) فیصلوں کی خرید و فروخت (۴) انسانی خون کی ارزانی (۵) قطع رحمی (۶) کیف و سرور والے لوگ جو قرآن مجید کو بانسریوں کی آواز میں پڑھنے کا اہتمام کریں گے۔ وہ ایسے آدمی کو آگے کریں گے جو ان کو قرآن مجید گا گا کر سنائے گا اگرچہ وہ قرآن کے فہم میں ان سے کم ہی ہو۔''(۱)

آل سالم میں سے ایک شخص بیان کرتا ہے:

«قدم سلمة البيدق المدينة فقام يصلي بهم، فقيل لسالم مولى عبدالله بن عمر لو جئت فسمعت قراءته. قال: فلما كان بباب المسجد سمع قِرَاءَتَهُ وَرَجَعَ، فقال: غناء، غناء.»

''سلمہ البیدق مدینہ آئے اور انھیں نماز پڑھانے لگے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام سالم رحمہ اللہ سے کہا گیا: اگر آپ جا کر ان کی قراءت سن لیں (تو بہتر ہے)، چنانچہ جب وہ مسجد کے دروازے پر پہنچے اور ان کی قراءت سنی تو واپس پلٹ آئے اور کہنے لگے: یہ تو گانا ہے، یہ تو گانا ہے۔''(۲)

قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَجُلًا قَرَأَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ فَطَرَّبَ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ الْقَاسِمُ وَقَالَ: يَقُولُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِنَّهُ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٌ ۝ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝﴾»

''ایک آدمی نے مسجد نبوی میں قرآن پڑھتے ہوئے گانے کی سی طرز اختیار کی تو قاسم رحمہ اللہ نے اس کا انکار کیا اور کہا: اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ﴿وَإِنَّهُ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٌ ۝ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝﴾ ''اور یہ تو ایک عالی رتبہ کتاب ہے، اس میں آگے اور پیچھے سے جھوٹ شامل نہیں ہو سکتا ہے۔ اور حکمت والے اور خوبیوں والے

(۱) صحيح الجامع، حديث:2812. (۲) مسند الدارمي:374/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔''[1]

سیدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ فَطَرَّبَ فِي قِرَاءَتِهِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ سَعِيدٌ يَقُولُ: أَصْلَحَكَ اللهُ إِنَّ الْأَئِمَّةَ لَا تَقْرَأُ هٰكَذَا فَتَرَكَ عُمَرُ التَّطْرِيبَ بَعْدُ»

''انھوں نے سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو سنا کہ انھوں نے قراءت میں سُر اور لے اختیار کی ہے تو انھوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ رب العزت آپ کی اصلاح فرمائے، ائمہ تو اس طرح نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔''[2]

امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«أَصْوَاتُ الْقُرْآنِ مُحْدَثَةٌ»

''قرآن مجید کو نغموں کی آوازوں میں پڑھنا بدعت ہے۔''[3]

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«لَا تُعْجِبُنِي الْقِرَاءَةُ بِالْأَلْحَانِ وَلَا أُحِبُّهَا لَا فِي رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهِ لِأَنَّهَا تُشْبِهُ الْغِنَاءَ وَيَضْحَكُ بِالْقُرْآنِ» www.kitabosunnat.com

''ترنم یا لے کے ساتھ قرآن پڑھنا مجھے اچھا نہیں لگتا اور میں اسے پسند نہیں کرتا، نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان ہی میں کیونکہ یہ گانے کے مشابہ ہے اور قرآن کے ساتھ مذاق ہے۔''[4]

اور ابن قاسم رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

«أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْأَلْحَانِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: لَا تُعْجِبُنِي وَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ غِنَاءٌ يَتَغَنَّوْنَ بِهِ لِيَأْخُذُوا عَلَيْهِ الدَّرَاهِمَ»

''امام مالک رحمہ اللہ سے نماز میں الحان کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: یہ مجھے پسند نہیں۔ اور فرمایا: یہ وہ راگنی ہے جس کے ساتھ یہ درہموں کے حصول

---

[1] فصلت 41:41، 42، تفسیر القرطبي: 12/1. [2] مصنف عبدالرزاق: 484/2. [3] حكم قراءة القرآن بالمقامات، ص:27. [4] حكم قراءة القرآن بالمقامات، ص:38.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی خاطر گاتے ہیں۔'' [1]

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے الحان کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا:

«بدعة لا تسمع»

''یہ ایسی بدعت ہے جس کے متعلق کبھی سنا ہی نہیں گیا۔ یا یہ ایسی بدعت ہے جس کو سنا نہ جائے۔'' [2]

اور مزید فرمایا:

«كل شيء محدث فإنه لا يعجبني إلا أن يكون صوت الرجل لا يتكلفه»

''یہ تمام کام نئے ہیں اور مجھے یہ پسند نہیں ہیں۔ میں اس آدمی کی آواز پسند کرتا ہوں جس میں تکلف نہ ہو۔'' [3]

اور عبدالرحمٰن متطبب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ فِي قِرَاءَةِ الْأَلْحَانِ. فَقَالَ: يَا أَبَا الْفَضْلِ! إِتَّخَذُوهُ أَغَانِي، إِتَّخَذُوهُ أَغَانِي لَا تَسْمَعْ مِنْ هٰؤُلَاءِ»

''میں نے امام ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) رحمہ اللہ سے ترنم اور الحان کے ساتھ قرآن پڑھنے کے متعلق پوچھا تو فرمانے لگے: اے ابوالفضل! انھوں نے تو قرآن کو گانا بجانا بنا رکھا ہے، انھوں نے تو قرآن کو گانا بجانا بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگوں کو مت سنا کرو۔'' [4]

اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ امام مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے فرمایا:

«أَنَّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ بِقَصْدِ التَّلْحِينِ الَّذِي يُشْبِهُ تَلْحِينَ الْغِنَاءِ مَكْرُوهَةٌ مُبْتَدَعَةٌ»

''قرآن مجید کو ایسے لہجے میں پڑھنا جو گانے کے لہجے کے مشابہ ہو، مکروہ اور بدعت ہے۔'' [5]

اور ابن حجر ہیثمی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«يُسَنُّ تَحْسِينُ الصَّوْتِ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَمَّا تَلْحِينُهُ فَإِنْ أَخْرَجَهُ إِلَى حَدٍّ لَا يَقُولُ بِهِ أَحَدٌ مِّنَ الْقُرَّاءِ حَرُمَ وَإِلَّا فَهُوَ عَلَى الْمُعْتَمَدِ»

[1] حكم قراءة القرآن بالمقامات، ص: 28. [2] طبقات الحنابلة: 57/1. [3] مجموع الفتاوى: 427/12.
[4] نزهة الأسماع في مسألة السماع، ص: 84. [5] جامع المسائل: 355/4.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’قرآن پڑھتے ہوئے آواز کو خوبصورت بنانا مسنون ہے لیکن اگر ترنم قراءت کو اس حد تک لے جائے جس کے مطابق کسی بھی قاری نے نہیں پڑھا تو یہ حرام ہے، بصورت دیگر ایسا کرنے والے پر کوئی حرج نہیں۔‘‘[1]

ابن بطہ عکبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ مِنَ الْبِدَعِ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ وَالْأَذَانِ بِالْأَلْحَانِ وَتَشْبِيهَهُمَا بِالْغِنَاءِ»

’’قرآن مجید اور اذان کو ترنم اور گانے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے پڑھنا بدعت ہے۔‘‘[2]

اور ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بِالْأَلْحَانِ وَأَصْوَاتِ الْغِنَاءِ وَأَوْزَانِهِ وَإِيقَاعَاتِهِ عَلَى طَرِيقَةِ أَصْحَابِ الْمُوسِيقِيِّ أَنْكَرَ ذٰلِكَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ وَمِنْهُمْ مَنْ حَكَاهُ إِجْمَاعًا وَلَمْ يَثْبُتْ فِيهِ نِزَاعًا مِنْهُمْ أَبُو عُبَيْدٍ وَغَيْرُهُ»

’’قرآن مجید کو گانے کی آواز میں اور موسیقاروں کے مقررہ اوزان کے مطابق پڑھنے کا اکثر علماء نے انکار کیا ہے بلکہ بعض نے تو اجماع بھی نقل کیا ہے کہ اس کی ممانعت میں کسی کا اختلاف نہیں اور ان علماء میں سے ابوعبید رحمہ اللہ وغیرہ بھی ہیں۔‘‘[3]

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَأَمَّا مَا أَحْدَثَ بَعْدَهُمْ يَعْنِي السَّلَفَ مِنْ تَكَلُّفِ الْقِرَاءَةِ عَلَى أَلْحَانِ الْغِنَاءِ فَهٰذَا يَنْهٰى عَنْهُ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ، لِأَنَّهُ بِدْعَةٌ»

’’سلف کے بعد یہ طریقہ جو ایجاد ہوا ہے کہ قرآن کو تکلف کے ساتھ گانے کے لہجے میں پڑھنا، اس سے جمہور علماء منع کرتے ہیں کیونکہ یہ بدعت ہے۔‘‘[4]

ان مقامات میں پڑنے والا نزولِ قرآن کے اصل مقصد، یعنی تدبر اور غور وفکر سے غافل ہو جاتا ہے اور اس کی طرف یکسر توجہ نہیں کرتا۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] تحفة المحتاج: 405/4. [2] الإبانة، ص: 343. [3] نزهة الأسماع في مسألة السماع، ص: 58. [4] كشف المشكل من حديث الصحيحين: 304/3.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«ولأن ذلك فيه تشبيه القرآن بالغناء، ولأن ذٰلِكَ يُورِثُ أَنْ يَبْقىٰ قَلْبُ القَارِئِ مصروفا إلى وزن اللفظ بميزان الغناء، لا يتدبّره وَلَا يَعْقِلُه وَأَنْ يَبْقَى المستمعون يصغون إليه لأجل الصوتِ المُلَحنِ كَمَا يُصغىٰ إِلَى الغِنَاءِ لَا لِأَجْلِ استماع القرآن وفهمه وتدبره والانتفاع به»

''یہ اس وجہ سے حرام ہے کہ اس قرآن کو گانے کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے اور اسی طرح یہ پڑھنے والے کو اوزان کی درستی کی طرف متوجہ کیے رکھتا ہے جس کی وجہ سے نہ تو وہ اس قرآن کو سمجھتا ہے اور نہ اس میں غوروفکر ہی کرتا ہے اور سننے والے بھی اس کی طرف مترنم آواز کی وجہ سے متوجہ ہوتے ہیں، قرآن کو غور سے سننے، اس کو سمجھنے، غوروفکر کرنے اور اس سے فائدہ لینے کے لیے متوجہ نہیں ہوتے۔''[1]

امام ابن تیمیہ ؒ مزید فرماتے ہیں:

«وَالسَّلَفُ كَانُوا يُحَسِّنُونَ الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَكَلَّفُوا أَوْزَانَ الْغِنَاءِ مِثْلَ مَا كَانَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ يَفْعَلُ»

''سلف صالحین گانے کے اوزان کے تکلف میں پڑے بغیر خوبصورت آواز سے قرآن پڑھنے کو اچھا سمجھتے تھے جیسا کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ کیا کرتے تھے۔''[2]

حقائق اور واقعات وحالات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ کتنے ہی ایسے قرائے کرام گزر چکے ہیں، جیسے شیخ محمد ایوب ؒ وغیرہ اور کتنے ہی ایسے قرائے کرام موجود ہیں جوان مقامات کو جانتے تک نہیں لیکن جب وہ پڑھتے تھے اور آج بھی پڑھتے ہیں توان کی آواز دلوں میں اُتر جاتی ہے اور کانوں میں رس گھولتی ہے اور جسم کو لذتوں سے پرکیف بنا دیتی ہے جس کے نتیجے میں لوگ قرآن مجید سے متاثر بھی ہوتے ہیں اور اس سے مزید محبت بھی کرنے لگتے ہیں، لہٰذا جب شرعی طریقے سے قرآن مجید کی تاثیر سے متاثر ہوا اور سرور لیا اور دیا جاسکتا ہے تو تکلف، تصنع اور اہل فسق وفجور کے طریقوں اور آلات سے قرآن مجید کے سرور کی پیائش کرنا کیسے دانش مندی کہلائے گا۔

[1] جامع المسائل: 304/3. [2] جامع المسائل: 304/3.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام

مذکورہ دونوں اقوال میں سے دلائل اور حقائق کے اعتبار سے دوسرا قول راجح ہے کیونکہ سلف صالحین کے حالات سے واقفیت رکھنے والا شخص بخوبی جانتا ہے کہ وہ لوگ اس طرح کے پر تکلف، موزون اور محدود و معدود موسیقی کے لہجوں سے مکمل طور پر بری تھے اور وہ اس بات سے زیادہ ڈرتے تھے کہ وہ قرآن کو اس انداز سے پڑھیں اور اس کو جائز بھی قرار دیں بلکہ وہ قرآن اس انداز سے پڑھتے تھے جو انسان کی طبیعت میں فطری طور پر موجود ہے اور شارع نے اس سے منع بھی نہیں کیا۔

اسی حقیقت کو امام ابن القیم رحمہ اللہ اس انداز میں آشکارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تلحسین اور تغنی کی دو قسمیں ہیں:

مصنوعی اور بناوٹی تلحسین

اس سے مراد یہ ہے کہ قاریٔ قرآن آواز کی خوبصورتی، لے اور سر بنانے کے لیے کوئی تکلف نہ کرے اور نہ اس کے لیے آلات موسیقی استعمال کرے اور نہ ہی معینہ تمارین پر اپنا وقت ضائع کرے بلکہ رب تعالیٰ نے جو اسے خوبصورت پڑھنے کا ملکہ دیا ہو اور اس کی آواز میں ایسا سوز رکھا ہو جو بغیر کسی تکلف اور تصنع کے اس خوبصورتی سے پڑھے (اس کے لہجے اور آواز کے سوز کا ماہر فن مقامات خود سے تعین کر رہے ہوں جبکہ پڑھنے والے کے علم میں مقامات کا کوئی تصور نہ ہو) کہ سننے والا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے بلکہ اس کے دل میں قرآن کی محبت اور شوق امڈنے لگے۔ اور یہی وہ فطری ترنم اور لہجہ ہے جو رب تعالیٰ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو عطا کیا تھا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاوت سن کر یہ فرمایا تھا:

«لَقَدْ أُوتِيَ أَبُو مُوسٰی مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ»

''بلاشبہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سیدنا داود علیہ السلام کی بانسریاں دیے گئے ہیں۔'' [1]

تو اس پر سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

«لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَسْمَعُ لَحَبَّرْتُهُ لَكَ تَحْبِيرًا»

[1] صحیح الجامع، حدیث:5122.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ آپ سن رہے ہیں تو میں اس کو اور خوبصورت بناتا۔"[1]

تغنی اور لحن سے تحسین

اس سے مراد یہ ہے کہ قاری اپنی آواز میں ردھم اور سوز پیدا کرنے کے لیے تکلف اور تصنع سے کام لے اور موسیقی کے مختلف نغمات اور اوزان کو سیکھے اور پھر اپنی آواز کے ردھم اور سوز کے دھارے کو پختہ بنانے کے لیے مختلف قسم کی مشقیں کرے۔ اس لیے سلف صالحین نے اس تحسین کو مکروہ جانا، اس کو معیوب کہا، اس کی مذمت کی اور جو اس طریقے کے مطابق تلاوت کرے، اس کا انکار کیا۔[2]

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقی اہل قرآن کی صف میں شامل فرمائے اور قرآن مجید کی تلاوت کما حقہ ترتیل، تدبر، خشیت، وقار، سنجیدگی اور متانت کے ساتھ کرنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے، اسے شرف قبولیت سے نوازے اور صاحب قرآن کی رفاقت اور اپنے دیدار کا مستحق بنائے۔ آمین!

(1) صحیح ابن حبان، حدیث:7197. (2) زاد المعاد، ص:482-493.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ و خاتمہ

اللہ رب العالمین کا لاتعداد اور بے حد شکر ہے جس نے مجھے توفیق دی کہ میں اس کتاب کو مکمل کر سکا اور اب اللہ ہی سے فقیرانہ وعاجزانہ التجا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرما کر مقبولِ انام بنائے۔ آمین!

گزشتہ گفتگو کا خلاصہ نکات کی صورت میں درج ذیل ہے:

- ہر شخص اپنے حقوق کا رونا روتا ہے لیکن خود قرآن مجید کے حقوق ادا کرنے سے بھاگتا ہے جو اس کی پریشانی اور تنزل کا اصل سبب ہے۔
- قرآن مجید کے لغوی معنی کسی چیز کو جمع کرنے اور ملانے کے ہیں، چنانچہ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو پورے عالم اسلام کو ایک اسٹیج پر جمع کر سکتی اور ملا سکتی ہے اور تمام مشکلات کا حل پیش کر سکتی ہے لیکن کاش! مسلمان اسے سینے سے لگالیں۔
- قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو سیدنا جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے اللہ کے رسول ﷺ پر نازل ہوا جس کی ابتدا سورۂ فاتحہ سے ہوتی ہے اور انتہا سورۂ ناس پر ہوتی ہے جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور اس کی تلاوت باعث اجر وثواب ہے۔
- قرآن مجید اللہ کی طرف سے ایک رسی ہے اور یہ منبع نور و ہدایت، پرتاثیر نوشتہ ہدایت اور مصدر اسلام اور بہترین صدقہ جاریہ ہے۔
- قرآن مجید کی تلاوت جہاں باعث اجر وثواب ہے، وہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کی دلیل ہے اور اس پر عمل بلندی اور اس سے انحراف تنزل کا باعث ہے یہ نفع مند تجارت اور خیر و برکت کا ذریعہ ہے بلکہ اس کا سننا بھی رحمتِ الٰہی کا باعث ہے۔
- قرآن مجید زمین میں عزت کا باعث، بہترین سفارشی، اللہ تعالیٰ کی رضا اور تاجِ کرامت کا موجب اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک قابل رشک نعمت ہے، نیز اس کو پڑھنے والا پوری کائنات سے افضل ہے۔

- قاری قرآن قیامت کے دن فرشتوں کی صف میں کھڑا ہوگا اور عجیب وغریب اعزاز وشرف سے نوازا جائے گا، اس لیے اس کی تعظیم واحترام اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی علامت ہے۔
- قرآن مجید کا حفظ دنیا، قبر اور آخرت میں نمایاں اعزاز کا باعث خوبصورت عمل ہے۔
- قرآن مجید چونکہ عظمتوں والے خالق کی عظیم کتاب ہے، اس لیے اس کے متعلقہ ادب وآداب کا خیال رکھنا ہی حقیقی تعظیم واکرام ہے۔
- قرآن مجید کا حق ہے کہ ہم اسے اس یقین کے ساتھ تسلیم کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نبی کریم ﷺ پر ہماری رشد وہدایت کے لیے نازل ہوا ہے، یہ اللہ کے رسول ﷺ کا کلام ہے نہ سابقہ کتب کا اقتباس ہی ہے جیسا کہ ملحدین ومستشرقین کا نظریہ ہے۔
- قرآن مجید کو یکبارگی نہ اُتارنے کی اصل وجہ یہی تھی کہ یہ دل میں ٹھہر کر جائے۔ آج بھی اگر قاری، قرآن کو آہستہ آہستہ پڑھے تو یہ اسے نہیں بھولتا۔
- قرآن مجید سات حروف میں نازل ہوا اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے سیکھا اور نمازوں میں پڑھا، نیز اس کا سات حروف میں نزول باعث رحمت اور آسانی بن کر آیا جسے آج فتنہ کہہ کر انکار کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر سراسر اعتراض کیا جاتا ہے، حالانکہ اسی نے اسے نازل کیا اور وہی اس کا محافظ ہے، اس لیے اس میں کمی بیشی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
- قرآن مجید سات حروف میں نازل ہوا جسے بعد میں قراءات عشرہ کا اصطلاحی نام دے کر ایک باقاعدہ علم بنا دیا گیا۔ یہ (حروف) 12 ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع سے مصاحف میں لکھے گئے اور پوری اُمت کا اس پر اجماع بھی ہے کہ یہ منزل من اللہ ہیں نہ کہ بعد میں شامل کیے گئے ہیں جیسا کہ مستشرقین اور ان کے ہمنوا کہتے ہیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مطعون کرتے ہیں۔
- قرآن مجید کا حق یہ ہے کہ اسے ترتیل سے پڑھا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی اسے ترتیل سے پڑھا اور نبی کریم ﷺ کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اسے ترتیل سے پڑھیں۔
- ترتیل کے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر خوش اسلوبی، تدبر معانی اور اس انداز تلاوت کی رعایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے پڑھا جائے جس پر یہ اترا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسے ترتیل ہی سے پڑھا اور قیامت کے دن بھی قاری قرآن کو ترتیل سے پڑھنے ہی کا حکم ہوگا کیونکہ ترتیل سے نہ پڑھنے سے معانی و مدعا میں وہ بگاڑ پیدا ہوتا ہے کہ نماز بھی باطل ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

- قرآن مجید کی ترتیل کا انکار کرنے والا یا تو گنہگار ہے یا متکبر ہے یا پھر معذور ہے۔
- قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنا ترتیل کا جزو لاینفک ہے کیونکہ حسن صوت جہاں اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، وہاں یہ اس کی تاثیر میں اضافہ کرتی اور قرآن مجید میں مزید نکھار پیدا کرتی ہے اور خشوع وخضوع کے لیے بہترین نسخہ ہے۔
- قرآن مجید کی تلاوت کو معمول بنانا اس کا حق ہے۔ اسے یاد کرنا باعث ثواب اور اسے بھلانا سخت گناہ ہے، اس لیے اسے زیادہ سے زیادہ چالیس دن میں ضرور ختم کرنا چاہیے۔ جب تک دل چاہتا ہو، اس کی تلاوت کرنی چاہیے اور جب اکتاہٹ محسوس ہو اور اختلاف پیدا ہو تو اُٹھ کھڑے ہونا چاہیے کیونکہ اس میں جھگڑنا کفر ہے۔
- قرآن مجید کی تلاوت رکوع وسجود میں نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ منع ہے اور احکام شریعت سے ناواقفیت کی علامت ہے، اس لیے قرآن مجید کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ شرعی محظورات سے بچا جا سکے اور دین میں فقاہت حاصل ہو سکے جو کہ بہت بڑی نعمت ہے۔
- قرآن مجید حقیقت میں عمل کے لیے ہی نازل ہوا ہے اور تلاوت وتفقہ تو اس کے لوازمات ہیں، چنانچہ عدمِ عمل سے اس شخص کا ایمان ہی متحقق نہیں ہوتا جو قرآن کی حلال کردہ چیز کو حرام اور حرام کو حلال کرے اور یہی تورات وانجیل کے محرف ہونے کا سبب تھا کہ یہود ونصاریٰ اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔
- قرآن مجید کی تبلیغ ہر مسلمان پر لازم ہے جس میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں۔ اگر کسی کو ایک آیت بھی آتی ہو تو اسے آگے پہنچانا اس پر فرض ہے، وگرنہ قیامت کے دن اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا کیونکہ اس کا وعدہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لیا گیا تھا کہ وہ آگے پہنچائیں اور ہر جاننے والا آگے پہنچائے۔
- بگڑے زمانے کو سدھارنے کے لیے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، خود نیکی کرنا اور برائی سے رکنا اور زبان کا صحیح استعمال کرنا اور حسن اخلاق اور استقلال سے لگے رہنا اصل تبلیغ قرآن کی روح ہے۔
- نرم گوئی اور حسن اخلاق جہاں اچھے نتائج لاتے ہیں وہاں زبان کو ایسی فتوے بازی اور لعن طعن وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بچاتے ہیں جس کے نتیجے میں بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا خریدار بن سکتا ہے۔

تو اے میرے مسلمان بھائی! یہ تھے قرآن کریم کے ہم پر مسلمان ہونے کے ناتے سے حقوق۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ نہ ہو کہ قیامت کو اسی قرآن کی وجہ سے ہم ان لوگوں میں شامل کر دیے جائیں جن کے بارے میں قرآن بتلاتا ہے:

﴿وَقَالَ الرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا﴾

''اور کہا رسول نے: اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن مجید کو نظر انداز کر دیا۔''[1]

اس لیے خالص نیت کر کے یہ کہہ دو:

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت قرآن کر جاؤں

کیونکہ اگر اخلاص نہ ہوا تو پھر کچھ فائدہ نہیں ہوگا، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ»

''اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص اسی کے لیے اور اس کی رضا کے حصول کے لیے کیا جائے۔''[2]

اور جہاں تم دنیاوی علوم میں ماہر ہو، دین کے علوم میں بھی ماہر ہو جاؤ کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ كُلَّ عَالِمٍ بِالدُّنْيَا جَاهِلٍ بِالْآخِرَةِ»

''اللہ تعالیٰ دنیا کے بارے میں علم رکھنے والے اور آخرت کے بارے میں جاہل رہنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔''[3]

اس لیے محنت کرو اور احسن طریقے سے حقوقِ قرآن ادا کرو کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«إِنَّ اللهَ يُحِبُّ إِذَا عَمِلَ أَحَدُكُمْ عَمَلًا أَنْ يُتْقِنَهُ»

''اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی عمل کرے تو اسے اچھی طرح کرے۔''[4]

---

[1] الفرقان 30:25. [2] سنن النسائي، حديث: 3142، وصحيح الجامع، حديث: 1858. [3] صحيح الجامع، حديث: 1879. [4] شعب الإيمان: 334/4، وصحيح الجامع، حديث: 1880.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر قدرت و ہمت کے باوجود بھی ہم دین کا کام نہ کریں تو یہ بہت بڑا عیب ہے، بقول شاعر:

وَلَمْ أَرَ فِي عُيُوبِ النَّاسِ شَيْئًا كَنَقْصِ الْقَادِرِيْنَ عَلَى التَّمَامِ

''لوگوں میں سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ قدرت تامہ کے باوجود وہ کچھ نہیں کرتے۔''

اس لیے دنیا والوں کو دیکھ کر دھوکے میں نہ پڑو بلکہ اپنے آباء و اجداد کو یاد کرو جو تم سے زیادہ قوت والے اور مالدار تھے، بقول شاعر:

كَأَنَّكَ لَمْ تَسْمَعْ بِأَخْبَارِ مَنْ مَضٰى وَلَمْ تَرَ فِي الْبَاقِيْنَ مَا يَصْنَعُ الدَّهْرُ

فَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي فَتِلْكَ دِيَارُهُمْ مَحَاهَا مَجَالُ الرِّيحِ بَعْدَكَ وَالْقَطْرُ

''گویا کہ تو نے پچھلوں کی خبریں سنی ہی نہیں اور نہ تو نے دیکھا ہی ہے کہ زمانے نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ اگر تو نہیں جانتا تو یہ قبرستان ان کے گھر ہیں جن کو تیرے بعد بارشوں اور آندھیوں نے ختم کر دیا ہے۔''

لیکن کیا کہا جائے کہ انسان کو جس سے منع کیا جائے، وہ اسے ہی محبوب سمجھتا ہے، اس لیے قرآن مجید کو چھوڑ کر دنیا میں لگ جانا اور پھر جنت کی اُمید رکھنا ایسا ہی ہے جیسے:

أَلْقَاهُ فِي الْيَمِّ مَكْتُوفًا وَقَالَ لَهُ إِيَّاكَ إِيَّاكَ أَنْ تَبْتَلَّ بِالْمَاءِ

''کسی نے سمندر میں اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پھینک دیا اور کہنے لگا: دیکھنا، پانی میں بھیگ نہ جانا۔''

تو قرآن مجید کو چھوڑنے سے عذاب الٰہی تو پھر تیار ہے، اس لیے زندگی کا کچھ پتہ نہیں کل کو کیا ہونے والا ہے، بقول شاعر:

إِنَّ اللَّيَالِيَ وَالْأَيَّامَ حَامِلَةٌ وَلَيْسَ يَعْلَمُ غَيْرُ اللهِ مَا تَلِدُ

''دن اور رات حاملہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا جنیں گے۔''

یعنی کیا حالات ہوں گے تیرے موافق یا مخالف، کچھ معلوم نہیں، اس لیے محنت کر کیونکہ:

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْتَسَبُ الْمَعَالِي وَمَنْ طَلَبَ الْعُلَا سَهِرَ اللَّيَالِي

تَرُومُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَيْلًا يَغُوصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’محنت کے بقدر ہی بلندیاں ملتی ہیں اور جو بلندیاں چاہتا ہے، وہ راتوں کو جاگتا ہے۔ تو عزت اور بلندی کا ارادہ بھی رکھتا ہے لیکن رات کو سویا رہتا ہے۔ (یاد رکھ!) جو موتی چاہتا ہے، اسے سمندر میں غوطہ لگانا پڑتا ہے۔‘‘

اس لیے استقلال سے دین کو سیکھنے اور سکھانے میں لگ جاؤ کیونکہ:

فجهدك قد انتقاك في الذهن ثابتا   فيبقى الذي أنجزت في الناس أنجما
فيبقى الذي علمته الناس قائما   الى أبد الآباد لن يتحطما

’’تیری محنت ہی تجھے یادداشتوں میں ثابت رکھے گی اور جو تو لوگوں میں محنت کرے گا، وہ ستاروں کی طرح چمکتی رہے گی اور جو علم تو لوگوں کو سکھائے گا، وہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔‘‘

بلکہ اس کا صدقہ جاریہ تجھے نیکیوں کی شکل میں ملتا رہے گا، اس لیے میری سابقہ معروضات کو اگر حق سمجھتے ہو تو اس کو سینے سے لگا لو کیونکہ:

میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکر چمن ہے مجھ کو غم آشیاں نہیں

آخر میں، میں اپنی کمزور ہتھیلیوں کو اُٹھا کر یہ دعا کرتا ہوں:

يَا كَثِيْرَ الْعَفْوِ عَمَّنْ كَثُرَ الذَّنْبُ لَدَيْهِ
جَائَكَ الْمُذْنِبُ يَرْجُو الصَّفْحَ عَنْ جُرْمِ يَدَيْهِ
أَنَا ضَيْفٌ وَجَزَاءُ الضَّيْفِ إِحْسَانٌ إِلَيْهِ

’’اے اس شخص کو خوب معاف کرنے والے جس کے گناہ بہت زیادہ ہو چکے ہیں! وہ گنہگار تیری معافی کی اُمید لے کر (اپنے گناہوں کے ساتھ) آیا ہے اور وہ مہمان ہے اور مہمان کو اس کی جزا احسان کی صورت میں دی جاتی ہے۔‘‘

اے الٰہی! ہمارے حال پر رحم فرما اور ہمیں قرآن و سنت کے مطابق زندہ رکھ اور اس پر قائم رکھ کر اور خاتمہ بالخیر فرما کر شہادت کی موت سے نواز اور ہمیں جنت الفردوس کا وارث بنا۔ آمین ثم آمین!

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فهرس المراجع والمصادر

1. القرآن الكريم.
2. صحيح البخاري: للإمام البخاري، الطبعة الأولى، 1422هـ
3. صحيح مسلم، للإمام مسلم، دار إحياء التراث العربي، بيروت
4. الجامع الترمذي، للإمام الترمذي، بتحقيق الألباني، دار المعارف
5. سنن أبي داود، للإمام أبو داود، بتحقيق الألباني، دار المعارف
6. سنن النسائي مع حاشية السندي بتحقيق شيحا، الطبعة الرابعة، 1418هـ
7. سنن ابن ماجه مع تعليقات البوصيري بتحقيق شيحا، الطبعة الثانية، 1418هـ
8. سنن الدارمي بتحقيق الشيخ محمود أحمد عبد المحسن، الطبعة الأولى، 1421هـ
9. صحيح ابن حبان بتعليق الألباني، الطبعة الأولى، 1424هـ
10. صحيح ابن خزيمة لأبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمه، الطبعة الثالثة، 1424هـ
11. المستدرك على الصحيحين للإمام الحاكم، الطبعة الأولى، 1411هـ
12. الموطأ لمالك بن أنس بتحقيق شيحا، الطبعة الأولى، 1418هـ
13. السنن الكبرى للبيهقي، الطبعة الأولى، 1432هـ
14. فتح الباري شرح صحيح البخاري لابن حجر، الطبعة الأولى 1421هـ دار السلام.
15. سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، الطبعة، 1415هـ
16. صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، الطبعة، 1408هـ
17. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل للألباني، 1399.
18. نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار للشوكاني بتحقيق شيحا، الطبعة الأولى، 1419هـ
19. عون المعبود شرح سنن أبي داود لشمس الحق العظيم آبادي، الطبعة الأولى، 1419هـ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحفة الأحوذي للمباركفوري بتحقيق معوض وعبدالموجود، الطبعة الأولى، 1419ھ
فتح القدير للشوكاني بتحقيق الدكتور عبدالرحمن عميرة، الطبعة الثانية، 1418ھ
تفسير القرآن العظيم لابن كثير، الطبعة الثانية، 1418ھ
المعجم الوسيط لإبراهيم مصطفى وإخوانه، الطبعة الثانية، المكتبة الإسلامية.
مسند أحمد للإمام أحمد، الطبعة، المكتب الإسلامي.
أحسن التفاسير للشيخ صلاح الدين يوسف، الطبعة، 1419ھ
المنجد (عربي، أردو) الطبعة یازدهم، 1994 م.
الجزاء من جنس العمل لسيد حسين العفاني، الطبعة الثانية، 1417ھ
دراسات في علوم القرآن لفهد الرومي، الطبعة السابعة، 1419ھ
صيد الخاطر لابن الجوزي، الطبعة الأولى، 1420ھ
فيض الرحيم الرحمن للدكتور عبدالله الطيار، الطبعة الأولى، 1417ھ
التبيان في آداب حملة القرآن بتحقيق عبدالقادر الأرنووط، الطبعة الثانية، 1417ھ
القراءات وأثرها في التفسير والأحكام لمحمد بازمول، الطبعة الأولى، 1417ھ
دليل الحيران على مورد الظمآن لإبراهيم المارغني، الطبعة الأولى، 1415ھ
عمدة البيان في تجويد القرآن لصابر حسين محمد أبو سليمان، الطبعة الأولى، 1418ھ
رسم المصحف وضبطه للدكتور شعبان محمد إسماعيل، الطبعة الأولى، 1419ھ
مسئولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر للدكتور فضل إلٰهي، الطبعة الثانية، 1417ھ
تحفة الأخيار بترتيب شرح مشكل الآثار للطحاوي، الطبعة الأولى، 1420ھ
جبيرة الجراحات في حجية القراءات لصهيب أحمد (المؤلف)، الطبعة الأولى، 1422ھ
فضل القرآن تعلمه وتعليمه لمحمد بن عبدالوهاب، الطبعة الأولى، 1416ھ
فضائل القرآن للنسائي بتحقيق الخولي، الطبعة الأولى، 1416ھ
صلاة التطوع لسعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، 1421ھ
متن الشاطبية للشاطبي، الطبعة الثالثة، 1417ھ
أمالي ابن سمعون: أبو الحسين محمد بن أحمد البغدادي، الطبعة الأولى 1423ھ
أخلاق حملة القرآن للآجري، الطبعة، 1426ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- الإتقان في علوم القرآن للسيوطي، الطبعة.1394ھ
- إحياء علوم الدين للغزالي، دار المعرفة
- تيسير الكريم الرحمن (تفسير سعدي) مترجم دار السلام لاهور
- تفسير القرطبي للامام القرطبي، الطبعة الثانية ،1384ھ
- حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبي نعيم الأصبهاني، الطبعة،1409ھ
- سير أعلام النبلاء للإمام الذهبي، الطبعة،1427ھ
- شعب الإيمان للبيهقي، الطبعة الأولى،1423ھ
- صحيح الترغيب والترهيب، لمحمد ناصر الدين الألباني ،الطبعة الخامسة ،مكتبة المعارف، الرياض
- طيبة النشر في القراءات العشر لابن الجزري ،الطبعة،1414ھ
- عباد يحبهم الغفار من الكتاب والسنة والآثار، لأبي يوسف محمد زايد
- غاية الوصول شرح لب الأصول لزكريا الأنصاري
- فتاوى إسلامية، (مترجم) دار السلام لاهور
- كتاب الزهد لابن المبارك، دار الكتب العلمية بيروت
- المعجم الكبير لأبي القاسم الطبراني، الطبعة الثانية،1404ھ
- المنيحة بسلسلة الأحاديث الصحيحة للشيخ أبو إسحاق الحويني الأثري، دار ابن عباس، مصر
- المقدمة الجزرية، للإمام الجزري، الطبعة الأولى،1422ھ
- المعجم الأوسط لأبي القاسم الطبراني، الطبعة،1415ھ
- مسند أبي يعلى لأبي يعلى أحمد بن علي الموصلي، بتحقيق حسين سليم اسد الداراني، دار المامون، دمشق
- النشر في القراءات العشر للإمام ابن الجزري ،دار الكتب العلمية بيروت، لبنان
- أبحاث في قراءة القرآن الكريم لعبد الفتاح القاضي

www.kitabosunnat.com

المكتبة الرحمانية
99-
لمبر ....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

قرآن مجید کے حقوق

یطلب من

المرکز الاسلامی الخیری

كلية القرآن الكريم والتربية الاسلامية

Phone: 4513116-049 Mob: 4434193-0333 ,4358421-0333
4513115-049 Mob: 4710319-0300 ,4084583-0333

www.quraancollege.com Email. info@quraancollege.com

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

لاہور شوروم: 36-لوئر مال 373 24 034 | اردو بازار 371 20 054 | ہیرٹی 357 73 850 | ڈیفنس Y-بلاک 042 356 92 610

اسلام آباد 051 223 15 13 | ملتان 061 622 00 24 | فیصل آباد 041 26 11 944 | کراچی شوروم: مین طارق روڈ 021 343 909 36 | گلشن چورنگی 021 349 909 38